نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	تحفہ محبوبی -	۸/-
۲	قصیدہ جلالیہ - وردالمریدین - عقیدہ لدنیہ -	۴/-
۳	مخبر الاسرار - تحفۂ کلیہ -	۸/-

[illegible]

[illegible]

ص 33 v.2 دولت آبادی [illegible] — (تحفة الامیر)

~~۷۸۱۳۸~~

۲۱-۵۶-۵۸

[illegible]

ھُوَ المحبوب

تحفۂ محبوبی

یعنی

سوانح عمری حضرت مخدوم شیخ حمزہ علیہ الرحمۃ
فخر اولیائے کشمیر

مؤلفہ

خواجہ غلام محی الدین صاحب مالک و مدیر
اخبار "کشمیر" امرتسر

۱۹۳۱ء

ملنے کا پتہ

خواجہ عبدالرحمن عبدالحنان تاجران کتب و پبلشرز
کٹرہ جیمل سنگھ امرتسر (پنجاب)

کشمیر برقی پریس امرتسر کٹرہ شیر سنگھ کہنہ امرتسر میں چھپا

بار اول ۱۹۳۱ء   تعداد جلد ایکہزار   قیمت فی جلد ۸؍

فہرستِ مضامین

ارمغانِ عقیدت

میں

بلحاظ اُس عقیدت و ارادت کے

جو مجھے حضرت مخدوم شیخ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

کی ذات بابرکات سے ہے،

"تحفۂ محبوبی"

آپکے حضور میں پیش کرنا سعادتِ دارین

تصوّر کرتا ہوں۔

نیاز آگین غلام محی الدین
مدیر کشمیر امرتسر

گذارش

منظور ہے گذارشِ احوال واقعی
اپنا بیان حسنِ طبیعت نہیں مجھے۔

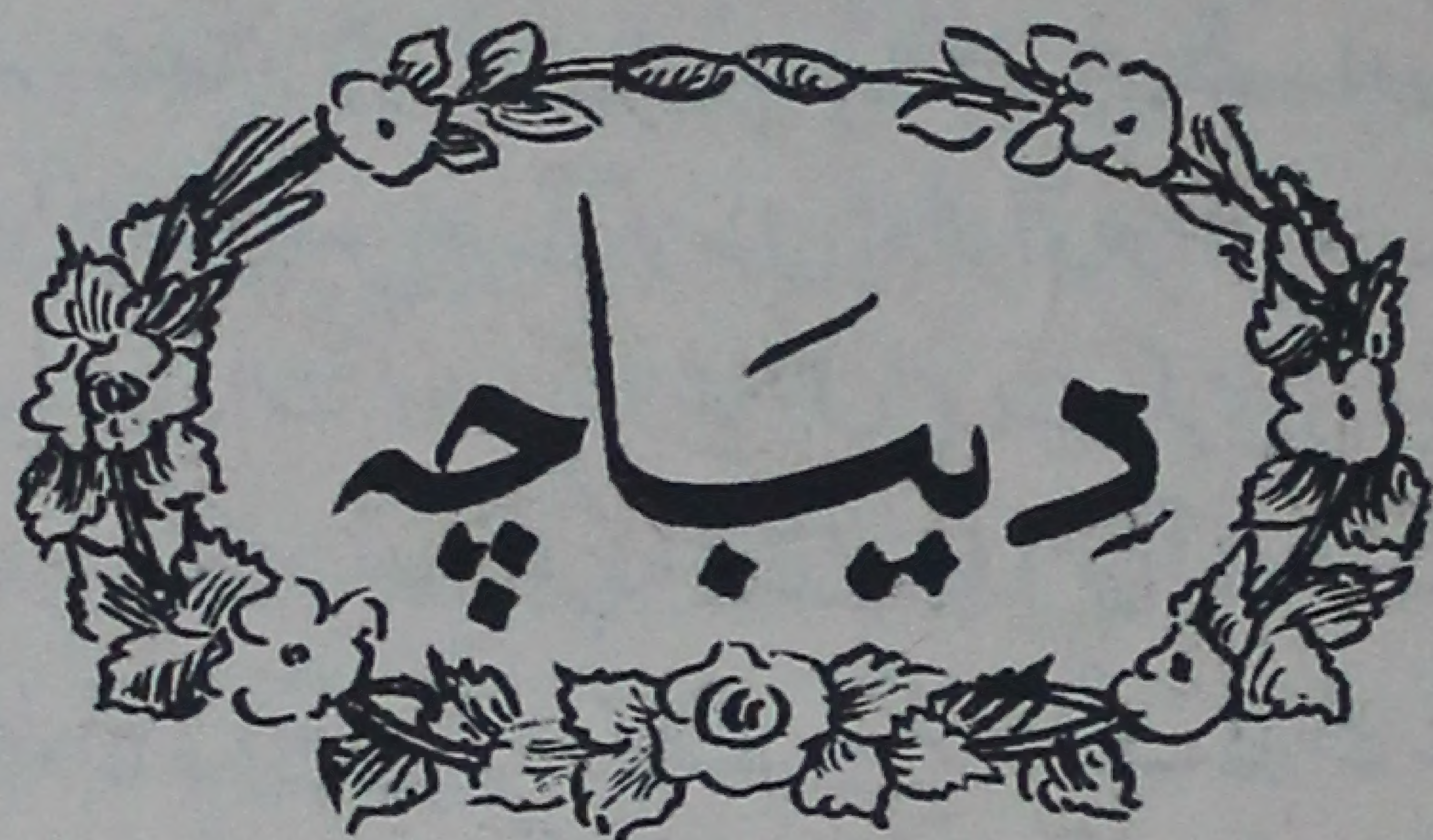
معزز احباب! ایک ہفتہ وار اخبار کی ترتیب و تدوین، انتظام و اہتمام اور اُس کے متعلقات کے مخمصہ سے اتنی فرصت کہاں تھی، کہ تصنیف و تالیف کے ایک مشکل ترین فرض کا بھی اپنی ذمہ داریوں میں اضافہ کیا جاتا، مگر اکثر درد مند محبّانِ قوم کے شدید اصرار اور ضروریاتِ ملت کے ناقابلِ انکار تقاضا سے مجبور ہو کر سرِ تسلیم خم کرنا پڑا۔ "ورنہ من آنم کہ من دانم"

اِس سلسلۂ اشاعت میں ایسی کتابوں کی طباعت ملحوظ رہے گی، جو ملک و ملّت کے لئے بالعموم اور خطّہ و اہلِ خطّہ بھائیوں کے لئے بالخصوص کسی نہ کسی پہلو سے مفید و کار آمد ہوں گی۔

سب سے پہلے کشمیر جنت نظیر کے ایک بزرگ و برتر ولی اللہ حضرت مخدوم شیخ حمزہ علیہ الرحمۃ کی سرچشمۂ کیف و سرور و منبعِ حق و صداقت سوانح عمری سے بسم اللہ کی گئی ہے، تاکہ خداوندِ عالم اِس آغاز کا انجام نیک کرے۔

انشاء اللہ العزیز حتی الامکان یہ مفید سلسلہ جاری رہے گا، اور کوشش کی جائیگی کہ وقتاً فوقتاً برادرانِ کشمیر کی خدمت میں ایسی کتب پیش کی جائیں، جو اخلاقی، اقتصادی، اجتماعی، معاشری، مذہبی اور قومی لحاظ سے اُن کے مفید مطلب ہوں۔ لیکن اس کے لئے اپنے قوم پرور اور محبانِ ملّت احباب کی امداد و استعانت کی بے حد ضرورت ہوگی، اُمید ہے، آپ اپنی مسلّمہ علمی قدر شناسی کے اعتبار سے دریغ نہ فرمائیں گے والسّلام!

نیاز مند مولّف



خاصانِ خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

خاکدانِ ہستی ایک تاریک کرہ ہے۔ اگر چاند اور سورج اوقات مقررہ پر اپنی ضیا باریوں سے منور نہ کرتے، تو یہاں کے رہنے والے سکندر کی طرح عالم ظلمات میں بھٹک کر جان دیتے، اور اس آبِ حیات کا ایک گھونٹ بھی حاصل نہ کر سکتے، جس کے لئے وہ عدم آباد سے مختلف منازل طے کرتے بہزار دقت یہاں پہنچے۔

کیا انسان کا مقصدِ حیات یہی تھا، کہ وہ دنیا میں آتا، چندے قیام کرتا، اور بھلی بری زندگی بسر کر کے، جدھر سے آیا تھا، بصد حسرت و یاس واپس چلا جاتا؟ اگر تخلیق انسان کی غرض و غایت یہی تھی، اشرف المخلوق کی آمد و شد ہی دنیائے فانی کیلئے موجبِ افتخار تھی، تو اس سے خوبصورت، زبردست، اور بکار آمد ذی حیات خلقت موجود ہے۔ اگر انسان نہ ہوتا، تو ایک پرفضا وادی میں سرو ہائے آزاد کی قطاریں ہوتیں، اشجارِ ثمرور لہلہاتے نظر آتے، خود رو پھول نرم و نازک شاخوں کی زینت ہوتے، کلیاں مسکرا مسکرا کر پھولوں کی آغوش میں چھپتیں، کوسوں تک سبزۂ نوخیز کا فرش ہوتا۔ جس پر طاؤسانِ طناز رقص کرتے، بلبل کوئل کی ہم آہنگ ہو کر نغمہ سرائی کرتی، اور کوئل کی کوک بلبل کے ترانوں میں محو ہو کر فضائے بسیط میں ایک وجدانی ارتعاش پیدا کر دیتی۔ کیا یہ سحر آگین منظر فطرت کو پسند نہ تھا؟ آدم زاد کا محض باغبان، صیاد، اور گلچین کے لباس میں ظہور پذیر ہونا ہی موجب ابتہاج ہوا؟ وسیع و فراخ جنگلوں اور سرسبز میدانوں میں صحرائی جانور، آزاد پرند اور بیباک درند، ایک علیحدہ اور خوشگوار دنیا بسائے ہوئے تھے، شیر جنگل کا بادشاہ

تھا، لیکن دوسرے جانور بھی جہاں جی چاہتا چلتے پھرتے، اور آرام کرتے۔ ہرن اپنے رمنوں سے نکل کر کلیلیں بھرتے کوسوں اِدھر اُدھر نکل جاتے۔ پرند دن بھر پھل پھول کھاتے، اور رات کو اپنے آشیانوں میں بے فکری کی نیند سوتے۔ کیا انسان کو قدرت نے اس لئے بھیجا تھا، کہ پُرسکون اور با امن آبادی کے نظام میں مخل ہو کر یہاں کی آزاد مخلوق کو اسیر و پابند کرے، یا تیر و تفنگ کا نشانہ بنائے؟

نہیں انسان کا مقصدِ حیات کچھ اَور تھا، اس کے عدم سے وجود میں آنے کی علّتِ غائی نہایت اعلیٰ و ارفع تھی۔ بلکہ انسان کو اُن امُورِ اہم کی انجام دہی کے لئے مامور کیا گیا تھا، جن سے فرشتے بھی قاصر تھے، اِسی لئے مسجودِ ملائک ہُوا۔ اور اشرف المخلوق کا خلعت فاخرہ زیبِ تن کر کے دُنیا میں آیا۔ اور اس سرزمین میں اُن غلطیوں کو محسوس کر کے جو اسکے جدِ امجد سے خلدِ بریں میں سرزد ہوئیں، بیتابانہ بول اُٹھا۔ ؎

ما دانہ خوردہ ایم بغفلت زباغِ خلد
آمد بہوش طائرِ سدرہ بدامِ ما

مگر نوعِ انسان اُس فطری لغزش سے محفوظ نہ رہ سکی، جو احساسِ نفس کے وقت سے اس کی سرشت میں پیوست ہو چکی تھی۔ وہ گمراہی کی طرف جانے لگی، اور دنیا کے لہو و لعب نے اُسے جادۂ مقصود سے دور پھینک دیا۔ یہی وجہ ہے، کہ مختلف عہود و قرون میں جلیل القدر انسان اپنی گم کردہ راہ نوع کی رہنمائی کے لئے ظہور پذیر ہوئے۔ اور اپنا اپنا فرض ادا کر کے عالمِ بقا کی طرف چلے گئے۔

کبھی حضرت نوحؑ اپنی نابکار قوم کی ہدایت اور سرزنش پر مامور ہوئے، کبھی حضرت ابراہیمؑ نمرود اور اسکے حلقہ بگوشوں کے استیصال کے لئے تشریف لائے۔ کبھی حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے طلسمِ رُبوبیّت کو باطل کرنے کے لئے جلوہ دکھایا، اور کبھی حضرت عیسیٰؑ اسرائیل کی کھوئی ہُوئی بھیڑوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے صحرائے ہستی میں بادیہ پیما ہوئے۔ آخر کار جب تمام دُنیا سہو و نسیان اور خطا و معصیت کی جولانگاہ بن گئی۔ کفر و شرک کی ہولناک ظلمت ہر طرف مسلط ہو گئی، تو آفتابِ رسالت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ جن کے نور و ظہور سے تمام دُنیا میں اُجالا ہو گیا۔

آپ کے بعد جب کبھی دُنیا کے کسی گوشہ میں گناہ اور کفر و ضلالت کی تاریکی پھیلی، تو اولیائے عظام چاند تاروں کی طرح نمودار ہو کر وہاں کے باشندوں کی رہنمائی کرتے رہے۔

جب حضرت مخدوم شیخ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کتمِ عدم سے وجود میں آئے، تو کشمیر جنت نظیر دوزخ کا نمونہ بن رہا تھا۔ آپ بچپن ہی سے نیک کاموں کی طرف مائل اور لہو و لعب کے مشاغل سے کنارہ کش تھے۔ حصولِ تعلیم میں ایسے اشتیاق و انہماک سے کام لیا، کہ اساتذہ حیران تھے۔ اور دل ہی دل میں کہتے تھے۔ ؎

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

حضرت مخدوم نے علمِ دین کے حصول کے ساتھ حق شناسی و معرفت آگاہی کی طرف خاص توجہ دی۔ یہی وجہ ہے، کہ عالمِ شباب ہی میں علمِ عرفان کے سب باب اُن پر وا ہو گئے کیونکہ اکثر عرفا کو پیرانہ سالی میں بھی یہ سعادت نصیب نہیں ہوتی۔ حقیقت یہ ہے، کہ حضرت مخدوم نے اپنے نفس پر قابو پا لیا، دُنیا کی آسائشوں کو لات ماردی، فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کی۔ شب و روز ریاضت و عبادت کا شغلہ جاری رکھا۔ دن کو وعظ و کلام، پند و نصائح اور درس و تدریس سے کام تھا، اور رات کو ریاضت و عبادت میں مصروف رہتے۔ جاڑے کی اُن خوفناک راتوں میں جبکہ سردی کی شدّت سے پانی بھی جم جاتے ہیں۔ چشمے اور دریا مرمریں فرش نظر آتے ہیں، حضرت مخدوم کا اپنی قیام گاہ سے نکل جانا، اور آدھی رات کے وقت برفانی پانی سے غسل کر کے جنگل کے کسی گوشے میں بیٹھ کر صبح کر دینا اُنہی کا کام تھا۔

یہ وُہی لافانی رُوح تھی، یہ وُہی عدیم النظیر جذبہ تھا، جو ایک عاشقِ صادق کو پہاڑ کاٹنے کی جُرات دلاتا ہے، ایک طالبِ جاں نثار کو بادیہ پیمائی کا دلدادہ بنا دیتا ہے۔ عاشقانِ مجازی کے کارنامے، اور اُن کی جان سپاری کے افسانے پڑھنے سننے والوں کو نقشِ حیرت بنا دیتے ہیں۔ لیکن طالبانِ محبوبِ حقیقی یکسر محویت ہمہ تن عشق بن جاتے ہیں۔ جدھر جاتے ہیں، "وُہی" نظر آتا ہے۔ جدھر دیکھتے ہیں، "اُسی" کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ جب وہ صحرائے پُرخار میں قیسِ آبلہ پا تلاشِ لیلا میں

حیران و سرگرداں پاتے ہیں، تو بیساختہ پکارتے ہیں۔ ؎

خاک صحرا کی عبث تو چھانتا ہے بے خبر!
ڈھونڈتا ہے جسکو محمل میں وہ تیرے دل میں ہے

عشقِ آلہی کا جذبۂ بے پناہ ہی حضرت مخدوم کو سر بفلک پہاڑوں، پُر خطر غاروں اور لق و دق جنگلوں میں لئے پھرتا تھا۔ خونخوار درندے اُن کے ہمدم و ہمجلیس ہوتے تھے، کوئی اُن کو گزند نہیں پہنچا سکتا تھا۔

حضرت مخدوم با وجود بادۂ وحدت سے مست و سرشار ہونے کے شرعی قیود اور مذہبی آئین کے پُورے پابند تھے۔ اس لئے کہ خدائے تعالےٰ نے اُنہیں محض اپنی اصلاح و فلاح اور تزکیۂ نفس کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ خدمتِ قوم اور رفاہِ خلق کے لئے مامور فرمایا تھا، تاکہ وہ بھُولے بھٹکے اور گم کردہ راہ لوگوں کو حق و صداقت کی صراطِ مستقیم دکھائیں۔ کیونکہ عوام الناس کا پابندِ شریعت رہنا، اور احکام دین پر عامل ہونا ہی سعادتِ دارین، اور اِسی میں اُن کی فلاح مضمر ہے۔

حضرت مخدوم علم و عمل کے لحاظ سے ایک برتر ہستی تھے، اور کسی دُنیاوی طاقت سے مرعوب و متاثر ہونا ان کی فطرت و جبلیت کے قطعاً منافی اور عادت و طبیعت کے سراسر خلاف تھا۔ چنانچہ حاکمِ وقت غازی خاں چک جو حضرت کے عقائدِ مذہبی کے خلاف تھا، سخت مخالف ہو گیا۔ اور آپ کو سری نگر چھوڑنا پڑا۔ لیکن وہ جلدی ہی اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔

حضرت مخدوم ایک کامل ولی تھے، اُنہوں نے دربارِ رسولؐ میں شرفِ باریابی حاصل کیا۔ اور اُن کی ذاتِ والاصفات سے زندگی میں بے شمار کرامات ظہور میں آئیں، جس سے تمام کشمیر میں اُن کی قدر و منزلت کا سکّہ بیٹھ گیا۔ اور صدہا بندگانِ خدا روزانہ اُن کے درس و تدریس، روحانی برکات، اور فیضانِ صحبت سے بہرہ اندوز ہوتے رہے۔

بعض مسلمان انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامات کے منکر ہیں، اور ان مافوق العادت مظاہر کو قانونِ قدرت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے، کہ ایسے لوگ اپنے علم و عقل کے محدود دائرہ ہی میں قدرت

کو مرکوز سمجھتے ہیں، اور قانونِ قدرت کو اپنی استعداد فہم و ادراک کا پابند خیال کرتے ہیں۔ لیکن کس کو خیال تھا، کہ کسی وقت ٹیلیگراف، لاسلکی، گراموفون، بائیسکوپ، فوٹوگرافی جیسی معجز نما ایجادوں سے حضرت انسان دُنیا کو حیران کر دیگا۔ رُوحانیات کے سنکر اہلِ مغرب اب قوتِ ارادی کے جذب و کشش سے متوفیین کی ارواح سے بات چیت کرتے ہیں۔ اور اُن سے دوسری دُنیا کے حالات دریافت کرتے ہیں، تو اَولیائے کرام کا حضرت رسُول کریمؐ اور دوسرے بزرگان دین سے ملاقی ہونا، نیز مافوق العادت مظاہر سے قدرت کے رازہائے سربستہ کا انکشاف کرنا، ہرگز قانونِ قدرت کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

الغرض حضرت مخدوم اپنے وقت کے ایک برگزیدہ اور مقتدر بزرگ تھے جنہوں نے دین اسلام کی بہترین خدمت کی، ہزارہا بندگان خدا کو رشد و ہدایت کی نعمت سے مستفید فرمایا۔ کفر و ضلالت کے قعرِ عمیق سے نکال کر صراطِ مستقیم پر پہنچایا۔ کوئی کہاں تک اُن کے اوصاف قلمبند کرے۔ ؎

دامانِ نگہ تنگ، گلِ حسُنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ توزِداماں گلہ دارد

لیکن یہ امر موجبِ افسوس ہے، کہ ایسے خدا پرست، دُنیاوی تکلفات سے بے نیاز اور فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرنے والے بزرگ کا مقبرہ اب دُنیا داروں کی تماشہ گاہ، نغمہ و سرود کا مقام، مجاوروں کی دوکان، اور ہوس پرستوں کی عشرت سرا بن رہا ہے۔ اِن حالات کو حضرت مخدوم کا کوئی مخلص عقیدت مند سکونِ خاطر سے برداشت نہیں کرسکتا۔

متولیانِ زیارت اور ارادت مندانِ درگاہ سے گذارش ہے، کہ وہ اِن رنجدہ حالات کی اصلاح فرماکر ثواب دارین حاصل کریں، اور اُس آسودۂ خواب محترم ہستی کی رُوح کو مسرور فرمائیں۔

مجھے اخبار "کشمیر" کے کاروبار سے اتنی فرصت نہ تھی، کہ سلسلہ تصنیف و تالیف جاری کرسکتا۔ لیکن محترم دوست جنابِ حاجی خواجہ عبدالاحد صاحب دار راجوری کدل سری نگر نے مجھے ترغیب دی، کہ مَیں مفید قوم و ملک کُتب کا سلسلہ بھی شروع

کروں۔ اور یہ ترغیب مجبوری کی حد تک پہنچ گئی۔ چنانچہ مجھے ناچار اُن کے ارشاد کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور وعدہ کیا، کہ انشاء اللہ حتی الامکان آپکے حکم کی تعمیل کی جائیگی۔

اِس وعدہ کے ایفا کے لئے ایسے موضوع کی تلاش ہُوئی، جو متبرک بھی ہو، مفید بھی ہو، اور کشمیر سے متعلق بھی ہو۔ انجام کار بہت غور و فکر کے بعد طبیعت نے فیصلہ کیا، کہ سب سے پہلے کشمیر کے مقتدر و محترم بزرگ حضرت مخدوم شیخ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس سوانح عمری شایع کی جائے۔ تاکہ برادرانِ کشمیر اپنے مخلص رہنما اور عدیم النظیر پیشوا کے سبق آموز حالات زندگی سے آگاہ ہو کر اپنی دُنیا و عاقبت کو سدھار سکیں۔ اور اس فیصلہ کے ساتھ ہی مواد کی فراہمی، اور اسکی ترتیب و تدوین شروع کر دی۔ خدا کا شکر ہے، کہ مجھے اس میں خاطرخواہ کامیابی ہُوئی، اور میں اس قابل ہو گیا، کہ ایک ناچیز "تحفہ" جو نفسِ مطلب کے لحاظ سے "گراں بہا ہدیہ" ہے، ناظرینِ کرام کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ لہٰذا "تحفۂ محبُوبی" کے نام سے حضرت مخدوم کے حالاتِ زندگی اور فیوض روحانی ہدیۂ احباب کرتا ہُوں۔

میں جناب مولانا مولوی مفتی محمّد شاہ صاحب سعادت رئیس و شاہی شاعر، سابق میونسپل کمشنر محلہ جامع مسجد سری نگر کا بے حد ممنون منت ہُوں، کہ جنہوں نے کتاب کے مواد کی فراہمی میں گرانقدر امداد فرمائی۔ جناب پیر سیّد محمّد شاہ صاحب کلال دوری جانشین پیر بزرگ شاہ صاحب مرحوم زینہ کدل سری نگر نے کئی ایک کتابیں دکھا کر ممنون کیا، جس سے مجھے بہت سی امداد ملی۔

پیر حفیظ اللہ صاحب محلہ مخدوم صاحب نے اِس کتاب کی اشاعت کے لئے دلی خواہش کا اظہار کیا تھا، اور دُعا فرمائی تھی، کہ "اللہ تعالیٰ یہ سعادت آپ کو عطا کرے"۔

بحمد اللہ! آپ کی دُعا قبول ہُوئی، اور توقع ہے، کہ میری ناچیز کوشش شرفِ قبولیت حاصل کرے گی۔

نیاز آگین غلام محی الدین
مدیر "کشمیر" امرتسر

یکم اگست ۱۹۳۱ء

تحفۂ محبوبی

باب اوّل

تمہید

شکر للہ حال من ہر لحظہ نیکوتر شد است
شیخ شیخاں شیخ حمزہ تا مرا رہبر شد است

کوئی ایسی قوم نہیں، جس میں دینی و دُنیاوی اُولوالعزم مشاہیر واکابر کا وجود نہ ہو، کوئی ایسا فرد نہیں، جو اپنی محترم ومقتدر ہستیوں کے حالات ومقالات کے مطالعہ وملاحظہ کا کسی حد تک مشتاق نہ ہو، کیونکہ ایسے سبق آموز کارناموں اور تذکروں میں ہمّت و واستقلال، جُرات واستقامت، عزم وثبات، اور حُریّت وحقیقت شناسی کے لاانتہا درس موجود ہوتے ہیں۔ ایسے مطالعہ سے انسان کے دل ودماغ پر تقریباً وہی اثرات پیدا ہوتے ہیں، جو ایک خدا رسیدہ بزرگ کے فیضان صحبت سے ممکن ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے، کہ اہلِ علم مسلمانوں، خصوصاً کشمیر جنت نظیر کے حلقہ بگوشان اسلام کے اس فخر وامتیاز کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہوسکتا۔ اُنہوں نے اپنی محترم اور مخیر ہستیوں، دینی ودنیاوی بزرگوں، علماو فضلا، اور شُعرا و اُدبا کے حالات کا کثیر وبہترین سرمایہ جمع کر کے محفوظ رکھا ہے۔ اِس سے زیادہ کیا فخر ہوسکتا ہے، کہ اولیائے کشمیر کے ایک مشہور مقدس خدا رسیدہ بزرگ حضرت سلطان مخدوم شیخ حمزہؒ رحمۃ اللہ علیہ کے کارنامے آپ کے سولہ ہم عصر وہم جلیس اصحاب نے قلمبند کئے ہیں۔

ہر چند سرزمینِ کشمیر میں بہت سے نامور اور مقدس مذہبی پیشوا گذرے ہیں، جو اپنے اوصافِ حمیدہ کے اعتبار سے ممتاز و مایۂ ناز تھے۔ لیکن حضرت سلطان مخدوم ممدوح اپنے فضائل و محاسن کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے جب دُنیا میں نزولِ اجلال فرمایا، مسلم سلاطین کشمیر کا دورِ حکومت قریب الاختتام تھا۔ اور چک خاندان کے کارکن اور افراد یہاں تک کہ ملک موسیٰ رینہ، ملک کاجی چک، غازی خاں چک، جو کہ امیر شمس الدین عراقی کی بدولت شیعہ مذہب کے حلقہ میں آ گئے تھے۔ ایسے جبر و استبداد اور مذہبی تعصّب سے حکومت کا سکّہ چلانے لگے، کہ اہلِ تبّت کی تمدنی، اقتصادی اور مذہبی حالت پر بہت بُرا اثر پڑا۔ یہاں تک، کہ سنیّوں کی بڑی تعداد مجبور ہو کر شیعہ مذہب میں داخل ہو گئی۔ اور بعض لوگ ناچار پنجاب و ہندوستان کی طرف ہجرت کر گئے۔ اِس پُر آشوب زمانہ میں اگر حضرت سلطان شیخ حمزہؒ کا وجود ذی جود اپنے روحانی اعجاز کے ساتھ بروئے کار نہ آتا، تو سنیّوں کا اپنے مسلک پر قائم رہنا محالات سے تھا۔

اگر ایسے مصلحِ قوم، مجدّدِ وقت، سرتاجِ اولیا، اور حامیٔ دین، کے صوفیانہ اور مبلغانہ حالات پردۂ خفا میں رہتے، تو یہ نہ صرف پرلے درجہ کی احسان فراموشی ہوتی، بلکہ آیندہ نسلوں کو اُن کے روحانی فیوض سے محروم رکھنے کا ایک ناقابلِ معافی فعل سرزد ہوتا۔

اِس تذکرہ میں حسب ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے:۔
وردالمریدین۔ دستور السالکین، تذکرۃ العارفین، رسالہ سلطانی، حجۃ العارفین، تذکرۃ المرشدین۔ درجات السادات، تحائف الابرار، خوارق السالکین، باغ سلیمان، تاریخ شائق، سلطانی منظوم، اسرار الابرار، نور نامہ، اسرار الاخیار، واقعات کشمیر، اشجار الخلد۔

"تحفۂ محبوبی" میں باوصف اختصار کے اُن تمام حالات و واقعات کو قلمبند کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو آپ کی ذات بابرکات سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاکہ ناظرین بلاتکلّف اس کے مطالعہ سے مستفید ہو کر ان کی مقدس زندگی کی پیروی کریں۔

باب دوم

نسب نامہ اور خاندان

نسب نامہ اب ہم حضرت ممدوح کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہیں - تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے ، کہ آپ کس گرانقدر خاندان کے بیش بہا موتی ہیں - نسب نامہ ملاحظہ ہو :-

(۱) مخدوم شیخ حمزہؒ کشمیری (۲) ابن بابا عثمان رینہ (۳) ابن زینی رینہ (۴) ابن جہانگیر رینہ (۵) ابن دولت رینہ (۶) ابن ابدال رینہ (۷) ابن احمد رینہ (۸) ابن راون چندر (۹) ابن رام چندر (۱۰) ابن سنگرام چندر (۱۲) ابن بلاد چندر (۱۳) ابن مل چندر (۱۴) ابن سوسرم چندر -

خاندان تاریخی معلومات سے پتہ چلتا ہے - کہ آپ کا خاندان چندربنسی راجپوت سے تعلق رکھتا ہے - اس خاندان کے اکثر افراد مشہور جاگیردار ، اہلِ دربار مقتدر فرماں روا اور صاحب اقتدار گذرے ہیں - مورخینِ ہنود کا قول ہے ، کہ چندربنسی خاندان کا سلسلہ نسب برھما تک پہنچتا ہے -

بیان کیا جاتا ہے ، کہ براعظم ہندوستان زمانہ قدیم میں دو ہی خاندانوں کے زیرِ نگیں تھا - ایک کو سورج بنسی کہتے تھے ، اور دوسرے کو چندربنسی کے نام سے خطاب کرتے تھے - یہ مستقل عملداری ہزاروں سال تک پوری شان و شوکت سے قایم و برقرار رہی - چندربنسی خاندان کا مرکز حکومت اودھ الہ آباد میں تھا - آخر بزرگانِ اسلام کے عدیم النظیر اسوۂ حسنہ اور دینِ فطرۃ کی ہمہ گیر تعلیم نے اس خاندان کو توحید الٰہی کے نور سے معمور کر دیا - اور سورج بنسی خاندان بھی نور اسلام کی باطل سوز شعاعوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا - تاریخی اسناد سے ثابت ہوتا ہے ، کہ یہ خاندان جو ہندویت کی آغوش میں صدیوں تک پرورش پاتے رہے ، اور ہزاروں سال تک ہندو مذہب کے راسخ الاعتقاد پیرو چلے آتے تھے ، بتنزلزل

ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴ سے آگے تفصیلی شجرہ نسب - دخل اور اس جگہ کا تضاد یعنی ناموں کا آگے پیچھے ہونا قابل غور

ہو گئے، اور رفتہ رفتہ صراط مستقیم پر آتے گئے۔

خارج البلد افراد میں مل چندر کے باپ سوسرم چندر کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے، جو اپنے قدیم وطن سے ہجرت کر کے نگر کوٹ میں جس کے حدود ضلع کانگڑہ سے ملتے ہیں، آ کر مقیم ہُوا۔ ابتدائی ایام میں جیسا کہ نو وارد غریب الوطن مسافر گذارہ کیا کرتے ہیں، تنگدستی اور کس مپرسی کی حالت میں رہا۔ لیکن صبر و تحمل اور دانش و تدبّر سے نگر کوٹ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔

سوسرم چندر کی وفات کے بعد مل چندر اُسکی جگہ مسند حکومت پر بیٹھا۔ اور جلدی ہی جبر و تشدد، اور نخوت و بے پروائی سے عوام کو اپنا مخالف بنا لیا۔ نتیجہ یہ ہُوا، کہ بغاوت عام ہو گئی، اور شاہ دہلی کے اہلکاروں سے ساز باز کر کے نگر کوٹ پر حملہ کر دیا۔ اور مل چندر قلعہ بند ہو گیا۔ جب کوئی صورت کامیابی کی نہ دیکھی، تو مجبور ہو کر کشمیر کی راہ لی۔ راستہ میں معلوم ہُوا، کہ سرزمین کشمیر جنت نظیر راجہ جے سنگھ کے زیرِ نگیں ہے، جو نہایت فراخ دل اور خاندانی شریف لوگوں کے ساتھ فیاضانہ سلوک کرتا ہے۔ وہ فوراً راجہ جے سنگھ کے دربار تک پہنچا۔ اور اپنی غریب الوطنی، بے سرو سامانی اور مصیبت کی داستان نہایت درد انگیز لہجہ میں بیان کی۔ راجہ جے سنگھ خاطر و مدارات سے پیش آیا، اور اسکو اپنا مقرّب خاص بنا کر پرگنہ لار کی جاگیرداری بھی مرحمت فرمائی۔ صرف زمینداری اور جاگیرداری ہی پر اکتفا نہیں کی، بلکہ محدود جاگیرات کے سو دیہات کی حکومت کا مالک بنا دیا۔ قدر شناسی نے حوصلہ افزائی کی، اور رفتہ رفتہ سپہ سالاری کے فرائض بھی اُس کو تفویض ہو گئے۔ جنہیں وہ خوش اسلوبی سے انجام دیتا رہا۔ پھر فوجی وزارت کا عہدہ مل گیا۔ اِس عہدہ کا نام اُن دنوں "رینہ" تھا۔

یہی مل چندر تھا، جس نے چنگیز خاں والئ ترکستان کے بے پناہ حملہ سے نہ صرف کشمیر بلکہ ہندوستان کو محفوظ رکھا۔

واقعہ کی تفصیل یوُں ہے، کہ راجہ جے سنگھ کی تخت نشینی کو ڈیڑھ سال کا عرصہ گذرا۔ کہ ۵۲۵ھ میں پنجاب پر پُوری شان و شوکت سے حملہ آور ہُوا، اور پنجاب کے متعدد علاقوں پر قبضہ کرنا چاہا۔ سلطان محمود غزنوی کے فاتحانہ حملوں نے

اہلِ ہند کے دلوں پر نقش کر رکھا تھا، کہ ترکی شمشیر زنی کے مقابلہ میں اُن کی دال نہیں گل سکتی۔ اِس لئے اس حملہ نے تمام ملک پنجاب میں بے حد اضطراب پیدا کر دیا۔ چنانچہ پنجاب کے اکثر راجے متفق ہو کر غنیم کی مدافعت کے لئے دریائے اٹک کے کنارے پر جمع ہُوئے۔ راجہ جے سنگھ بھی قومی حفاظت کی غرض سے ایک لشکر جرّار لے کر میدانِ کارزار میں آیا۔ اور غنیم کی پیش قدمی کا انتظار کرنے لگا۔ ایک دن راجہ جے سنگھ نے وزیر مل چندر کو حکم دیا، کہ رات کے وقت کسی ہوشیار اور چالاک آدمی کو بطور جاسوس ترکی فوج میں بھیجے، تاکہ غنیم کی طاقت اور اُس کے فوجی استحکامات کی کیفیت معلوم ہو جائے۔ اور مقابلہ کے لئے مناسب انتظام ہو سکے۔ وزیر مل چندر نے اس کارِ اہم کے لئے کسی دوسرے پر اعتبار نہ کیا، اور خود ترکی لشکر میں چلا گیا۔ چاروں طرف دزدیدہ نگاہوں سے دیکھتا، اور اپنے آپ کو بچاتا چنگیز خاں کے خیمے تک پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ پہرے والے اونگھ رہے ہیں، اور چنگیز خاں بھی خوابِ استراحت میں مدہوش ہے۔ مل چندر دبے پاؤں خیمہ میں داخل ہو گیا۔ اور اُس کے سرہانے اپنا جوتا اور اس میں ایک خط رکھ کر واپس آ گیا۔ صبح کو جب چنگیز خاں بیدار ہُوا، تو جوتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ جب اُسے اُٹھایا گیا، تو اُس میں سے ایک خط نکلا، جس کا مضمون یہ تھا:-

"میں مسمی مل چندر جو راجہ جے سنگھ والی کشمیر کا وزیر ہوں، رات کو جب تم خوابِ غفلت میں دُنیا و مافیہا سے بے خبر پڑے تھے، تمہارے سرپر آن پہنچا۔ مَیں نے چاہا، کہ تمہارا سر تن سے جُدا کر دوں، تاکہ خلق خدا تمہارے فتنہ و شر سے نجات پائے۔ لیکن بے خبری کی حالت میں قتل کرنا، شرطِ مردانگی کے خلاف سمجھا، اور تمہارے خون سے در گذر گیا۔ اگر شرم و حیا ہے، تو خود سوچ لو، بہادروں سے لڑنا ٹیڑھی کھیر ہے"۔

یہ دیکھ کر چنگیز خاں اپنی جسارت پر سخت نادم ہُوا، اور صلح کر کے اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اِس خدمت کے صلہ میں مل چندر کو تبت خورد و کلاں یعنی لیہ لداخ اور اسکردو دونوں علاقے بطور جاگیر عطا ہُوئے، اور قدر و منزلت بھی پہلے سے دوچند ہو گئی۔ موضع گنگنہ گیر علاقہ لار میں مل چندر نے ایک سنگین مندر بلکہ قلعہ بنوایا، جس میں

عیش و کامرانی سے زندگی بسر کرتا رہا۔

جے سنگھ کی وفات کے بعد جانشینی کے لئے طرح طرح کی سرگوشیاں ہونے لگیں، تمام رعایا اس امر پر زور دیتی تھی، کہ آیندہ حاکم مل چندر کو قرار دیا جائے۔ لیکن نمک حلال وزیر مل چندر نے اس بات کو منظور نہ کیا، اور اپنی خوشی سے سمت ۱۲۱۰ میں جے سنگھ کے بیٹے راجہ پرمالو کو تختِ حکومت پر بٹھایا۔ جس سے خاص و عام کے دلوں میں مل چندر کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی۔ پانچ سال کے بعد سمت ۱۲۱۵ میں مل چندر وزیر اعظم نے انتقال کیا۔ اور ایک لاکھ اسی ہزار اشرفیاں اور چار سو من سونا میراث میں چھوڑ گیا۔

کھکہ چندر راجہ اوپتا دیو مشہور فرماں روائے کشمیر کے شاہی خاندان سے چوتھے شخص راجہ راج دیو کی حکومت کا دور دورہ تھا۔ کہ مل چندر وزیر کے بیٹے کھکہ چندر کا نصیب جاگا۔ اور وزارت کے عہدے پر مامور ہوا۔ جس نے اپنے مفوضہ فرائض بکمال شوق و خوش اسلوبی انجام دیئے، اور راجہ راج دیو کے ملکی معاملات میں دل و جان سے امداد دی۔ جس کے صلہ میں ترقی اور نیکنامی حاصل کی۔ اور اپنے باپ کا نام روشن کیا۔ لیکن فلک ناہنجار کو ملکِ کشمیر کی بہتری منظور نہ تھی۔ چنانچہ نامور وزیر کھکہ چندر عالمِ شباب (سمت ۱۲۴۱) میں اس دُنیائے فانی سے رحلت کر گیا۔

بلاد چندر راجہ راج دیو ابھی تختِ حکومت پر متمکن تھا، کہ کھکہ چندر کے نوجوان بیٹے بلاد چندر نے اپنے باپ کی جگہ سنبھالی۔ مگر اس شاندار اور ذمہ دارانہ عہدے کی اہمیّت کو نہ سمجھا، اور اپنے فرائض قابلیت سے انجام نہ دے سکا۔ یہاں تک کہ اہلکاروں کو متکبرانہ اور خودسرانہ سلوک سے اپنا مخالف بنا لیا۔ چنانچہ اُنہوں نے راجہ راج دیو کو اس کے شکوہ و شکایات سے بدگمان کر دیا۔ پھر کیا تھا، راجہ و وزیر ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے۔ بلاد چندر نے حقِ نمک فراموش کر کے علمِ بغاوت بلند کر دیا، اور سری نگر کے نصف حصّے پر قابض ہو گیا۔ محلہ بلدیمر کو جس میں سر بفلک عمارات کے بڑے بڑے احاطے تھے، اپنا دار الحکومت قرار دیا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد خود ہی اپنے کئے پر پشیمان ہو کر

راجہ کے قدموں پر آ گرا۔ راج دیو نے مراحم خسروانہ سے اُسکا قصور معاف کر دیا۔ اور علاقہ لار کی جاگیرات کا قبضہ جو بغاوت کے زمانے میں سرکاری حفاظت میں لے لیا گیا تھا، واپس کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد راجہ راج دیو کی وفات پر راجہ سنگرام دیو اپنے باپ کی جگہ پر متمکن ہُوا، جس نے بلاد چندر کو سپہ سالاری کے عہدے پر مامور کیا۔ تقریباً دس سال ادائے فرائض کے بعد ~~۱۲۵۰~~ ۱۲۵۱ھ میں وفات پائی۔

سنگرام چندر ۸ راجہ سنگرام دیو چونکہ بڑا عالی دماغ فرماں روا تھا۔ اِس لئے اُس نے بروئے انصاف و قدرشناسی بلاد چندر کے بیٹے سنگرام چندر کو اپنے باپ کا جانشین بنایا، اور مناسب قدر ومنزلت کی۔ مزید برآں راجہ لچھمن دیو کو بھی سنگرام چندر کے مشورے کی ضرورت رہی۔ تمام کارروائی اسی کی ذمہ داری پر انجام پاتی تھی۔ جو کہ سہم دیو راجہ لچھمن دیو کے بیٹے کو سخت ناگوار گذری۔ اُس نے راجہ اور وزیر کے مابین سخت ناچاقی پیدا کر دی۔ نتیجہ یہ ہُوا، کہ سنگرام چندر اپنی جاگیر مقام لار میں جا کر ایک بڑی جمعیت کے ساتھ راجہ لچھمن دیو پر حملہ آور ہوا۔ مگر مقابلہ میں ناکام رہا، اور قتل ہو گیا۔

رام چندر ۹ رام چندر سنگرام چندر کا بیٹا تھا، مگر نہایت مدبّر، ہوشیار، اور موقعہ شناس واقع ہُوا تھا۔ اُس نے باپ کے تنازعہ کو طول دینا اور پُرانے جھگڑے کو تازہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ فوراً راجہ لچھمن دیو کے دربار میں آیا۔ اور متابعت کا اظہار کیا۔ راجہ نے مسرور ہو کر باپ کا عہدہ اُسکے سپُرد کر دیا۔ لچھمن دیو کی وفات پر سہم دیو تخت پر بیٹھا۔ یہ وہ زمانہ تھا، جبکہ تبتی شاہزادہ ریچن شاہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد چچا کے ظلم وستم سے تنگ آ کر کشمیر میں پناہ لی۔ اس نے وزیر الملک رام چندر کے سایۂ عاطفت میں قدر ومنزلت حاصل کی۔ علاوہ اس کے شاہمیر نام ایک درویش کلاہ تتری دار بھی کشمیر میں آیا، اور رام چندر کی نوازشات وعنایات سے مراتب اعلیٰ تک پہنچا۔ انہی دنوں میں چنگیز خاں کے پڑپوتے ذوالجو خاں نے جس کو اہلِ کشمیر ذوالقدر خاں یا ذوالفقار خاں کے نام سے پکارتے تھے۔ قتل وغارت گری کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ ان دنوں سرزمین ہند پر شیومت، بدھ مت، جین مت اور دیگر مذہب پرست دیوالوں نے فتنہ وفساد برپا کر رکھا تھا۔

ایسے خطرناک زمانے میں جو لوگ تلوار کی زد سے بچے، پہاڑی دروں اور غاروں میں جاکر پناہ گزین ہوئے۔ راجہ سہم دیو کشتواڑ کی سرزمین میں جا پہنچا، اور وہاں اپنی جان بچائی۔ تبتی شاہزادہ رینچن شاہ بھی اُسی کے پاس رہا۔ وزیر رام چندر قلعہ لار میں اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتا رہا۔ تھوڑی مدّت کے بعد جب ترکستانی ظلم وستم کا خاتمہ ہُوا، تو سب سے پہلے وزیر رام چندر باہر آیا، اور اُس نے اپنی طاقت وجمعیت کے بھروسے پر حکومت کا ڈنکا بجایا۔ اور کچھ عرصہ تک کشمیر کا بادشاہ رہا۔ رینچن شاہ کو جب یہ حال معلوم ہُوا۔ تو ایک جمعیّت فراہم کرکے رام چندر پر حملہ آور ہُوا۔ چنانچہ رام چندر کو فریب سے قتل کردیا۔ قلعہ گگنگیر اور حلقہ لار میں جس قدر مال ومتاع تھا، لوٹ لیا۔ اور رام چندر کی ایک حسین بیٹی کوٹہ رانی سے شادی کرلی۔ یہ عورت بہت دانا اور مدبّر تھی، جو اپنے شوہر کو امور مملکت میں مفید مشورے دیتی رہی۔ رینچن شاہ کشمیر کا پہلا نومسلم بادشاہ تھا۔ جو ملک صدرالدین کے نام سے حکومت کرتا رہا۔

راون چندر

۷۲۵ھ سے پیشتر سرزمین کشمیر میں دین اسلام اور توحید الٰہی کا نام ونشان نہ تھا۔ سب سے پہلے جو سچّا مسلمان یہاں آیا، وہ سیّد عبدالرحمان قلندر یعنی سیّد بلبل شاہؒ تھے۔ سیّد عبدالرحمٰن قلندرؒ کی روحانی توجہات اور مساعی جمیلہ کی بدولت نہ صرف کثیر التعداد عوام کو بلکہ خاص خاص اہل دربار رینچن شاہ، اور وزیر الملک، راون چندر کو بھی دین اسلام سے مشرف وممتاز فرمایا۔ سب سے پہلے مسلمان بادشاہ ملک، صدرالدین رینچن شاہ نے کوٹہ رانی کی بہت دلجوئی کی، اور اس کے بھائی راون چندر کو رام چندر کی جاگیرات عطا کردیں۔ بلکہ ملکِ تبت کا وہ حصّہ جو کشمیر کے ماتحت تھا، راون چندر کو دے دیا۔

دولت رینہ

شاہمیری خاندان کے تیسرے چوتھے بادشاہ سلطان شہاب الدّین اور سلطان قطب الدین کے عہد حکومت میں دولت رینہ سپہ سالاری کا بڑا عہدہ لے کر سرکاری افواج کا نگران رہا۔

ابدال رینہ

جہاں سلطان سکندر شاہ کے مدبّر ومنتظم اہلکاروں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، وہاں ابدال رینہ کا نام خصوصیّت سے لیا جاتا ہے۔

جس نے اپنی ذاتی قابلیت کی وجہ سے شاہی فوج کی افسری حاصل کی تھی

ہلمت رینہ

سلطان زین العابدین بڈشاہ کا عہد حکومت تھا۔ جس نے ہلمت رینہ کو اپنی تمام افواج کا افسرِ اعلیٰ بنایا۔ بڈشاہی افواج کی تعداد ۵ لاکھ سوار و پیادہ سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ گورچیاں کے باغی سرکش طائفہ کی شورش اور غلبہ کو مٹانے میں ہلمت رینہ بڑی بہادری سے مصروف رہا۔ ہلمت رینہ کے بھائی کا نام احمدؒ رینہ تھا۔ وہ بھی مستعد، مدبّر اور مستقل مزاج آدمی تھا۔ سلطان بڈشاہ کو جب مدار المہامی کے لئے قابل شخص کے انتخاب کی ضرورت ہوئی، تو اہلکاروں اور درباری لوگوں نے احمد رینہ ہی کا نام پیش کیا۔ اور اُسے مدار المہام کے منصب جلیلہ پر فائز کیا گیا۔

جہانگیر رینہ

بڈشاہ کے بعد سلطان حسن شاہ تخت پر بیٹھا، یہ مشہور عیاش اور آزاد بادشاہ تھا۔ مدّت تک حکومت کرتا رہا۔ اِنہی دنوں میں شہر باشوں نے جہانگیر رینہ کو جو احمدؒ رینہ کا بیٹا تھا، اپنا مقتدر رئیس بنایا۔ جو کہ مقتدر اہل اعتبار کے زمرہ میں منسلک رہا۔ مگر حسن شاہ کے حاشیہ نشین بیہقی سادات کے فسادات میں جبکہ ۸۸۹ھ میں اُن کے اعیان و اکابر کا ایک گروہ عظیم قتل ہوا، جہانگیر رینہ کی جان بھی سلامت نہ رہی۔

قابلِ تذکرہ بات یہ ہے، کہ جہانگیر رینہ کی ایک لڑکی بھی تھی۔ جس کا نام ہیجہ بی بی تھا۔ یہ عورت ابتدا سے ذکر فکر، مراقبہ اور روحانی اشغال میں یکتائے روزگار تھی۔ اور حضرت سلطان العارفین کے زیر دولت سے فیضیاب ہوئی تھی۔

زینی رینہ

۸۸۹ھ میں جبکہ زینی رینہ کے باپ جہانگیر رینہ کے بیدردی سے قتل کئے جانے کی خبر مشہور ہوئی، تو رینہ خاندان پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور اُس کی جمعیّت، معیشت، اعتبار اور اقتدار کا شیرازہ درہم وبرہم ہوگیا۔ ہر طرف لوٹ مار اور خونریزی کا بازار گرم تھا۔ زینی رینہ اُس وقت کم سن تھا، اور بحالتِ یتیمی اپنے قدیم وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اور موضع تیجر علاقہ زینہ گیر میں جو قدیم خاندانی جاگیر میں محفوظ تھا، سکونت پذیر ہو گیا۔ صبر و تحمل، اور تدبر و حکمتِ عملی سے کام لے کر رفتہ رفتہ اپنی خوشحالی کا سامان پیدا کیا۔ جب

ہوش سنبھالا، تو شیخ الاسلام بابا اسماعیل کبروی کی درگاہ میں حاضر ہوکر عقیدت وارادت کا اظہار کیا۔

بابا عثمان رینہ
رینہ خاندان میں بابا عثمان رینہ ہی کو یہ فخر حاصل ہُوا ہے، کہ حضرت مخدوم جیسے محبوب خدا کے والد ماجد ہیں۔ اور بابا اسماعیل زاہد کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے۔ جن سے فیضان معرفت و حقیقت حاصل کرتے رہے۔ موضع تیجر پرگنہ زینہ گیر میں سکونت اختیار کرکے دُنیاوی مال ومنال، غلہ و مویشی، اور زمین کی ملکیت حاصل کی۔ کثیر التعداد نوکر اور خدمتگار تھے۔ مگر گھر کا تمام کام کاج، بلکہ زراعت، زمینداری، اور مال مواشی کی نگرانی بھی خود ہی کیا کرتے تھے، آرام طلبی، اور راحت و آسائش کی پروانہ کرتے تھے۔ شرعی حقوق، زکوٰۃ، صدقات، اور عُشر کا حساب لگا کر ادا کرنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے۔ دولت ملک باشندۂ تیجر کی بہن بی بی مریم سے رشتۂ عقد قائم کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں خداشناس اور نیک مردوں کا ایک گروہ اُن کے ساتھ ہوگیا۔ چنانچہ حضور بابا داؤد خاکی نے دستور السالکین میں آپ کے تذکرہ میں تحریر فرمایا ہے:۔

"وے مردِ متمول متدین خوانده اند، مسائل شرعیه و ابیات بجل میخواند۔ خوش صحبت بود، ہم صحبتِ ایشاں پرہیزگار صائم الدہر و قائم اللیل بادب آراستہ اند۔ یکے از علاماتِ دینداری وخدا ترسی او ایں بود، کہ ہر سال باسم زکوٰۃ عشر حبوب مواشی و سائر اموال خود بملاحظۂ نصاب و بے ملاحظہ مقدار و حبوب کہ در بعض اوقات کم از عشر بود، ادا میکردند۔ و اگر ایشاں بخانقاہ بابا اسماعیل رسیده نسبت اخلاص و اعتقاد باوے وارنده اند۔ و اقارب و عشائر ایشاں نیز صالح و متورع خوانده اند و اثر صحبت بابا عثمان از ایشاں نمایاں۔"

بابا عثمان کی وفات حضرت مخدوم کے ایامِ جوانی میں واقع ہُوئی۔ موضع تیجر میں دفن کئے گئے۔ جہاں کہ آجکل کے زمانے میں دیہاتی لوگوں کا عام قبرستان ہے۔ کشمیری صالحات کی کتاب میں حضرت مخدوم کی والدہ ماجدہ کا تذکرہ مذکور ہے۔

جس کا خلاصہ یہ ہے، کہ وہ بھی نسل ونسب کے لحاظ سے ملک خاندان سے نسبت رکھتی تھیں، روحانیت اور خدا شناسی کا جذبہ اُن میں بدرجہ اتم موجود تھا۔

باب سوم

پیدائش، تعلیم، اور ریاضت

حضرت محبوب العارفین مخدوم شیخ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ جناب بابا عثمان کے فرزند دلبند تھے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت سلطان العارفین کے ایک اور بھائی بھی تھے، جن کا نام بابا علی رینہ تھا۔ جن کا تذکرہ مُلّا بہاءالدین متو کی مصنّفہ منظوم کتاب سلطانی سے نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کیا جائیگا۔

تاریخ ولادت حضرت مخدومؒ کی پیدائش کی خاص تاریخ اور مہینہ تو کسی مستند تصنیف سے نہیں مل سکا۔ البتہ مختلف تذکروں کے دیکھنے سے اِس قدر ضرور معلوم ہُوا ہے، کہ سلطان زین العابدین بڈشاہ کے خاندان کے تیسرے فرماں روا سلطان محمّد شاہ ابن احمّد شاہ ابن حیدر شاہ کی تختِ نشینی کو ۸۹۷ھ میں تین برس گذرے تھے، کہ ۹۰۰ھ میں حضرت مخدوم پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت خاص بمقام تیجر پرگنہ زینہ گیر میں ہُوئی جس کو اب تقریباً ساڑھے چار سو برس کا عرصہ ہو چکا ہے۔ "حمزہ" یعنی شیر نام مبارک رکھا گیا۔ آپ مادرزاد ولی تھے، جیسا کہ دستور السالکین مصنفہ بابا داؤد خاکی میں مذکور ہے۔ بابا داؤد خاکی چونکہ اُنہی کے زمانے میں، اور اُنہی کے خاص خلفا میں سے تھے، اِس لئے اُنہوں نے جو کچھ لکھا ہے، صحیح اور قابل تسلیم ہے۔ اِس باب میں، کہ آپ مادرزاد ولی تھے، اور محبوبانہ تعلقات کا ابتدا سے لطف اُٹھاتے تھے، چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں:۔

ولادت کے بعد پانچ ہی دن گذرے تھے، کہ ایک روشنضمیر خدا کے پیارے

نے ایک خاص واقعہ دیکھا۔ کہ نبی کریم صلعم، صحابۂ کرام اور بزرگان دین کی ایک بڑی محفل آراستہ تھی۔ اور ایک نوزاد بچے کو جو اُن کے پاس تھا، بڑی محبت سے پیار کرتے اور اسکی پیشانی کو بوسہ دیتے تھے، اور اس کی خیر و برکت کی دعا کرتے تھے۔ واقعہ بین شخص نے یہ محبوبانہ اختصاص دیکھکر سامنے آکر عرض کیا، کہ یہ نوزاد بیٹا کس کا ہے۔ جواب ملا، کہ یہ بیٹا بظاہر بابا عثمان کا ہے۔ مگر باطنی لحاظ سے ہمارا فرزند ہے۔ اُمید کی جاتی ہے، کہ اس کے مبارک، سعادت مند وجود کی بدولت ایک عالم سنور ہوگا۔

ملا بہار الدین ستو اور ایک دوسرے بزرگ نے نظم کے پیرائے میں یہ واقعہ نہایت وضاحت سے لکھا ہے۔ کہ

"جب حضرت مخدوم دودھ پیتے تھے، تو آپ کی والدہ ماجدہ بی بی مریم کے دودھ میں کچھ کمی واقعہ ہوگئی۔ مجبور ہو کر دوسرے گاؤں سے دُودھ پلانے والی عورت کو بُلایا گیا۔ مگر آپ نے دو ہفتہ تک اس اجنبی عورت کے دودھ کو مُنہ نہ لگایا۔ والدین اور عزیز و اقارب نہایت متفکر ہُوئے۔ اور سب حیران تھے، کہ یہ بچّہ دودھ کے بغیر کب تک زندہ رہے گا۔ اسکو دُودھ پلانے کی بہت کوشش کی، مگر ناکام رہے۔ لیکن آپ کی نشو و نما اور صحت میں کوئی فرق نہ آیا۔ دریافت کرنے پر وجہ معلوم ہُوئی۔ کہ یہ اجنبی عورت چار مہینہ کی ایک لڑکی کو چھوڑ کر اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر آئی تھی۔"

عالمِ طفولیت حضرت مخدوم کا بچپن ہی میں ایک دُور اُفتادہ قریہ کے اندر جاہل دیہاتی باشندوں میں رہنا، اور پرورش پا کر دینی و دنیوی، رُوحانی و عرفانی کمالات کا مظہر ہونا، خداوند تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ایک زبردست نشان تھا۔ ایسی کس مپرسی اور بے بسی کی حالت میں اُن کی نسبت کس کو خیال ہو سکتا تھا، کہ معصوم ہستی دین و دُنیا میں مائیہ ناز ثابت ہوگی۔ جس کے سامنے بڑے بڑے سلاطین اور با اقتدار لوگوں کے سر تعظیم کے لئے خم ہونگے۔

جب ذرا ہوش سنبھالا، تو حسب دستور کچھ عرصہ تک بھیڑ بکریاں چرانے کی خدمت آپ کے سپرد ہُوئی۔ دراصل اِس گلّہ بانی میں ایک عجیب رُوحانی حکمت تھی۔

چونکہ آپ کو خلقِ خدا کی نگہبانی کرنی تھی، اور گمراہوں اور سرکشوں کو ایک مرکزِ دینی پر لانا تھا، اِس لئے اِس کارِ عظیم کے انجام دینے سے پہلے آپ کو گلہ بانی کی خدمت بھی انجام دینی پڑی۔ گلہ بانی کرنا اور بھیڑیں چرانا۔ اس گلہ بانی کی ایک تعلیم تھی، جو آپ کو آیندہ سپرد ہونے والی تھی۔

لڑکپن کا زمانہ بے فکری، آزادی اور کھیل کود کا زمانہ ہوتا ہے، لیکن اس وقت بھی آپ کو طفلانہ اشتغال سے طبعی نفرت تھی۔ بلکہ خورد سالی میں آپ سے ایسی ایسی کرامتیں ظہور میں آئیں، جو اُن کا مادر زاد ولی اور محبوب خدا ہونا ظاہر کرتی تھیں۔ جن لوگوں کو خداوند تعالٰے نے چشمِ بصیرت عطا کی تھی، وہ سمجھتے تھے، کہ زمانہ آئیگا، جبکہ ایک عالم آپ کے روحانی کمالات اور عرفانی جذبات سے سرسبز و منور ہوگا۔

ذکر ہے، کہ ایک مرتبہ مہدی چوپان جو بابا عثمان کی بھیڑ بکریوں کا نگہبان تھا۔ مُردہ گوسفند کا سر کاٹ کر بابا عثمان کے پاس لایا۔ اور اسکو مذبوحہ ظاہر کر کے بابا عثمان کے سپرد کر گیا۔ تاکہ لنگر خانہ کے کام آئے۔ اتنے میں حضرت مخدوم نے جو ابھی عالمِ طفولیت میں تھے، اور ساری روئیداد سے واقف تھے، مہدی چوپان کو خلوت میں اپنے پاس بُلایا، اور فرمایا، کہ یہ کیسی بیباکی اور دین فروشی ہے، کہ مومنوں کو مردار کھلایا جاتا ہے۔ بابا عثمان کے پاس جاؤ، کہ وہ اسے استعمال نہ کریں۔ چوپان شوخ زبانی سے بولا، کہ "اے لڑکے! تو حلال کو حرام کہکر کیوں جھوٹ بولتا ہے"۔ حضرت مخدوم نے تمام ماجرا سنا دیا، اور فرمایا۔ کہ "دروغبافی اور دغابازی سے کیا فائدہ!" مہدی شرمندہ ہوگیا، اور منت التجا کی، کہ "بابا عثمان تک اِس معاملہ کو نہ پہنچانا۔ ورنہ میری شامت آجائیگی۔ پھر حضرت مخدوم دیوانہ وار اِدھر اُدھر پھرتے رہے، اور گوبر کا ایک ٹکڑا لاکر جس دیگ میں بکری کا گوشت پک رہا تھا، ڈال دیا۔ فوراً سارا گوشت پھینک دیا، اور مہدی چوپان کو بابا عثمان کے عتاب سے بچا دیا۔

تعلیم جو شخص حضرت مخدوم کے حالات زندگی سے واقف ہے، وہ اِس بات کو بآسانی باور کریگا۔ کہ آپ کی ذات مبارک میں ابتدا سے دو وصف

تھے۔ اوّل یہ کہ وہ روحانی بزرگانِ دین اہلِ طریقت کے حضور میں حاضر ہوکر فیضیاب ہوتے تھے، دوئم صداقت شعاری اور راست گوئی میں اپنی نظیر آپ تھے - ان کا ہر قول وفعل سچائی کا مظہر تھا۔ اُن کو جھوٹ سے خاص نفرت تھی۔
قریہ تیجر میں ایک مدرس موجود تھا، جو دیہاتی لڑکوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیتا تھا۔ بابا عثمان رینہ نے مناسب سمجھا، کہ اس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ چنانچہ اپنے خوردسال بیٹے کو قرآن کے درس کے لئے مدرس کے سپرد کردیا۔ ایک دن ہم سبق لڑکوں کی تحریک پر مدرسہ نہ گئے، اور کھیل کود میں مصروف رہے۔ سبق وغیرہ سب کچھ بھول گیا۔ اتفاق سے بابا عثمان کا اُدھر سے گذر ہُوا۔ اور بیٹے سے مدرسے نہ جانے کا سبب پوچھا۔ جس کا معقول جواب نہ ملا۔ بابا عثمان نے غصہ میں آکر نہ صرف زبانی تنبیہ کی، بلکہ اس قدر زدوکوب کیا، کہ وہ عرصہ تک علیل رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا، کہ وہ صحت یاب ہوکر سری نگر چلے گئے۔ اور وہاں قرآن مجید فقہ اور دینیات کی تعلیم حاصل کرنے کا عہد کرلیا۔ دو چار دن کے بعد زینی رینہ آپ کے دادا کو جو بابا اسماعیل زاہد کبروی کے مشہور خاندان کا ارادت مند تھا۔ اپنے پیرانِ طریقت کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہُوا۔ خوش نصیب پوتا بھی ساتھ تھا، جسے بابا اسماعیل کے حضور میں پیش کیا۔ بابا اسماعیل نے بڑی خوشی سے حضرت مخدوم کو فرزندوں کی طرح اپنی آغوش عاطفت میں لے لیا۔ اور فرمایا۔ "ایں فرزند سعادت مند مقتدائے روزگار گردد۔"

سیّد علی ہمدانی اور بابا اسماعیل زاہد کے مشہور خاندانوں کے باہمی تعلقات کی کچھ کیفیت "گلزارِ ابرار" سے معلوم ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے، کہ حضرت بابا کے کبروی خاندان میں علم وفضل اور روحانیت کا جو کچھ سرمایہ تھا، وہ سیّد علی ہمدانی کے چشمۂ فیض سے پہنچا تھا۔ کوہ ماراں کے مشرقی وشمالی حدود میں ایک وسیع احاطہ میں سربفلک خانقاہ تھی، جس کے سامنے کتب خانہ، لنگرخانہ اور اعلیٰ درس گاہ وغیرہ مفید ادارے قائم تھے۔ جو کہ حضرت بابا صاحب کے زندہ جاوید یادگار تھے۔ علمی درس گاہ میں جس کو مدرسہ دار الشفا کہا جاتا تھا، تصوّف، سلوک، معارف کے علاوہ فقہ، حدیث، تفسیر، ادب و دینیات کی درسی کتب کی باقاعدہ تعلیم دی

جاتی تھی۔ بابا فتح اللہ خوشخواں، اخوند ملا درویش، حافظ عربی فارسی اخوند ملا لطف اللہ مدرس بڑی توجہ سے درس دیتے تھے۔ صبح سے لے کر شام تک طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ خصوصاً بابا فتح اللہ کا درس قرآن شریف طالب علموں کیلئے ایک موثر سبق تھا۔ سالکانِ طریقت کے لئے مشعلِ ہدایت اور پیروانِ دین کے لئے چراغِ معرفت کا کام دیتا تھا۔ حضرت مخدوم نے بڑی محنت، شوق اور دلبستگی سے تعلیم حاصل کی۔ قرآن شریف نہ صرف سرسری طور پر، بلکہ بمعہ تجوید و قرأت ایک سال میں ختم کر لیا۔ کلام اللہ شریف سے فارغ ہو کر فقہ، حدیث، اور تفسیر کے درس کا شوق پیدا ہُوا۔ اخوند ملا لطف اللہ کی پوری ارادت مندی سے شاگردی کی۔ اور آپ کے حلقہ درس سے مستفید ہوتے رہے۔ ادب و دینیات میں آپ کو کامل عبور حاصل تھا۔ لکھنے کا مشغلہ زیادہ دیر تک جاری رکھا۔ فارسی و عربی نوشت وخواند میں آپ نے کافی دست گاہ پیدا کر لی۔

خانقاہ شمسی چک چک خاندان کے سارے نہیں، بلکہ کثیر التعداد افراد شیعہ مذہب کے متعصبانہ جذبات کے زیر اثر تھے۔ ملک شمس الدین چک جس کو شمسی چک بھی کہتے ہیں۔ اسی بارسوخ خاندان کا ایک مشہور شخص اہلِ سنت کے اعتدال پسند طریق پر بدستور ثابت قدم رہا۔ اور بابا اسمٰعیل زاہد کی ارادت مندی کے خوش اسلوب حلقہ میں آکر بڑی خصوصیت حاصل کی۔ چنانچہ بابا سلیمان کبروی اور سید محمدؒ بورستانی کے قبرستان کے پاس نالہ مار کے کنارے، جامع مسجد سے تھوڑے فاصلہ پر ایک عالی شان خلک نما خانقاہ تعمیر کی۔ اور اس کے اِرد گرد احاطہ میں نشستگاہیں اور محفوظ کمرے بنوائے۔ جن میں ورد خوانوں اور سالکوں کے خاص خاص افراد مقیم رہتے تھے۔ چونکہ حضرت مخدوم بلحاظ عمر ابھی خورد سال تھے، خانقاہ شمسی چک میں قیام کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر علیحدہ کوئی خاص کمرہ نہ ملا۔ آپ ایک دوسرے آدمی کے ساتھ ایک ہی کمرے میں گذر اوقات کرتے رہے۔ وہ درویش سیرت آدمی آدھی رات کے بعد اُٹھ کر غسل کرتا، اور تہجد کی نماز میں سورہ کہف پڑھا کرتا تھا۔ حضرت مخدوم بھی اپنے ساتھی کے ساتھ اُٹھتے، غسل اور وضو کر کے نماز تہجد میں سورہ کہف پڑھتے تھے۔

دو تین روز کے بعد سورۂ کہف کو آپ نے ازبر کرلیا۔ اور شب بیداری کی مستقل عادت ہوگئی۔ بوجہ کم عمری کے کبھی نیند کا غلبہ ہوتا۔ تو فوراً غیبی آواز سے محسوس ومسموع ہوتا، کہ "خیز اے حمزہ! چیست خوابِ دراز"

غیبی تحریکات

ابتدائی عمر کا وہ زمانہ جو اپنے وقت کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ وہ بھی آپ نے نیک اور بہترین مشاغل میں صرف کیا۔ اپنی ذاتی خواہش کے مطابق نہیں، بلکہ ہم عمر لڑکوں کی تحریک پر اگر کسی نامناسب طفلانہ حرکت کا ارادہ کیا، تو فوراً عالمِ غیب سے تنبیہ ہوتی۔

ایک دن کا ذکر ہے، کہ آپ اپنے ہم سبق چھوٹے بچّوں کے ساتھ مل کر ان کی دیکھا دیکھی ایک منہدم پرانی مسجد پر پتھر مارنے لگے۔ فی الفور ایک عتاب آمیز غیبی آواز آئی۔ کہ "ایسی غیر مودّب حرکت کیوں ہو رہی ہے۔ کیا یہ خدا کا گھر نہیں؟ ہر ایک مسجد کو خدا کا گھر جان کر اُسکی تعظیم کرنی چاہئیے۔ نہ کہ توہین"۔ اِس سے حضرت مخدوم بے حد متاثر ہوئے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو اور آپ کے چند ہم درسوں کو مدعو کیا۔ اور کھانا کھانے کے بعد میزبان نے بطور حق القدوم چند فلوس نذر کئے۔ آپ نے اس خیال سے کہ کاغذ، قلم، دوات، اور سیاہی کے کام آئیں گے، لے کر چلے آئے۔ راستہ میں ایک خندق تھی، اُس میں آپ گر پڑے۔ اور کیچڑ سے لت پت ہو کر خانقاہ میں واپس آئے، اِسی غم واندوہ میں بیٹھے تھے۔ کہ خلوت نشین متوکل اصحاب سے سنا، کہ ابھی ایک متمول شخص آیا تھا جس نے ہر ایک خانہ نشین شخص کو ایک ایک طباق دیا۔ اور تین تین درم بھی بطور نذرانہ پیش کئے۔ حضرت مخدوم نے اپنے نفس کو سخت ملامت کی، اور نادم ہوئے۔ غائبانہ ایک نورانی آدمی نے کہا، کہ "خندق میں گرنے کا سبب فانی مالِ دنیا کی رغبت ومحبّت ہے۔ آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا، لوگوں کے گھروں میں دعوت پر نہ جانا۔ کیونکہ مال دنیا کی حرص خدا کے راستے میں سخت رکاوٹ ہے"۔ یہ نصیحت ایسی کارگر ہوئی۔ پھر کبھی کسی غیر ضروری دعوت پر نہ گئے۔ اور مہینوں اپنی نشست گاہ میں اوراد و وظائف اور یادِ خدا میں مصروف رہے۔ ہاں! خدا کے خاص پیارے بندوں کے پاس بلا تکلف جاتے، اور اُنکے فیضانِ صحبت

سے مستفید ہوتے تھے۔ انہی دنوں میں انبیا اور اولیا، خواجہ خضر اور خصوصاً جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی نورانیت جلوہ گر ہوئی۔ فرماتے ہیں، کہ ایک دن نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں ایک سبز پوش سفید ریش بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ جب اُس نے مصافحہ کے لئے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، تو ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہوئی۔ پھر اتفاقاً محلہ خندہ بون میں نہر کے کنارے سبزہ زار میں شرف ملاقات حاصل ہوا۔ جہاں اس نے مجھے بے شمار نصیحتیں کیں۔ میرا خیال ہے، کہ وہ حضرت خضر تھے۔ میں نے عرض کیا، کہ "اے رہبر طریقت! مجھے اذکار و اوراد کے لئے کچھ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا، "جو کچھ تو کرتا ہے، اُس پر ثابت قدمی سے قائم رہ، اور تعلقات دُنیا واہلِ دُنیا سے احتراز کر۔" غرض وہ بزرگ نماز عصر پڑھ چکنے کے بعد نظروں سے غائب ہوگیا۔

حصولِ تعلیم دورانِ تعلیم میں حضرت مخدوم کی ذات والاصفات سے اکثر غیر معمولی باتیں جو کہ طالب علموں سے مختلف تھیں، ظہور میں آتی رہیں۔ درس گاہ میں اُن کے ہم جماعت طلبہ اور بعض اُستاد بھی اُن کی خداداد استعداد، قوت حافظہ اور برمحل بحث و مباحثہ دیکھکر کہا کرتے تھے، کہ کسی دن یہ سرزمین کشمیر کے بڑے عالموں میں شمار کئے جائینگے۔ بعض اوقات اُستاد کو یہ گمان ہوتا تھا، کہ آپ کسی اور اُستاد سے اسباق کو حل کر کے آتے ہیں۔ لیکن تحقیقات سے معلوم ہوا، کہ یہ علمِ لدُنی کے فیضانِ خاص سے بہرہ اندوز ہیں۔ اور اُستاد کو یہ کہنا پڑا، کہ ایسا شاگرد اُستاد کو محقق بلکہ محقق تر بنا دے گا۔ بہرحال بیس برس کی طالب علمی کا نتیجہ یہ نکلا، کہ تجوید قرات کے وسیع معلومات کے علاوہ فقہ، حدیث اور تفسیر کے علمی نکات کی دریافت میں وہ ملکہ پیدا کیا، جس پر اُن کے اساتذہ اور معاصر حیران تھے۔ صحیحین، نزہتہ الارواح، کنز، ہدایہ، فقہ، مصباح، اور تنویر کے علمی مطالعہ سے مستفید ہوتے رہے۔

علمِ ظاہری کی تحصیل کے ساتھ خداشناسی اور باطنی اسرار و رموز کی طرف متوجہ ہوئے۔ ورد و وظائف، ذکر و فکر کا یہاں تک شوق تھا۔ کہ اوقات عزیز کے کثیر حصے دعائے حزب البحر، دُعائے سیفی مونس الاولیا کی پڑھتے تھے۔ ایک دم

بھی غفلت سے کام نہ لیتے تھے، ان کا مطالعہ قرآن شریف تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ تصوّف، سلوک، فقہ اور حدیث وغیرہ تمام نوع کی کتب زیر نظر رہتی تھیں، وہ جس کتاب کو لیتے ختم کئے بغیر نہ چھوڑتے۔

حقانیتِ اہلِ سنّت

جیساکہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، کہ ابھی طالب علمی کا زمانہ ختم نہیں ہوا تھا، کہ آپ کی قلبی توجہ خدا کے پیارے بندوں کی خدمت میں حاضر ہونے اور اُن کی صحبت سے روحانی فیض حاصل کرنے کا خیال ہر وقت دامنگیر رہتا تھا۔ اِسی دَوران میں ایک شخص مُلّا یزید نامی یہاں آیا، اور اُس نے بڑے زور شور سے علم سیاسی کی تبلیغ کی۔ حتیٰ کہ ایک بڑے گروہ کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ حضرت مخدوم بڑی تکلیف اُٹھاکر اُس کے پاس پہنچے، اور اس سے بات چیت کی۔ دورانِ گفت وگو میں آپکو نصیحت کی، کہ فقہ حنفیہ کی بجائے امامی فقہ کی کتابوں مثلاً کتاب الاغوط وغیرہ پڑھکر اُس پر عمل کیا جائے، اور اپنی زندگی کا مشغلہ صرف وُہی مذہب رہے، جو شیعوں کا ہے۔ یہ باتیں اہل سنت کے لئے بے حد تکلیف دہ تھیں۔ جس طرف آپ نظر اُٹھاکر دیکھتے تھے شیعی تحریک کا زور دکھائی دیتا تھا۔ اِس سے اِس درجہ متاثر ہُوئے، کہ صبح وشام تضرع و زاری اور بیقراری میں رہتے تھے۔ کھانا پینا بھی ترک کردیا۔ چنانچہ لوہ ناران کی ایک پُرانی منہدم مسجد میں اقامت اختیار کی، اور حضور میں یہ عہد کیا۔ کہ جب تک مذہبی اختلافات کی حقیقت کا انکشاف نہ ہو گا، کھانے پینے کی کسی چیز کو مُنہ نہ لگائیں گے۔ شب وروز انکشاف حق کے طالب رہے۔ ابھی تین دن گذرے تھے، کہ اضطراب کی حالت سکون سے بدل گئی۔ اور کشفیہ مقامات کا نیا راز منکشف ہُوا۔ یعنی رسول مقبول صلعم اور چہار یاران باصفا کی زیارت ہُوئی۔ اور انکے پند ونصائح سے بہرہ اندوز ہُوئے۔

سب سے پہلے خلیفہ اوّل نے نصیحت کی، کہ نجات ابدی وحیاتِ سرمدی کے حصول کیلئے چہار یار کی محبت وعقیدت پر کاربند رہنا اور اہل سنت کی مذہبی تعلیم پر عمل کرنا ازبس ضروری ہے۔ جو لوگ اہل سنت کے عقاید کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، وہ ضلالت وگمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ ایسے خطرناک

لوگوں کی صحبت اور نشست و برخاست سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ بعدہٗ دوسرے اور تیسرے خلیفہ نے بھی یکے بعد دیگرے ایسی ہی تقریر فرمائی۔ آخر حضرت خلیفہ چہارم کی نوبت آئی، وہ بھی دیر تک تقریر کرتے رہے، جس کا ماحصل یہ تھا، کہ اگرچہ ہم بظاہر چار وجود ہیں، مگر محبت قلبی و یک جہتی کے لحاظ سے سب ایک ہیں، اور ایک ہی چشمۂ فیض کے آبِ زلال سے شاد کام ہیں۔ ضد، تقابل اور تفرقہ کی بو تک ہمارے دل و دماغ سے دور رہے۔

مختصر یہ کہ، اس کشف نے ایسا معجز نما اثر ڈالا، کہ اُس پُر آشوب زمانہ کی مفسدانہ تحریک آپ کے عقاید پر مطلق اثر انداز نہ ہوئی۔ بلکہ اپنے عقیدے پر زیادہ راسخ ہو گئے۔ اور آپ ہمہ تن امامی تحریک کے خلاف اور اہل سنت کی تعلیم کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔

بابِ چہارم

فیوضِ رُوحانی

کوئی وقت اور کوئی لمحہ ایسا نہ گذرتا تھا، کہ آپ اشغال و اعمال اور یادالٰہی سے غافل رہتے۔ اشاعتِ اسلام اور معارفِ ربّانی کے نشر و تبلیغ کی ایک طرف فکر ہے، اور مجاہدہ نفس اور ریاضات شاقہ کا دوسری طرف انہماک۔ زمستان ہو یا تابستان آدھی رات کے وقت اُٹھ کر ٹھنڈے پانی سے غسل کرتے۔ اور تہجد کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے، کہ سردی کی بیحد شدت تھی۔ ہلاکت انگیز ٹھنڈی ہوا چلتی تھی۔ کٹ کشو کے اثر سے دریاؤں اور نہروں کا پانی جم گیا تھا۔ باہر جانا اور ایسے پانی سے ہاتھ دھونا اپنی جان سے ہاتھ دھونا تصور کیا جاتا تھا۔ آپکی نفس کی خواہش نے ایک گرم حمام کی طرف توجہ دلائی۔ آپ دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتے رہے، اور التجا کی، مگر حمام والے نے اس خیال سے دروازہ

نہ کھولا، کہ کہیں کوئی چور یا ڈاکو نہ ہو۔ آپ نے مایوس ہوکر نفس کو ملامت کی۔ اور اُسی یخ بستہ پانی سے غسل کر کے نماز ادا کی۔ اور اپنے آپکو نفسانی راحت اور آرام و آسایش کی تحریکات سے بچایا۔

نورانی ہستی جہاں تک حضرت مخدوم کو بزرگانِ دین کی زیارت قبور اور بزرگان دین کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا تعلق تھا، سیدحسن بلادوری کی مشہور زیارت گاہ پر جوکہ محلہ راجوری کدل سے تھوڑے فاصلہ پر موجود ہے، روزانہ رات کے وقت جاکر دُعا و زیارت کیا کرتے تھے۔ جہاں ایک دفعہ نہیں، بلکہ متعدد مرتبہ ایک نورانی شخصیت کا پیکر موجود پایا، اور اُس سے پند و نصائح کا فیض اُٹھایا۔ خصوصاً زیارتِ قبور کے فوائد و فضائل کا مزید اشارہ پایا۔ مختصر یہ کہ نورانی ہستی کے کلمات کا کثیر حصہ اسرار الابرار میں لکھا گیا ہے۔ چنانچہ ایک فقرہ بطور اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"مقصد سعادت دارین سب کچھ زیارتِ قبور کی مداومت سے وابستہ رکھا گیا ہے"!

جب یہ منور ہستی غائب ہوگئی، تو تحسین و آفرین اور مرحبا کی ہر طرف سے صدا آئی، کہ ایک مقدس ہستی سے استفادہ کیا۔ چنانچہ مُلّا محمدؒ دِدہ مَیری ایک مشہور قلندر سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی کہہ گیا، کہ صحبتِ خویش با غیبے داشتی"!

رُوحانی تعلقات جس زمانے میں، کہ حضرت مخدوم کو ظاہری مرشد کی توجہات و تحریکات سے نہ صرف باطنی شناخت بلکہ جسمانی ملاقات میں بھی بڑی کامیابی حاصل ہوئی، اس زمانہ میں آپ کی عمر ۳۲ برس سے زائد نہیں تھی۔ اس بات کی حقیقت اس امر سے معلوم ہوسکتی ہے، کہ سنہ ۹۳۲ھ میں مخدوم سید جمال الدین دہلوی بخاری آپ کے مرشد بزرگوار نے صرف آپکی تعلیم و تلقین کی خاطر کشمیر کا رُخ فرمایا۔ لیکن اس بات کا تمام تذکروں میں عام چرچا ہے، کہ روحانی تعلیمات و ربّانی برکات کی پوری شناخت آپکو حضرات انبیا و اولیا کی مقدس رُوحانیت سے حاصل ہوئی تھی۔ پھر ایسے پاک وجود کے صوفیانہ اشغال و اعمال اوراد و وظائف اور فضل و کمال کے کیا کہنے، جوکہ مقدس بزرگوں اور خصوصاً حضرت

رسولِ مقبولؐ کے زیرِ اثر تربیت پاتا تھا۔ البتہ صوفیانہ قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے بیعت خلافت اور ارشاد نامہ کی تحصیل و تکمیل کی خاطر ظاہری مرشد کی نسبت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی جس کے لئے بصد اُمید منتظر تھے۔ کیونکہ حضرت نبی کریمؐ نے پیش از بیش آپ کو بشارت دیکر فرمایا تھا، کہ اب تمہارے قلق و اضطراب کے سکون کا زمانہ آگیا۔ تمہارے ہادی و مرشد سید جمال الدین بخاری عنقریب کشمیر آنے والے ہیں، وہ اپنے کمال روحانی سے تم کو درجہ شہود تک پہنچائینگے اور کامل طور پر تمہاری تلقین و تربیت کرینگے۔

مخدوم سیّد جمال الدّین

سیّد جمال الدین دہلوی کے حالات خزینۃ الاصفیا میں بوضاحت درج ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے، کہ آپ کا جدّی و آبائی نسب نامہ ۷ واسطوں سے مخدوم سیّد صدر الدّین محمّد غوث ابن مخدوم سیّد جلال الدین شریف اللہ مہر رُخ بخاری کے ساتھ ملتا ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدّین بخاری ابن سیّد احمد کبیر ابن مخدوم سیّد جلال الدّین شریف اللہ مہر رُخ سے لے کر مخدوم سید جمال الدین دہلوی تک پیران طریقت کے سلسلہ وار اسما یہ ہیں:۔ (۱) مخدوم سیّد حاجی عبد الوہاب بخاری دہلوی (۲) مخدوم سیّد حامد۔ (۳) مخدوم سیّد محمّد بخاری (۴) مخدوم سیّد محمود۔ مخدوم سیّد عبد الوہاب دہلوی ابھی بقید حیات تھے کہ مخدوم سید جمال الدین بخاری نے اپنے بزرگ و محترم بھائی سے ارشاد نامہ حاصل کرکے اپنے مشہور پیران طریقت کے سجادہ کو از سر نو رونق دی۔ اور اپنی سیادت و نجابت اور ارجمندی کا سکّہ جمایا۔ پہلے اُوچہ (ملتان) میں مدت تک مقیم رہے۔ پھر آپ اور آپ کے بھائی مخدوم سیّد عبد الوہاب بخاری رخصت ہو کر دہلی سکونت پذیر ہوئے۔ بعد ازاں حرمین شریفین کو تشریف لے گئے۔ مدینہ منوّرہ میں قیام پذیر تھے، کہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ دیکھا، کہ ایک عظیم الشان دربار منعقد ہے (حضرت سرورِ کائنات[۱] بمعہ اصحاب کبار[۲] جلوہ افروز ہیں۔ حضور صدر الصدور تھے، اور آپ کے سامنے ایک ارجمند نوجوان حاضر تھا۔ جس کو آپ نہایت شفقت و محبّت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ مخدوم سیّد جمال الدین نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔ کہ یہ خوش نصیب نوجوان کون ہے؟ اور کس مقام کا باشندہ ہے؟ جواب میں ارشاد

ہُوا۔ کہ اس کا نام شیخ حمزہ ہے، اور کشمیر کا رہنے والا ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریمؐ نے اسکی تعلیم و تربیت کی تکمیل آپ کو تفویض کی، اور فرمایا۔ کہ "فوراً کشمیر جانا اور اس نوجوان کو تعلیم روحانی سے بہرہ اندوز کرنا"

حضرت مخدوم سیّد جمال الدین یہ واقعہ دیکھکر فوراً ہندوستان واپس ہوئے۔ اور وہاں سے کشمیر آئے۔ اور موضع تولہ پورہ پرگنہ تشریف لائے۔ قاضی حیرت ساکن موضع تولہ پورہ کو ساتھ لے کر دیدہ میر کی خانقاہ میں جو کہ ملک احمد ایتو سابق مدار المہام کی تعمیر کردہ ہے، نزول اجلال فرمایا۔ اِدھر حضرت مخدوم کو پیر جمال الدین کی آمد کی متعدد مرتبہ باطنی طور سے اطلاع مل چکی تھی۔ اور یہ بھی تاکیدی اشارہ پایا، کہ کل ان کی درگاہ میں حاضر ہونا، اور بیعت کر کے رُوحانی تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کرنا۔ کیونکہ ایسے طالبِ حق کو جو مرشد کامل کے انتساب کے بغیر تلاش مقصود کرے۔ خود رَو اور بلا پیوند درخت سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ عالم اسباب کی قدرتی خصوصیات اس امر کی شاہد ہیں، کہ خود رَو جنگلی درخت سے خوش ذائقہ ثمر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر ایسے درخت کو باغبان کی نگہداشت میں باضابطہ پیوند لگائے جائیں، تو خوب کثرت سے خوش ذائقہ پھل لائیگا۔ اِسی طرح حقیقت آگاہ بزرگانِ دین کے انتساب سے جو اصحاب فیضیاب ہوں گے، وہ بلاشبہ خلق خدا کے لئے زیادہ فیض اور برکت کا موجب ہوں گے۔ چنانچہ حضرت شیخ حمزہؒ یہ اشارہ پاتے ہی دوسرے روز ملک احمدؒ ایتو کی خانقاہ کے دروازے پر پہنچے۔ مخدوم سیّد جمال الدّین کے رُوئے مبارک پر نظر پڑتے ہی ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔ دوسرے دن حاضر ہو کر جوتیوں میں بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت سیّد نے مشفقانہ نگاہ سے دیکھکر بُلایا، اور اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر فرمایا، کہ مجھے تمہاری ریاضت، ذکر، فکر، مراقبہ، اخلاص، حق طلبی، غرض تمہارے تمام حالات کی مکاشفہ میں اطلاع مل چکی ہے۔ اب تجھے میرے ساتھ پیری و مریدی کی مضبوط نسبت کی وجہ سے پدری و فرزندی کا خاص تعلق پیدا ہوگیا ہے۔ استقامت سے حصولِ مقصد کے لئے کوشاں رہو۔ ابھی حضرت مخدوم جناب سیّد کی مجلس میں تشریف نہیں لائے تھے۔ کہ خواجہ عطار کنائی اُن کے ایک مخلص دوست نے بنظر مہماں نوازی حضرت سیّد کے حضور میں روٹیوں اور

گوشت کا ایک بڑا خوانچہ پیش کیا، جو کہ حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیا۔ اور کچھ حصّہ اپنے پاس رکھ کر فرمایا۔ کہ "ایک معزز و محترم مہمان عنقریب آنے والا ہے"۔ اتنے میں حضرت مخدوم اندر آئے اور حلقے میں بیٹھ گئے۔ حضرت سیّد نے کھانے کا حصّہ سامنے رکھ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ "یہ آپ کا خاص حصّہ ہے، تناول کیجئے"۔ حضرت مخدوم تناول کرنے میں اس لئے تامل کرتے رہے، کہ اتنی بڑی مجلس میں حاضرین کے سامنے کھانا معیوب اور خلاف ادب ہے"۔ حضرت سیّد نے چشم حقیقت بیں سے اُن کے تامل کی وجہ معلوم کر لی۔ اور فرمایا۔ کہ "حلقہ میں جتنے احباب موجود ہیں، سب اپنا اپنا حصّہ کھا چکے ہیں، یہ آپ کا خاص حصّہ ہے، بلا تامل نوش کیجئے"۔ حضرت مخدوم نے ارشاد پر عمل کر کے اپنا حصّہ کھا لیا۔ کھاتے ہی عالمِ قدس کے اسرار و رموز منکشف ہو گئے۔ چنانچہ حضرت سیّد نے اپنے سر مبارک سے طاقیہ اُٹھایا، اور آپ کے سر پر رکھ دیا۔ چند روز تک خلوت نشینی اور استخارہ کی نماز پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ خلوت نشینی کے آداب بجالاتے ہوئے روحانی تحریک پر اور بیعت کا ہاتھ دے دیا۔ حبس نفس، چار ضرب، سلطان الاذکار کی کامل توجہ سے تعلیم و تلقین پا کر نفی و اثبات کی شناخت اور صفات الٰہی کی تجلیات میں مگن ہو گئے۔ اتفاقِ حسنہ سے سیر و سلوک کے سارے آداب تھوڑی مدّت میں طے ہو گئے۔ شجرہ اور تحریری ارشاد نامہ مل گیا۔ اگرچہ مختلف سلاسل کی اجازت حاصل تھی۔ مگر سلسلہ سہروردیہ کی تعلیمات و ہدایات پر چلنا آپ نے پسند کیا۔ سرمایہ کشف و سلوک جو کچھ حضرت کے پیش نظر تھا، وہ آپ کے حوالے کر دیا۔ خلافت نامہ دے کر فرمایا:۔

"اگر طالبِ صادق پیش تو آید، اورا دستگیری کُن، و ایں ودیعت را باو برساں"۔

حضرت مخدوم نے نہایت انکسار سے اپنی ناقابلیت کا اظہار کیا۔ جس کے جواب میں آپ نے کہا۔ کہ "اگر میں تمہاری ذات میں مافوق استعداد اور اعلیٰ قابلیت کا سرمایہ نہ دیکھتا، تو خداشناسی کے اسرار و انوار کی تعلیم اور ارشاد نامہ تم کو نہ دیتا۔ میں یقین کی آنکھوں سے دیکھتا ہوں، کہ عنقریب دنیا کے بزرگانِ دین اور حق آگاہ اولیا کے گروہ کے گروہ مخلصانہ عقیدت و ارادت سے تمہاری درگاہ پر

سیر و سلوک کے نکات اور اسرار و رموز سے آگاہی پائینگے۔ یہ کیفیت سچے عقیدت مندوں تک محدود نہ ہوگی، بلکہ غیر صادق حاضرین کا بھی سارا حال تمہارے سامنے مکشوف ہوگا۔ مگر تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا مشغلہ کبھی فراموش نہ کرنا"

سوال کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت سیّد کی سرزمین کشمیر میں تشریف آوری کی وجہ کیا تھی۔ اس سوال کا جواب خواجہ محمد اعظم دیدہ میری نے صاف دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ یہ سراپا برکت ہستی محض حضرت مخدوم کی تربیت کے لئے یہاں آئی تھی۔ جس کام کے لئے آپ آئے تھے، وہ عرصہ چھ ماہ قیام پذیر رہ کر خوش اسلوبی سے انجام دے گئے"

پیرانِ طریقت

روحانی تعلقات کا کوئی شعبہ نہیں، جو کہ حضرت مخدوم کی مقدس ذات میں موجود نہ تھا۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے، کہ آپ حضرت مخدوم سیّد جمال الدّین بخاری دہلوی کی وساطت سے مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدین بخاری اور جناب مخدوم العرفا شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی تک بحیثیت پیری و مریدی انتساب رکھتے تھے۔ پیر ملتان مخدوم بہاء الدین زکریا ابن شاہ وجیہہ الدین قریشی اسدی سے لے کر حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی تک، اور حضرت شیخ الشیوخ سے آگے جا کر حضرت رسول مقبولؐ تک سلسلہ وار پیرانِ طریقت کے اسمائے گرامی جو کہ دستور السالکین اور پیران طریقت سے منقول ہیں، حسب ذیل ہیں:-

(۱) حضرت رسول مقبول سیّدنا و مولانا محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضؓ۔ (۳) خواجہ حسن بصری (۴) خواجہ حبیب راعی عجمی (۵) شیخ معروف کرخی۔ (۶) شیخ سری سقطی (۷) شیخ جنید بغدادی (۸) شیخ ممشاد دینوری (۹) شیخ احمد اسود دینوری (۱۰) شیخ عبد اللہ عمویہ (۱۱) شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر (۱۲) شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی (۱۳) مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (۱۴) شیخ صدر الدین عارف (۱۵) ابو الفتح شاہ رکن الدین عالم (۱۶) مخدوم جہانیان سیّد جلال الدین بخاری (۱۷) مخدوم سیّد ناصر الدین بخاری (۱۸) سیّد مخدوم حامد کبیر نوبہار صاحبِ دستار (۱۹) مخدوم سید شاہ ابو الفتح رکن الدین (۲۰) مخدوم سیّد شاہ محمود ابو القاسم (۲۱) مخدوم سیّد محمد (۲۲) مخدوم سید حامد صغیر (۲۳) مخدوم سیّد عبد الوہاب دہلوی (۲۴) مخدوم سید جمال الدین بخاری دہلوی (۲۵) حضرتِ مخدومی مدظلہ العالی

باب پنجم

تبلیغ و ریاضت

ہر دلعزیز و مشہور فرماں روائے کشمیر کی وفات کے بعد جبکہ یہاں اسلامی حکومت آفتاب لبِ بام ہو رہی تھی، تمام ملک حوادث و شدائد کا آماجگا بنا ہُوا تھا۔ ایک طرف حسن شاہ اور محمدؐ شاہ فتح شاہ کی غیر معتدل آزادی و خانہ جنگی، اور دوسری طرف اہلِ دربار بیہقی سادات کی مفسدانہ سازش اور اماییوں کے مذہبی تعصبات کی یورش تھی۔ انہی دنوں میں مخدوم سیّد جمال الدین بخاری سرزمین کشمیر میں رونق افروز تھے۔ اور اپنے روحانی فیض و برکات سے اُن اثرات کا ازالہ فرما رہے تھے، جو اُس وقت کشمیر میں بروئے کار تھے۔

حضرت مخدوم نے نہایت موثر الفاظ میں اپنی خدمت گذاری اور عقیدتمندی کا عریضہ پیش خدمت کیا۔ آپ نے جواب میں ارشاد کیا، کہ "سیر و سیاحت، اور صحرا نوردی کوئی ایسا بڑا کام نہیں۔ اپنا دستور العمل یہ بنانا چاہیئے، کہ یہاں بیٹھے ہی اہل عالم کو مستفید کیا جائے جس کا اثر خلوت و جلوت پر پڑے گا۔ ساتھ ہی ہر جگہ اور ہر حال میں ہم آپ کے نگران رہیں گے، اور آپ کی امداد کریں گے۔ ہم لوگوں کی فطرت میں داخل ہے۔ کہ جو شخص ہمارے ساتھ رابطۂ محبّت و رشتۂ ارادت رکھتا ہے، ہم اُسے فیض و برکات کی دولت سے متمتع کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے۔ ؎ دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست

دستِ او جز قبضہ اللہ نیست

مخدوم منڈو ماندکدل اور کلاسپورہ کے درمیان ہالہ مار۔ کے کنارے پر مخدوم منڈو ایک آباد محلہ ہے۔ جہاں ایک مشہور نشستگاہ کا احاطہ پایا جاتا ہے۔ نشستگاہ کے اندر جو آجکل ایک نشستگاہ کی حیثیت رکھتی ہے، حضرت مخدوم نے مدّت تک سکونت اختیار کی۔ اور خلوت میں بیٹھ کر

مصروف عبادت رہے۔ علاوہ ازیں ارشاد وہدایت کی مسند پر جلوہ افروز ہوکر تشنگان معرفت کو سیراب کیا کرتے تھے۔ عوام الناس تو کیا بڑے بڑے عالم و فاضل حاضر خدمت ہوتے، اور وعظ و کلام اور رشد وہدایت سے مستفید ہوتے۔ چنانچہ مخدوم منڈو کے سامنے ایک ہموار و وسیع مزروعہ زمین جس کو بابا وہب کہتے ہیں، ایک مخلص عقیدت مند نے بطور نذر پیش کر کے آپ کی ملکیت میں دیدی۔ جس کی پیداوار کی آمدنی پر آپ گذر اوقات فرماتے رہے۔

چونکہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری نے سیر و سیاحت کرتے ہوئے یہاں پہنچ کر کوہ ماراں کے جنوبی گوشے میں مدّت تک قیام فرمایا تھا۔ اِس لئے حضرت مخدوم نے بھی وہی جگہ اپنی خاص نشست کے لئے منتخب فرمائی۔ جہاں رونق افروز ہوتے روحانی تجلیات کا دریا بہاتے۔ وہاں ذاکر مسجد بھی بنائی گئی۔ مگر عموماً آپ کی پسندیدہ سکونت مخدوم منڈو کی نشستگاہ ہی رہی۔

سیّد احمدؒ کرمانی

سیّد محمود کرمانی کے خلف الصّدق میر سید احمدؒ کرمانی کے حالات مدّنظر رکھتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ آپ سہروردیہ خانوادہ سے حضرت مخدوم کے ذریعہ سے نہیں، بلکہ میاں سید جلال الدّین اور سید تاج الدین برخاری کی وساطت سے انتساب کا تعلق رکھتے تھے۔ کرمان سے ہندوستان تک، اور ہندوستان سے سرزمین کشمیر تک آپ اُس وقت پہنچے، جبکہ حضرت مخدوم نے مخدوم منڈو کی خاص عبادت گاہ میں خلوت نشین ہوکر ذکر و فکر، صیام وقیام اور گریہ وزاری میں مصروف تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کی جسمانی و دماغی قوتیں بیحد کمزور اور نحیف ہوگئیں، اور سر کے شدید درد سے علیل ہوگئے۔ آخر آٹھ برس کا عرصہ گذر نے کے بعد یہ عقدۂ دشوار سیّد احمدؒ کرمانی کی زبردست فوری توجہ سے حل ہوگیا۔ وہ حضرت مخدوم کی خاص نشستگاہ میں تشریف فرما ہوئے۔ بڑے ذوق وشوق سے تبادلۂ خیالات کرتے رہے، دوران گفت وگو میں حضرت مخدوم نے اپنی خلوت نشینی، اور سوز وگداز کی تمام سرگذشت نہایت موثر اور شیریں لہجہ میں بیان کی۔ سید احمدؒ کرمانی نے تمام داستان سن کر تحسین وآفرین کی صدا بلند کی۔ اور فرمایا۔ کہ آپ کو گوشۂ عزلت سے نکل کر بارونق دیہات، سرسبز باغات، شاداب وادیوں،

اور دشت و بیابان کی سیر و سیاحت کرنی چاہیئے، کیونکہ قلبی اضطراب اور جسمانی عوارض کو دُور کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ اور جنگلات میں پھرنے کے سوا اسکا کوئی علاج نہیں۔ مقدس بزرگوں اور خدا رسیدہ ہستیوں کی صحبت سے استفادہ کیجئے"۔

حضرت مخدوم نے ان نصیحت آمیز کلمات کو ہر وقت پیش نظر رکھا، اور ان پر عمل فرمایا۔ جس سے آپ کی مضطربانہ حالت میں بڑی تبدیلی واقع ہو گئی۔ اور روحانی لحاظ سے بڑی ترقی ہونے لگی۔ دراصل سید احمد کرمانی کی برکات میں سے یہ ایک بڑی برکت تھی، کہ حضرت مخدوم نے اپنی مختصر و محدود نشستگاہ سے باہر قدم رکھا۔ مراج کا مراج کے دیہات، مضافات اور قابلِ دید مفصّلات میں پیری مریدی کا دَورہ کر کے نہ صرف اپنی جسمانی صحت کی حفاظت کی، بلکہ معتدل صوفیانہ پالیسی سے کام لے کر سنی مذہب کی باضابطہ تبلیغ کر کے فیوض روحانی کی تعلیمات کا سکّہ ہر خاص و عام کے دل پر بٹھایا، اور شہر و دیہات کے باشندوں کو اپنے موثر وعظ و کلام سے مستفید فرمایا۔ جہاں جاتے، پہلے مسجد و خانقاہ میں غسل خانے بنواتے، اور وعظ و کلام کی مجالس کو گرم کرتے تھے۔ مجالس و محافل میں لوگوں کو خالص توحید پرستی کے صحیح اصول بیان کر کے لوگوں کو حق و صداقت کی سیدھی راہ دکھاتے۔

چار ضرب

حضرت بابا شیخ داؤد خاکی نے مندرجہ ذیل اشعار کی شرح فرمائی ہے:۔

مغز سراز آتشِ گرمئ ذکرِ چار ضرب،\
سوختنش زاں مبتلا اکثر بدردِ سر شد است\
اوست سلطاں تاجِ ذکر پاس انفاسش شدہ\
چار ضربش، چار ترک و ہر نفس گوہر شد است

اور لکھا ہے، کہ ایک دو دفعہ نہیں، بلکہ اکثر اوقات آپ شدید دردِ سر سے سخت علیل ہو جایا کرتے تھے۔ اور یہ علالت اضطراب کی حالت پیدا کرتی تھی۔ اطبّا علاج معالجہ کرتے تھے۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا۔ آخر اسکی علت معلوم ہوئی، تو آپ نے فرمایا۔ کہ ایامِ شباب میں جبکہ سیر و سلوک کا جذبہ غالب تھا، چار ضرب کا ذکر اس کثرت سے کیا، اور دماغ پر ایسا اثر پڑا، کہ یہ بات میرے دل نشین ہو گئی، کہ اگر اسی

حال میں جان دے دوں، تو سعادتِ ابدی حاصل ہو جائیگی۔

حبسِ نفس صوفیانہ سیر و سلوک کے مشاغل ہیں حبس دم ایک خاص عمل کا نام ہے۔ جس کی مشق اس طرح کی جاتی ہے، کہ عشا کے وقت سے لے کر صبح کی نماز تک ایک ہی دم لیا جاسکتا ہے۔ ؎

نگہدار دم را کہ عالم دمے ست
دمے پیشِ دانا بہ از عالمے ست

حضرت مخدوم کو یہ مقام نہایت خصوصیت کے ساتھ حاصل ہوا تھا۔ اور یہ بھی کہتے تھے، کہ اگر فرض نمازوں کی ادائیگی لازمی نہ ہوتی، تو میں دن رات میں ایک ہی دم لیتا۔ مولانا خاکی کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔ ؎

ورزشِ ذکر آں قدر دارد ز آغازِ عشا
تا زمانِ صبح در ذکرش بیکدم درشد است

مسجد نادی ھل دیہات کی سیر و سیاحت کے دوران میں آپ کا موضع نادی ہل میں گذر ہوا۔ جہاں قدیم الایّام سے اہلِ ہنود نے ایک چشمہ اور بید کے موٹے درخت پر قبضہ کر کے وہاں بُت خانہ بنا لیا تھا۔ اور مالکانہ حیثیت سے ایسے قابض ہوئے تھے، کہ کوئی اور آدمی وہاں جا نہیں سکتا تھا۔ اور جو جاتا آسیبِ جنات میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ حضرت مخدوم نے چند روز وہاں قیام فرمایا۔ اور اہلِ ہنود کا مذہبی قبضہ باطل کر دیا۔ اور چشمہ کے کنارے ایک عالیشان مسجد بنوائی۔ نہ وہاں بُتوں کا نام رہا، اور نہ جنات کا نشان۔ مسجد کے سلسلہ میں مولانا خاکی نے چند تاریخی اشعار تحریر فرمائے ہیں، جو کہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔ ؎

مسجدے ساخت با خلاص بنا — حضرتِ حمزۂ شیخ کشمیر
ہم دریں کار بخدمت بودہ — دوستِ مخلصِ مسکین و فقیر
گفت در تہنیتِ تاریخش — مسجد با برکت بادا اے پیر

(۲ ۷ ۹ ھ)

مسجد اھام سنہ ۹۶۳ھ میں بنڈہ پورہ کے راستہ سے گذر کر موضع اھام کے بڑے درے میں آپ پہنچے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ چاروں

طرف جنات، شریر ارواح، اور شیطانوں کے خوفناک مقامات ہیں۔ اِس خاص علاقہ میں آپ نے تین دن قیام کیا۔ اور اپنی قوّتِ رُوحانی سے نہ صرف اس خطرہ کو دُور کیا۔ بلکہ سب شریر جنات کو اپنے حلقہ میں محصور کر لیا۔ وہاں بھی ایک مسجد بنائی۔ جس کی تاریخ تعمیر یہ ہے "کعبۂ ثانی مریداں"

مسجدِ تیجر موضع تیجر پرگنہ رینہ گیر میں اگرچہ پُرانے زمانے کی ایک مسجد موجود تھی۔ جس کا احاطہ نہایت معمولی، مختصر اور غیر مضبوط تھا۔ مگر حضرت مخدوم کی مساعیٔ جمیلہ سے بڑے پیمانہ پر اُسے از سرِ نو آباد کیا گیا۔

مساجدِ مُتبرکہ ذیل میں اُن چند متبرک مساجد کا ذکر کیا جاتا ہے، جو حضرت مخدوم نے اپنی سیر و سیاحت کے دوران میں تعمیر فرمائیں۔ نیز یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے، کہ کامراج و مراج کے علاقہ میں جب کسی مشہور یا غیر مشہور گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوتا، اور پُرانی مسجد کی عمارت نظر پڑتی، تو دریافت کرنے پر جواب ملتا، کہ یہ پُرانی عبادت گاہ حضرت مخدوم کی آباد کردہ ہے۔ مساجد کی تفصیل معہ پتہ و مقام یہ ہے :-

(۱) گنڈہ پورہ پرگنہ بھاموں (۲) آلوسہ (۳) گرورہ (۴) ونہ گام (۵) کرمیثور (۶) اوبن۔

آپ نے مندروں اور بُت خانوں کو جبر سے منہدم کرنے کی زحمت نہیں فرمائی۔ اُنہوں نے اخلاص و محبّت اور روحانی اثرات سے توحید پرستی اور اخلاقِ محمّدی کا عملی صورت میں صحیح مسلک دکھایا۔ جس کا ہر مذہب و ملت کے پرستاروں پر معجزنما اثر ہُوا۔ عالمگیر مذہب اسلام کی اشاعت کی عظیم الشان خدمت بڑی عرقریزی سے انجام دی۔ ہزاروں غیر مسلم لوگوں کو راہِ راست پر لائے۔ جنہوں نے بطیّبِ خاطر اپنے معبدوں اور مندروں کی جگہ مساجد اور اسلامی عبادت گاہیں تعمیر کیں۔ جیسا کہ مولانا خاکی نے فرمایا :- ؎

پیش ازیں در ہر طرف صد منظر بتخانہ بود
ایں دم از یُمن قدومش مسجد و منبر شد است

کشف القلوب کے صدہا واقعات ہم کو بتاتے ہیں، کہ حضرت مخدوم کو کشف القبور کے علاوہ کشف القلوب کا مقام بھی حاصل تھا۔ جس کا لازمی اثر یہ ہُوا، کہ حقیقت بین نگاہیں بدعتیوں، اور مشرکوں کو سوّر، کُتّوں اور ریچھوں کی شکل میں دیکھتے تھے، اور لوگوں کو عملی صورت میں دکھاتے تھے۔

ایک دن کثیر التعداد احباب کی مجلس گرم تھی، کہ تین اجنبی آدمی آکر بیٹھ گئے۔ حضرت مخدوم نے دیکھتے ہی فرمایا۔ کہ "اینہا رافضیانند"۔ حالانکہ کسی قسم کی شناخت یا واقفیت نہیں تھی۔ مولانا خاکی بولے۔ کہ "یہ تو بظاہر سُنّی ہیں۔ رفض کی کوئی علامت پائی نہیں جاتی۔ اتنے میں حضرت مخدوم نے اپنا ہاتھ مولانا کے سر پر رکھا، اور فرمایا، کہ "حقیقت بین نگاہ سے دیکھ لیجے"۔ چنانچہ اسی وقت تینوں کی صُورت "متغیر" پائی۔

ہلاکتِ اعدا چک خاندان میں غازی خاں چک نے مذہبی تعصب سے کام لے کر جبر و استبداد کی روش اختیار کی۔ یہاں تک کہ حضرت مخدوم کو سری نگر سے نکال دیا۔ آپ نے پرگنہ بروہ کا راستہ لیا۔ ابھی موضع بروہ کے دیہات کی سیاحت میں مصروف تھے، کہ غازی خاں کو جذام کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ طبیب علاج معالجہ سے مایوس ہو گئے، آخر اُس نے محسوس کیا، کہ یہ ساری مصیبت اس کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ فوراً اپنے بیٹے کو بھیجا، کہ حضرت مخدوم کی خدمت میں شہر میں واپس آنے اور صحت کی دُعا کرنے کی استدعا کرے۔ چنانچہ جب وہ حاضرِ خدمت ہُوا۔ تو حضرت مخدوم نے فرمایا، کہ "جب تک وہ شہر میں موجود ہے، ہم واپس نہیں جائیں گے۔ اور چونکہ اُس نے ہمیں ناحق تکلیف دی ہے۔ اس کی سزا ضروری ہے، اب ہاتھ سے چلے ہُوئے تیر کا واپس آنا ناممکن ہے۔ مناسب ہے، کہ اب تم واپس جا کر اپنے باپ سے ملاقات کرو"۔ ابھی اُس نے شہر میں قدم رکھا ہی تھا، کہ اپنے باپ کی وفات کی خبر سُنی۔ یہ خبر بجلی کی طرح تمام شہر میں پھیل گئی، اور حضرت مخدوم شہر میں واپس آ گئے۔

تجلّی ہمیت چند مرید خلفا کے ساتھ آپ بات چیت کرتے تھے۔ کہ ایک شخص حاضرِ خدمت ہُوا۔ اور گریہ وزاری سے اپنے خسر کی شکایت کی۔

اور کہا، کہ وہ ناحق میرے ساتھ بدسلوکی اور سختی کرتا ہے۔ چنانچہ حکومت کے اہلکاروں کے ساتھ مل کر مالی سزا دلانے کی کوشش کر رہا ہے، آپ دُعا فرمائیے۔ حضرت مخدوم نے جواب دیا۔ کہ مجھے حکومت کے اہلکاروں سے کوئی شناسائی نہیں۔ مگر دُعا کی جائے گی۔ تھوڑے دقیقہ کے بعد اُس نے غضب ناک ہو کر حضرت مخدوم کے سامنے گستاخانہ الفاظ کہے۔ حضرت بھی خشمگین ہو گئے، اور فرمایا "من ہلاکت کنم"۔ آپ کے یہ الفاظ تیر قضا بن گئے۔ وہ شخص گھر پہنچا، رات کو سویا، اور صبح کو جیتے جی بستر سے نہ اُٹھا۔ مولانا خاکی اِس واقعہ کو یُوں بیان کرتے ہیں۔ ؎

گفت شخصے سُو ہنگام تجلّی مُمیت،
"من ہلاکت می کنم" شب مردہ بر بستر شد است

کشف و کرامات

آجکل کے تعلیم یافتہ اور سائنس کے دلدادہ نوجوان، نئی روشنی کی تجلیات میں اس قدر محو ہو گئے، کہ اولیائے کرام کے کشف و کرامات کے قائل نہیں۔ حالانکہ انہیں وقتاً فوقتاً قدرت کے عجیب و غریب اور مافوق العادت مظاہر دیکھنے کا اکثر اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ وہ مسمریزم، تاثیر نگاہ، جذب النفس والقویٰ، اور تسخیر عناصر کے عملیات کا مشاہدہ کرتے ہیں، پھر معلوم نہیں، کہ وہ مقدس نفوس اور خدا رسیدہ ہستیوں کے کشف و کرامات کے کیوں منکر ہیں۔ جب مقناطیس اور کہربا لوہے اور تنکے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، تو مقدس انسانی جذبات کی کشش و تاثیر سے انکار کیوں کیا جاتا ہے۔ یہ امر ناقابلِ تردید ہے، کہ جن بزرگانِ ملّت اور حلقہ بگوشان اسلام کو خداوند تعالیٰ نے بادۂ عرفاں سے سرشار کیا ہے، اور جو تزکیہ نفس سے اپنے اعمال کو پاکیزہ و شایستہ بنا چکے ہیں، وہ تیر از کماں رفتہ کو واپس لا سکتے ہیں۔ ؎

اولیا راہست قدرت از اِلٰہ،
تیر جستہ باز گردانند ز راہ!

اللہ تعالیٰ نے حضرت مخدوم کو وہ درجۂ اعلیٰ عطا کیا تھا، کہ آپ کی ہر بات اور ہر کام میں کشف و کرامت کی جھلک پائی جاتی تھی۔ آپ کی ذات سے ہزاروں کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں، یہاں جن کے اندراج کی گنجایش نہیں۔ جن احباب

کو دیکھنا منظور ہو، وہ "دستور السالکین" ملاحظہ فرمائیں۔

باب ششم

ہمعصر حضرات

جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں، اُس وقت نہ صرف حضرت مخدوم ارشاد وہدایت کی مسند پر جلوہ افروز تھے۔ بلکہ اور بھی بہت سے بزرگانِ دین علم وعرفان کے فیوض سے عوام کو مستفید کرتے تھے۔ چنانچہ ہم اُن بزرگان دین کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں، جو حضرت مخدوم کے زمانے میں گذرے ہیں، اور آپ سے رہ ورسم رکھتے تھے۔

(۱) سیّد احمدؒ[1] کرمانی۔ سیّد محمود کے تین بیٹے تھے۔ (۱) سید احمدؒ (۲) سیّد محمدؒ، اور سیّد حامد۔ سیّد احمدؒ کرمان سے نکل کر سیر وسیاحت اور صحرا نوردی میں مشغول ہو گئے۔ مختلف دیار وامصار سے ہوتے ہُوئے حرمین شریفین کی زیارت کی۔ وہاں سے ملتان آئے، جہاں مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدین سے باطنی تعلیمات اور ربانی ہدایات کا فیض حاصل کیا۔ پھر کشمیر میں تشریف لائے، اُس وقت اہل خطّہ پر تعصب وبدعت کا غلبہ تھا۔ آپ نے محلہ نروره میں سکونت اختیار کی، اور سلطان نارک شاہ کو اپنا مطیع بنایا جس نے ایک بڑی خانقاہ بنوائی، اور لنگرخانہ کے اخراجات کے لئے غلّہ کے تین ہزار خروار کا عطیہ مقرر کیا۔ سیّد مسافر بابا مسعود نروری اور درویش نعمت اللہ چچہ بلی آپ کے بہترین خلفا تھے۔ جو کہ اپنے پیرومرشد کے نقشِ قدم پر قائم رہے۔

---

[1] آپ کا شجرہ نسب یہ ہے:۔ سیّد احمدؒ کرمانی ابن سیّد محمود ابن سیّد بہاء الدین ابن سیّد ابراہیم ابن سیّد اسماعیل ابن سید طہماسپ ابن سیّد شجاع، ابن سید ابراہیم ابن سیّد قاسم ابن سیّد حمزه ابن سیّد ہارون ابن سیّد عقیل ابن عسکری ابن سیّدنا امام علی نقی رضؓ۔

(۲) میر میرک اندرابی ۔ ہمارے پاس بابا داوٗد خاکی کی شرح قصیدہ لامی موجود ہے جس سے میر میرک اندرابی کے کافی حالات ملتے ہیں ۔ آپ کے والد ماجد کا نام میر شمس الدین اندرابی تھا۔ میر محمدؒ افضل منطقی اونتی پوری کی صاحبزادی آپکی والدہ ماجدہ تھیں ۔ آپ جناب رسول مقبولؐ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روحانیت کے باطنی فیوض سے بہرہ اندوز تھے ۔ سیّد حسین قمی رضوی کے خلف الصّدق سیّد عبداللہ رضوی قمی کی صاحبزادی سے شادی کی ۔ جس سے تین بیٹے اور چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں ۔ کہتے ہیں ، کہ ملارٹہ ، رتن پورہ ، لولاب ، پوچھل ، گیرو ، کذویرہ وغیرہ کے باشندے اندرابی سادات سب کے سب سیّد محمدؒ ، سیّد احمدؒ قاسم اور سیّد یوسف کی اولاد ہیں ، جو کہ سیّد میر میرک کے بیٹے تھے ۔ آپ کی پیدائش کی تاریخ "ذاکر" کے لفظ سے نکالی گئی ہے ۔ "شیخ و سیّد" سے سنہ ۹۹۰ھ نکلتا ہے ۔ جو کہ آپکی وفات کا سال تھا۔

(۳) خواجہ طاہر رفیق عشائی ۔ آپ خواجہ ابراہیم عشائی کے فرزند تھے ۔ آپ بھی سہروردی تعلیمات کے دلدادہ تھے ۔ اور مخدومی شیخ عبدالشکور نتھانی لاہوری کی وساطت سے مخدوم العرفا شیخ سید بہاء الدین زکریا ملتانی تک آپ کے پیرانِ طریقت کا سلسلہ پہنچتا ہے ۔ والد ماجد خواجہ ابراہیم کے توسل سے شیخ عبدالشکور ملتانی سے روحانی تعلیمات اور عرفانی آداب حاصل کئے ۔ حضرت مخدوم شیخ یعقوب صرفی ، میر بابا والی ، اور بابا ہردی النسی کے حلقہ میں شامل رہے ۔ اور مختلف سلاسل کے فیوض و برکات سے نمایاں حصّہ لیا ۔ یہاں تک کہ حضرت مخدوم فرماتے تھے ، کہ "خواجہ طاہر بقال بود ، سرمایہ در خزینہ نگہداشت و من زمیندار بودم خرچ کردم"۔ خواجہ طاہر کا قول ہے ۔ کہ "میں اور حضرت مخدوم دونوں بحصّہ مساوی خدمت کرتے رہے ۔ مگر مجھے صرف خدمت کی مزدوری ملی ، اور انہیں مزدوری کے علاوہ انعام بھی ملا"۔ آپ یہ بھی کہتے تھے ، کہ "درگاہ سے مجھے جو کچھ ملا ، میں نے محفوظ رکھا۔ لیکن حضرت مخدوم نے جو کچھ پایا ، اسکی تجارت کی ، اور اسے بڑھایا۔

چک خاندان کے متشدد عہد حکومت میں سری نگر سے نکل کر موضع لورہ گام ، کولی ، موضع میر ، پرگنہ اوتری ، موضع ساون ، پرگنہ گوٹھار اور قصبہ شاہ آباد کا

دَورہ کر کے صوفیانہ تعلیمات ، معلومات ، اور سلسلہ سہروردیہ کی اشاعت میں پُوری دلچسپی و سرگرمی سے کام لیا ۔ اور پیری و مریدی کے ذرایع پیدا کئے ۔ ۹۶۰ھ میں اپنے دولت خانہ کے آس پاس محلہ فتح کدل میں ایک مسجد بنوائی ۔ جسے خانقاہ رفیقاں کہتے ہیں ۔ ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی ۔ اور اپنی خانقاہ کے سامنے سپردِ خاک ہُوئے ۔

(۱۴) مخدوم حاجی احمدؒ قاری ۔ تحریری روایات سے پتہ چلتا ہے ، کہ آپ ۹۰۶ھ میں بمقام ملتان پیدا ہُوئے ۔ اپنے والد بزرگوار مخدوم عباس ملتانی سے جنہوں نے مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی ، مخدوم شیخ صدر الدین عارف اور مخدوم شاہ رکن الدین عالم اپنے بزرگان کرام سے رُوحانی فیض حاصل کیا تھا ، خداشناسی کے رموز و اسرار کی تعلیم پائی ۔ آپ کا ذوق و شوق اور طریق زندگی اپنے جدِّ بزرگوار مخدوم بہاء الدین کے مطابق رہا ۔ آپ قرآن خوانی اور قرأت و تجوید کے بڑے شائق تھے ۔ آپ کا سِن ابھی بائیس سال سے زائد نہیں تھا ، کہ بتاریخ ۱۴ ماہ شوال ۹۲۹ھ آپکے والدِ بزرگوار حاج الحرمین مخدوم شیخ عباس نے بمقام ستھیان (ضلع ملتان) میں انتقال کیا ۔ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہُوا ۔ اور خاندان کو بہت نقصان پہنچا ۔ اور ملتان کی حکومت میں سخت ہل چل مچ گئی ۔ ہنگامہ آرائی نے ایسی خطرناک صورت اختیار کی ، کہ بہت سے باشندے اپنے قدیمی وطن کو خیرباد کہہ گئے ۔ حضرت حاجی بھی صحرانوردی اور سیر و سیاحت کے لئے وہاں سے چل دیئے ۔ اور مکّہ معظمہ جا پہنچے ۔ زیارت حرمین سے فارغ ہوکر عربستان کی سیر کی ۔ پھر ہندوستان واپس تشریف لائے ، اور مختلف شہروں میں پھرتے اور بزرگان دین کی صحبت سے متمتع ہوتے لاہور آئے ۔ جہاں شیخ محمد روشن قاری قادری کے در دولت پر حاضر ہوکر باطنی فیوض و برکات اور علم قرأت مزید نکات کا استفادہ کیا ۔ انہی ایّام میں شیخ بابا داؤد خاکی ملتان کے مشہور بزرگان دین مخدوم بہاء الدین زکریا ، شیخ صدر الدین ، شاہ رکن الدین اور مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدین بخاری کی زیارت سے واپس آکر لاہور میں مقیم تھے ۔ آپ حضرت حاجی سے ملے ۔ تبادلۂ خیالات سے متاثر ہوکر کشمیر آنے کی دعوت دی ۔ حضرت حاجی نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا ۔ چنانچہ آپ کشمیر تشریف لائے ۔

تو محلہ قطب الدین پورہ میں دریائے جہلم کے کنارے زینہ کدل کے پاس جہاں کہ نورالدین جہانگیر نے نور جہاں کے کہنے پر پتھر مسجد کا مضبوط اور وسیع احاطہ بنوایا تھا، آپ نے قیام کیا۔ قرآن مجید، قرأت و تجوید کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اطراف و جوانب کے طالبانِ علم آکر فیض حاصل کرتے۔ حضرت مخدوم اور ان کے مابین آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ آپس میں خوب رہ و رسم بڑھی۔ ایک بڑی مسجد بھی تعمیر کرائی، جس کو خانقاہِ قریشیاں کہتے ہیں۔ حضرت مخدوم ابھی بقیدِ حیات تھے، کہ آپ نے بتاریخ ۸ ماہ رمضان ۹۶۹ھ رحلت فرمائی۔ تاریخِ وفات ہوئی۔ "توفی اعلم القرء۔"

باب ہفتم

سلسلۂ خلفاء

خدا جانے کس قدر لوگ حضرت مخدوم کے فیض صحبت سے کفر و شرک اور بدعت و ضلالت سے نکل کر کامل مسلمان اور متقی بنے۔ کس قدر غافل اور بے خبر انسان اولیاء اللہ کے حلقہ میں شریک ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے، کہ آپ کے خلفا اور مریدوں کی تعداد ۱۲ لاکھ تھی۔ اور خلفا ایسے نیک، خدارسیدہ اور متبحر عالم تھے، جن سے بے شمار بندگانِ خدا فیض یاب ہوتے رہے۔ اُن کے مبارک نام ہر محفل میں تعظیم و تکریم سے لئے جاتے ہیں۔ اُن کی ذات والا صفات سے تصوف معرفت اور صوفیائے کرام کے نام کو خاص عزت حاصل ہے۔ ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے چند خلفائے خاص کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(۱) مطبوعہ و غیر مطبوعہ، معتبر اور غیر معتبر، بہت سی ایسی کتابیں نظروں سے گذریں، جن میں حضرت مخدوم کے کشفیہ حالات و مقامات کا کثیر حصہ درج تھا۔ اُن میں ہدایۃ المخلصین ایک پرانی قلمی کتاب بھی دیکھی، جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے،

کہ وہ میر بابا حیدر کی تصنیف ہے۔ جس میں اُنہوں نے اپنی ساری سرگذشت بوضاحت قلمبند کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے، کہ

میر بابا حیدر ایام شباب میں سیر و سیاحت کا خاص شوق رکھتے تھے۔ اُن کے دل میں معمولی تعلیم حاصل کرنے کے بعد خدا شناسی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہُوئے، اُن کی اطاعت و متابعت سے برکات روحانی حاصل کیں۔ استغراق و عرفان اور سوز و گداز کی لذّت سے بہرہ اندوز ہُوئے۔ خاص خلفا کے دائرے میں آئے، اور ارشاد نامہ حاصل کیا۔ بابا علی رینہ، خواجہ باقر رادلو، خواجہ حسن قاری، شیخ موسٰی بنہ بامی لاری آپ کے حلقۂ ارادت میں آ گئے۔ اور اُن سے فیوضِ روحانی حاصل کرتے رہے۔

ہدایۃ المخلصین میں آپ نے حضرت مخدوم کے حالات اس قدر محبّت اور عقیدت سے لکھے ہیں۔ کہ خواجہ محمدؒ اعظم دیدہ مری کو آپ کے تذکرے میں یہ فقرہ لکھنا پڑا۔ کہ "نسخہ ہا دراحوالِ پیرانِ خود دارد، کہ بعض مردم آنرا محمول برکمالِ اعتقاد و اغراق و مبالغہ می دانند"۔

علاوہ اس کے اسرار الاخیار کے مشہور مصنف نے وجہ تصنیف و مقصد مصنف بیان کر کے لکھا ہے، کہ "بعض محققاں می گویند، کہ نسخہ مذکورہ از کلام ایشاں نیست"۔

(۲)، خواجہ ضیاء الدّین محمدؒ۔ خاندان کے لحاظ سے آپ خواجگان بخارا سے تعلق رکھتے تھے۔ بخارا سے آئے، اور سلاطینِ کشمیر کے دربار میں شامل رہے۔ شاہی دربار میں اتنی قدر و منزلت حاصل کی۔ کہ ایک ہزار پانچسو کی جاگیر حاصل کی۔ آخر کار مسلم سلاطین کی خانہ جنگی اور اہلِ بدعت کی متعصبانہ تحریک کے باعث جاگیر اور شاہی تعلقات سے کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت مخدوم کی خدمت گذاری کو موجبِ سعادت سمجھا، اور روحانیت کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا۔ شعر و سخن کا آپکو ابتدا ہی سے شوق تھا۔ جب ذرا فرصت ملتی، صوفیانہ نظمیں لکھکر طبع رسا کے جوہر دکھاتے۔

(۳)، میر مبارک خاں بیہقی۔ (یہ بات شاید کسی کو معلوم نہیں ہوگی) کہ بیہقی سادات کے پردادے کا نام سیّد محمد کاندھامی تھا۔ جو کہ موضع کاندھامہ میں اپنے باپ کی جگہ بود و ماند رکھتے تھے۔ اور موضع باکیل کی جاگیر پر قابض و متصرف تھے۔ آپکی

صاحبزادی بیہقی بیگم سلطان زین العابدین بڈشاہ کی اہلیہ تھیں۔ آپ کے فرزند سیّد ناصر الدین کی دربار شاہی میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ اور سیّد ناصر الدین کا بیٹا سیّد حسن شاہی خاندان سے اپنا تعلق مضبوط کر کے سلطان حسن شاہ اور سلطان محمد شاہ کا منظورِ نظر ہو گیا۔ سلطنت کا تمام کاروبار بالاستقلال انجام دیتا رہا۔ یہاں تک کہ سلطان حسن شاہ نے اس کی دختر کو اپنے عقد میں لے لیا۔ جس سے ایک بیٹا محمد شاہ نامی پیدا ہُوا۔

سلطان محمد شاہ کے عہد حکومت میں سیّد ابراہیم خاں مدار المہام کا، جو کہ سیّد حسن کا نبیرہ تھا، اس قدر اقتدار تھا، کہ وہ اتنی بڑی ریاست کے تیسرے حصّہ کا مستقل جاگیردار اور مالکانہ حیثیت رکھتا تھا۔ چک خاندان کی عملداری بڑی جبروت سے قایم تھی، کہ ابراہیم خاں کے بیٹے سیّد مبارک خاں نے اپنے علمی تدبّر، اور خداداد قابلیت کی بدولت بہت کچھ ترقی کی۔ اہل دربار کے زمرے میں شامل ہُوئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں مدار المہام کا رتبہ حاصل کیا۔ اور تقریباً چھ ماہ تک تمام کاروبارِ حکومت بذاتِ خاص انجام دیتے رہے۔ دس سال سے کچھ زیادہ عرصہ کے بعد چک خاندان کی جابرانہ حکومت حالتِ نزع میں تھی، کہ اکبر شاہ نے زبردست حملہ کر کے اس سرزمین کو فتح کر لیا۔ اکبر شاہ نے سیّد مبارک خاں کو اپنے پاس بُلا کر کاروبارِ حکومت کی انجام دہی پر مامور کیا۔ مگر آپ حضرت مخدوم کی تعلیم و تلقین کے اثرات کی وجہ سے رضامند نہ ہُوئے۔ اور دُنیاوی جھمیلوں میں پڑنے سے انکار کر دیا۔

(۴) سیّد حسین۔ سیّد حسین بن سیّد رحمت اللہ نے جن کا نسب نامہ پندرہ پُشت کے سلسلہ میں امام زین العابدین تک جا ملتا ہے، اپنے آبا و اجداد کے قدیمی وطن مدینہ منورہ کو خیرباد کہہ کر نہ صرف آپ نے بلکہ آپ کی چار پشتوں نے ہرات میں سکونت اختیار کی۔ پانچویں پشت میں سیّد امیر خاں نے ہرات سے نقل مکان کر کے کشمیر جنت نظیر کو اپنا وطن بنایا۔ طبیعت پہلے ہی صوفیانہ مسائل کی طرف مائل تھی، مگر یہاں آکر حضرت مخدوم کے فیضانِ صحبت سے روحانی تعلیم کے حصول کا شوق اَور بھی بڑھ گیا۔ اور دُنیاوی مشاغل کا انہماک ترک کر دیا۔ آپ فن گلکاری میں

اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اُنھوں نے حضرت مخدوم کی تحریک پر کوہِ ماراں کے جنوبی حصّہ میں جہاں حضرت خلوت نشین تھے، پہاڑ کی چڑھائی کو کاٹ کر ہموار کر دیا، اور اس کے گرد پتھروں کی مضبوط دیوار بنا دی۔ اِسی حدبندی کے اندر حضرت مخدومؒ بابا داؤد خاکی، سید میر خاں، خواجہ ضیاء الدین محمدؒ کے مزاروں کے علاوہ عام مسلمانوں کی قبریں بھی ہیں۔

(۵) سنہ ۹۰۹ھ میں جبکہ سلطان محمد شاہ کو حکومت کشمیر سے تعلق پیدا ہُوا تھا، ایک گمنام لوہار کے گھر میں بابا ہردی ریشی پیدا ہُوئے۔ آپ کی جائے ولادت کا فخر موضع کاون اِنچ کو حاصل ہُوا، جو آجکل اننت ناگ قصبہ اسلام آباد کے نام سے مشہور ہے۔ جوانی کے عالم میں یادِ خدا میں مشغول ہُوئے۔ صیّام و قیام، توکّل، ذکر و فکر اور مراقبہ میں سالہا سال تک استقامت کی۔ آخر حضرت مخدوم کی درگاہ میں بڑی عقیدت مندی سے حاضر ہُوئے۔ ارشاد نامہ، خرقہ، کلاہِ مبارک حاصل کر کے اپنی روحانی قابلیت سے خلق خدا کو مستفید کیا۔ اگر مولانا خاکی کے قصیدہ کے چند اشعار جو حضرت ریشی کے حالات سے تعلق رکھتے ہیں، قلمبند نہ کئے جائیں، تو یہ مختصر تذکرہ نامکمل رہے گا۔ مولانا فرماتے ہیں، ؎

ہر صباحی سالہا اوراد فتحیہ بخواند ... ایں یکے بر راستیِ اعتقادش بُود دال
با جماعت سالہا کردی ادا بر پنج وقت ... ترک ایں سنت نہ کردی بر ضرورت ہیچ حال
نفلہا در روز و شب کردی ادا خواندی دعا ... در مناجات آلہی کردی از دل ابتہال
ذکرہا میکردی امّا اکثر اندر ذکرِ دل ... پاسداریٔ نفس ہا را نمودی اشتغال
فہم شد واللہ اعلم از کمالِ طورِ او ... اینکہ بود اہلِ شہود و قرب و دیدار و وصال
گفت دیدم موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم و خضر ... گوش میکردم نصیحت ہا از ایشاں ہیچ حال
گفتی اکثر دیدہ ام پیغمبر و یاران او ... نقش میکردی از ایشاں پیش ما بعضے مقال
گفت دیدم مرتضیٰ پرسیدم از وی حالِ رفض ... گفت ہست اللہ در سنت مسلماناں وبال
نیز گفتی دیدہ ام من بارہا مردانِ غیب ... پس اشارت بالبشارت من شنیدم زاں بحال
کردہ مسجد بناؤ نیز مہماں خانہ ہا ... مقبرہ ہم خوش مرتب کرد بر یادِ مآل
کردن کار زراعت بود اکثر میل او ... احتیاطِ او بسے بود ست در اکلِ حلال

(۶) حضرت روپی ریشی ۔ بیان کیا جاتا ہے، کہ حضرت روپی ریشی ۸۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۹۹۷ھ میں عالم فانی سے رحلت فرما گئے۔ اس حساب سے آپ کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ ابھی جوانی کا عالم تھا، کہ فانی و غیر باقی دُنیا کے تعلقات سے کنارہ کش ہو گئے۔ بادۂ عرفان سے مست و سرشار ہو کر بزرگانِ دین کے ارواح سے فیوض و برکات کا حظ اُٹھایا۔ اُستروَنْ پرگنہ اولری کے پہاڑ پر مُدّت تک خلوت نشین رہے۔ ظاہری مرشد کی جستجو کے لئے بڑی کوشش کی، اور آخر حضرت مخدوم کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ ریشیانہ طرزِ عمل آپ کی طبیعت نے پسند کیا۔ روزہ داری اور شب بیداری میں محو ہو گئے۔ مولانا خاکی یہ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت مخدوم کو قوت ابدالی کی بدولت بدن بروز کا مقام حاصل تھا۔ جس کی بنا پر حضرت شیخ روپی ریشی کے ایک خاص واقعہ کا اس طرح ذکر کیا ہے۔ ؎ باتنِ مکتسۂ یک ریشیِ سیّاح بود

رہنمائے روپ ریشی بر کوہِ اولر شد است

(۷) فیروز گنائی ۔ کشمیری الاصل گنائی خاندان میں مخدوم بابا عثمان، اوچ گنائی، اور ملّا تونی گنائی کے بعد ملا فیروز گنائی جس کو بچی گنائی بھی کہتے ہیں، نہایت شہرت رکھتے تھے۔ جو کہ ۹۰۳ھ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی سے آپ کو لکھنے پڑھنے کا شوق تھا، فارسی، عربی اور درسیہ علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کی، اور پھر حرمین شریفین کو روانہ ہو گئے۔ قصبہ بداون (اودھ) میں آپ مدت تک مقیم رہے۔ ادب، دینیات، اور عقلی فضل و کمالات میں نمایاں مہارت حاصل کی۔ حضرت خواجہ خضر کی خاص توجہ مسلسل چالیس روز تک مبذول رہی، حدیث، تفسیر، اور معارف کے رموز و اسرار منکشف ہو گئے۔ عرب سے واپسی پر حضرت مخدوم کی خدمت میں زانوئے ادب تہ کیا۔ اور باطنی فیوض کو درجۂ کمال تک پہنچایا۔ چنانچہ مولانا خاکی نے فرمایا ہے:۔ ؎

مولوی فیروز از فیروزیٔ تلقین او

زود از انتاج نورِ ذکر فرخ فرشد است

(۸) نتو گنائی ۔ مشہور گنائی قبیلہ سے ایک مقتدر بزرگ نتو گنائی اپنی ذاتی

قابلیت کی بدولت سلطان زین العابدین بڈشاہ کے عالی شان شاہی دربار میں فائز ہُوئے، اور گراں قدر جاگیر حاصل کی۔ آپ اور آپ کے عموزاد بھائی مخدوم بابا اوچیب گنائی انتقال کے بعد شاہی گورستان میں دفن کئے گئے۔

سلطان بڈشاہ کی وفات کے بعد زمانہ نے کئی پلٹے کھائے۔ جاگیرداروں کی جاگیرات، سرکاری عطیات اور دیگر ذرائع معاش بند اور ضبط ہو گئے۔ نیا دور آیا، نئے واقعات ظہور میں آئے۔ سلطان حسن شاہ عیش وعشرت اور رقص وسرود کا دلدادہ ہو گیا۔ سلطان محمد شاہ فتح شاہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے۔ خود غرض اُمرا واکابر کے فتنہ وفساد نے عملداری کا نام وکام حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔

اِنہی دنوں میں حسن گنائی نے بقدر ضرورت درسی تعلیم کا خاص استفادہ کیا۔ فارسی عربی کتابوں کے مطالعہ اور عبور کے علاوہ فن خوشنویسی میں بھی کامل دستگاہ ہوگئی۔ اور اِس سے وجہ معاش کی بہترین صورت نکل آئی۔ دُنیاوی مشاغل کے علاوہ آپ کی طبیعت اوراد و وظائف کی طرف بھی راغب تھی۔ اس مشغلہ میں معروف رہے، لیکن اس کے آداب و قواعد کا چنداں لحاظ نہ تھا۔ اچانک فالج کا حملہ ہُوا۔ اور اس عالم فانی سے کوچ کر گئے۔

شیخ بابا داوٗد خاکی آپ کے فرزند ۹۲۸ھ کتمِ عدم سے عالمِ وجود میں آئے۔ جو کہ اعلیٰ علمی لیاقت اور عملی قابلیت کے حصول سے ابوحنیفہ ثانی کے لقب سے یاد کئے گئے۔ آپ کی عمر ابھی نہایت چھوٹی تھی۔ کہ سر سے ماں باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ باوجود یتیم اور بے سروسامان ہونے کے ہمّت، توجہ اور حوصلہ کو ہاتھ سے نہیں دیا حصولِ تعلیم میں ہمہ تن کوشاں رہے۔ اخوند مُلّا بصیر اعمٰی، مولانا میر رضی الدین، اخوند مُلّا شمس الدین پال کی مشہور ومعروف درسگاہ میں جاکر فقہ، حدیث، تفسیر، ادب، دینیات اور معقول ومنقول کی کافی تعلیم حاصل کی۔ اور شعر وسخن میں خوب نام پایا۔ فرمانروائے کشمیر کو جب آپ کے علم وفضل کا حال معلوم ہُوا۔ تو نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ اور سالانہ ایک سو خروار شالی کے علاوہ ایک سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کی، اور اپنے بیٹوں کا اتالیق مقرر کیا۔ آپ کشتی پر سوار ہو کر نہایت کر و فر سے جایا کرتے تھے۔ بارہ برس سے زائد مدّت تک دُنیاداری، درباری کاروبار اور درس وتدریس کا فرض

انجام دیا۔

ایک دن حضرت مخدوم بمقام مخدوم منڈو اپنی خاص عبادت گاہ میں وعظ وکلام فرما رہے تھے۔ مولانا خاکی کو طلب فرمایا، آپ کے روحانی مواعظ سے ایسے متاثر ہوئے۔ کہ علائقِ دنیوی اور دربار شاہی سے تعلق قطع کرلیا۔ نفسانی خواہشات سے مخلصی پائی، اور گھربار، عیال واطفال کی محبّت فراموش کرکے حضرت مخدوم کی خدمت گذاری میں منہمک ہوگئے۔ ۹۶۸ھ میں حضرت مخدوم سے خلوت نشینی کا ارشاد حاصل کیا۔ جس کی تاریخ "چلۂ ذکری" ہے۔ ۹۷۰ھ میں باضابطہ خلعتِ ارشاد وخلافت نامہ حاصل کرکے مسند ہدایت پر بیٹھے۔ ارشاد حاصل کرنے کی تاریخ "شیخ حمزہ" سے نکالی گئی۔ ۲۴ برس تک خلافت کا فریضہ ادا کیا۔ اور ۹۹۴ھ میں جبکہ آپ ہردی ریشی کی ملاقات کو تشریف لے گئے، وہ اسلام آباد میں مقیم تھے، دُنیا کو خیرباد کہا۔ پہلے آپ ہردی ریشی کی زیارت گاہ میں دفن کئے گئے۔ مگر بعد میں زین الدّین رینہ واری وغیرہ کی کوشش سے جو آپ کے خاص خادم تھے، وہاں سے نکال کر حضرت مخدوم کے روضہ میں دفن کئے گئے

(۹) خواجہ حسن قاری عنبدیمری۔ جن اہلِ علم بزرگوں نے نہایت خصوصیت کے ساتھ علم قرات کی تحصیل کا کامل شوق پیدا کیا، اُن میں خواجہ حسن قاری عنبدیمری کا اسم مبارک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ جو کہ صاحب جاہ وثروت ہونے کے باوجود حفظِ قرآن، علم وفنون، قرأت وتجوید کی دولتِ گراں قدر سے مالامال ہوئے۔ کاروبار تجارت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس سے بھی طالبان علم کو ممنون ومسرور فرمایا کرتے۔ اس لئے شاگردوں کا ایک حلقہ آپ کے گرد رہتا تھا۔ اس روحانی مشغلہ میں جب آپ کے دل کے صاف آئینہ پر عشق الٰہی کے نور کا پرتو پڑا۔ تو حضرت مخدوم کی درگاہ میں حاضر ہوئے۔ دُنیاوی اشغال واعمال سے بے تعلق ہوکر سیر سلوک کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف ہوئے۔ اور سلسلہ سہروردیہ کا ارشاد نامہ حاصل کرکے حضرت اولیا وانبیا اور خصوصاً حضرت رسول مقبولؐ کی نورانی روحانیت سے فیوض وبرکات سے بہرہ اندوز ہوئے۔

حضرت مخدوم کی وفات کے بعد حکومت کے ناموافق طریق کے باعث قدیم

وطن محلہ بلدیمر ترک کر کے موضع شیوہ پرگنہ زینہ گیر کے ایک دلکشا و روح افزا گوشہ میں اقامت اختیار کی۔ اور رُوحانی تعلیمات کی اشاعت اور پیری و مریدی کا کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ راحۃ الطالبین آپ کی مصنفہ کتاب میں حضرت مخدوم کے حالات و مقامات کا ایک خاص تذکرہ ہے۔ یہ کتاب ۹۸۲ھ میں تصنیف ہُوئی۔ آپ نے ۹۹۹ھ میں اِس دُنیائے فانی سے انتقال کیا۔

(۱۰) خواجہ اسحاق قاری بلدیمری۔ خواجہ حسن قاری کے حقیقی بھائی خواجہ اسحاق قاری بلدیمری بھی بڑے روحانی مزاج اور خدا پرست تھے۔ پہلے آپ ایک مشہور قلندر شیخ احمدؒ سے روحانی فیض حاصل کرتے رہے۔ اور پھر حضرت مخدوم کے حلقۂ ارادت میں آئے۔ ۲۲ سال تک آپ اور آپ کے محترم بھائی خواجہ حسن قاری نے مقام شیوہ میں قیام فرما کر پیرانِ طریقت کی تعلیم و اذکار کی حفاظت میں کوشاں رہے۔ خواجہ اسحاق نے ایک کتاب حجۃ العارفین ۹۶۴ھ میں تصنیف کی، جس میں حضرت مخدوم کے حالات قلمبند فرمائے۔ پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے، جہاں ڈیڑھ سال خانۂ کعبہ کی مجاوری کی۔

(۱۱) مُلّا احمدؒ چاگلی۔ آپ چاگل علاقہ مچھی پورہ میں ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کے حالات سے صرف اس قدر لکھا جاتا ہے، کہ آپ کو حضرت مخدوم سے کس قدر گہرا دلی تعلق تھا۔ ایک واقعہ ہے، کہ آپ کو ایک بڑا پُل دکھایا گیا۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے، کہ یہ حضرت مخدوم کا پُل تھا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد جب آپ نے اسے عبور کیا، تو دوسری طرف ایک عالیشان مکان دیکھا۔ جس کے بالاخانہ سے حضرت مخدوم دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے "مُلّا احمدؒ! اُوپر آجا۔ چنانچہ اوپر چڑھ کر حضرت مخدوم کے پاس بیٹھ گئے۔ یہ واقعہ رات کا تھا، دوسرے روز علی الصبح جب مُلّا احمدؒ حاضرِ خدمت ہُوئے، تو حضرت مخدوم نے خواب کا تمام واقعہ بیان کر کے فرمایا۔ "اے مُلّا احمدؒ! ترا از درگاہ قبول کردند، بیا بیعت بکن۔" فوراً غسل کر کے شوق و ذوق سے بیعت کی، اور ہرون کے پہاڑی غار میں خلوت نشینی اختیار کی۔ چھ سال تک ریاضت و نفس کشی کی، اور اکل و شرب کے ترک کی سختی برداشت کی۔ صرف جنگل کے گھاس پات پر گذارہ کرتے رہے، کوہستانی حیوانات شیر، چیتے، ریچھ

وغیرہ آپ سے اُنس رکھتے تھے۔ چھ ماہ کی ریاضت، عبادت اور گوشہ نشینی کے بعد حضرت مخدوم کے پاس موضع جاگل میں آئے۔ اور اُنہوں نے کھانے پینے کا ارشاد کیا۔ پھر کیا حال تھا۔ ؎

بود اورا غذائے روزمرہ دو من خانے از برنج و ترہ
گاوِ کوہی کہ خود بخود از کوہ آمدے سوئے مطبخش بشکوہ
مطبخے بخشہ درزماں کردے او بیک لحظہ نوش جاں کردے
بطہارت گہے نشد محتاج نہ بروزانہ و نہ درشب داج
بود ایں حال تا بسے سالش بود حیراں ہمہ زاحوالش
باز سلطان از مقام گہش داد بر پایۂ بلند رہش

(۱۲) خواجہ حسن متولی۔ موضع چندہ پورہ پرگنہ کھاہو پارہ کا وہ باشندہ جس کا نام حسن متولی تھا، حضرت مخدوم کے دروازے پر حاضر ہوکر حلقہ ارادت میں داخل ہُوئے۔ خواجہ حسن نے آپ کی رہنمائی اور ریاضت وعبادت کی بدولت فنافی الشیخ کا مقام حاصل کیا، آپ ہر کام کے شروع میں "بسم اللہ یا حضرت مخدوم" کہتے تھے۔ اور ہر ایک مقصد میں اپنے پیر بزرگوار کا نام کامیابی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مخدوم کی بے انتہا عنایت نے آپ کو معرفت وعرفان کے بڑے درجہ تک پہنچا دیا۔

(۱۳) شیخ بہرام گورتنگی۔ حضرت مخدوم نے شیخ بہرام گورتنگی کو اپنی سرپرستی میں بڑا پایہ بخشا۔ اور شیخ بہرام نے بھی تمام دُنیاوی تعلقات اور نفسانی وابستگیوں سے کنارہ کش ہوکر حضرت مخدوم کی ہدایات پر دل وجان سے عمل کیا۔ یہاں تک کہ حضرت مخدوم نے اپنے مجذوب خلیفہ زینی شاہ کو پیغام بھیجا، کہ شیخ بہرام کی جبکہ وہ گورتنگو پرگنہ اوتر کے تنگ وتاریک غار میں خلوت نشین تھے، خدمت گذاری کے آداب بجالائے۔ پیغام پہنچتے ہی مجذوب زینی شاہ اور ملک مسعود چک جو مجذوب زینی شاہ کا بھائی تھا، آپ کی خدمت گذاری نہایت خوشی سے کرتے رہے۔

(۱۴) بایزید شمہ ناگی۔ رات کا وقت تھا، چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی چھائی ہُوئی تھی۔ زمینداری کے مشغلے میں دن کے تھکے ہُوئے بایزید شمہ ناگی پاؤں پھیلائے غافل سویا پڑا تھا، کہ کسی نے کہا۔ "جلدی اُٹھو، حضرت مخدوم کی درگاہ میں حاضر

ہو کر اُن کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو جاؤ"۔ چنانچہ آپ صبح اُٹھ کر حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ نفسانی ہوا و ہوس سے توبہ کی، اور عبادت الٰہی کے شغلہ میں منہمک ہو گئے۔ کشمیر سے چلے اور حرمین شریفین تک پیدل سفر کیا۔ واپس آکر شمہ ناگ میں ایک بے در و دریچہ مختصر سا حجرہ بنایا۔ جس میں اپنی عمر عزیز ذکر و فکر، مراقبہ اور یاد خدا میں صرف کی۔

(۱۵) خواجہ عثمان کول۔ یہ ایک مشہور متمول، اور با رسوخ شخص تھے۔ حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہو کر سرگرمی و مستعدی سے فرض خدمتگذاری ادا کیا، اور اُن کے لطف و کرم سے روحانی فیض حاصل کیا۔

(۱۶) خواجہ ابراہیم کول بڑے دولت مند اور مشہور تاجر تھے۔ مگر دُنیوی مشاغل میں مصروف ہونے کے باوجود حضرت مخدوم سے علمی و روحانی تعلیم حاصل کر کے نئی زندگی حاصل کی، اور مجاہدہ نفس کرتے رہے۔

(۱۷) مولانا میر محمدؐ افضل۔ ایک دن کا ذکر ہے، کہ مولانا میر محمدؐ افضل پر جو کہ علوم و فنون اور معقول و منقول میں باتعریف کامیابی حاصل کر کے درس و تدریس کا اہم فرض انجام دیتے تھے، زیارتِ حرمین شریفین کا اشتیاق غالب آیا۔ رات کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں، کہ جناب رسُولِ مقبولؐ نے آپ کو ایک سیاہ رنگ گھوڑا، ایک سفید عمامہ اور ایک سبز عصا عطا فرمایا۔ صبح اُٹھ کر حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ جواب میں حضرت نے کہا۔ "وعلیک السلام یا حاجی افضل!" تھوڑے وقفہ کے بعد حضرت مخدوم نے ایک سیاہ رنگ گھوڑا، ایک سفید عمامہ، اور ایک سبز عصا عطا کر کے فرمایا "یہ وہ چیزیں ہیں، جو رات کو حضرت رسُولِ مقبولؐ نے عطا کی ہیں۔ یہ بات سُن کر از بس متاثر ہُوئے، اور رُوحانی مسلک اختیار کر کے حرمین شریفین کو روانہ ہو گئے۔ اور فریضۂ حج بجالائے۔

(۱۸) مخدوم بابا علی رینہ۔ قبل اس کے کہ ہم مخدوم بابا علی رینہ کا مختصر تذکرہ بیان کریں۔ یہ ضروری ہے، کہ بطور اظہارِ حقیقت، یہ بیان کریں، کہ شیخ بابا داؤد خاکی، ابو الظفر بابا نصیب غازی، اور بابا داؤد مشکوٰتی نے اپنی تصنیف کردہ کتابوں میں بابا علی رینہ کا نام تک بھی حوالہ قلم نہیں کیا۔ لیکن ایک مشہور تاریخ نویس اِس باب میں

لکھا ہے، کہ "گویند کہ برادرِ عینی حضرت مخدوم بود، وبقولِ بعض محققین برادر فرعیِ اوست"۔ مگر ہم ملا شہاب الدین متو کی کتاب سلطانی منظوم سے اجمالاً آپ کا تذکرہ اخذ کرکے درج ذیل کرتے ہیں۔ کہ آپنے علمائے کرام کی علمی مجالس سے استفادہ کرکے فقہ و حدیث کی کم وبیش شناخت حاصل کی۔ ۱۲ برس تک سیر و سیاحت کرکے پیرو مرشد کی تلاش کی، اور ہادیانِ ملّت اور ماہرین سیر وسلوک کی خدمت میں زانوئے ادب تہ کیا۔ مگر طلب کی پیاس نہ بجھی۔ حرمین شریفین گئے۔ روضۂ مقدس کی زیارت کی۔ اپنی آرزو کا اظہار کیا۔ مکاشفہ کی حالت میں جناب رسول مقبولؐ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت مخدوم کے سپرد کیا، اور فرمایا، کہ "اپنے پیارے سچّے طالب کو تربیت کریں"۔ بابا علی فوراً واپس آئے، اور حضرت مخدوم نے میر بابا حیدر، شیخ داؤد خاکی، اور خواجہ اسحاق قاری کو ہیرا پورہ کے مقام تک استقبال کے لئے بھیجا۔ وطن پہنچ کر حضرت مخدوم سے روحانی فیض حاصل کیا۔ پھر بمعیّت شیخ بابا داؤد خاکی ملتان چلے گئے۔ اور وہاں چند سال تک اقامت پذیر رہے۔ واپس آکر پھر موضع تیجر میں اقامت اختیار کی۔ کہتے ہیں، کہ تذکرۃ العارفین آپ کی تصنیف ہے، جس میں حضرت مخدوم کے حالات مذکور ہیں۔

(۱۹) خواجہ میرم اسکندر پوری۔ ہم عصر تذکرہ نویسوں نے خواجہ میرم اسکندر پوری کی نسبت لکھا ہے، کہ "تاجرے مالدار نامدار بود"۔ ساتھ ہی آپ کا قلبی زہد و تقدس اور روحانی اقتدار کی تعریف و توصیف کرکے لکھتے ہیں، کہ "حضرت مخدوم کی تربیت وصحبت سے اذکار و افکار اور ورد و وظائف کے دلدادہ تھے۔ ابدالوں کے مخصوص زمرہ میں شامل تھے۔ تذکرۃ المرشدین کا ایک بڑا رسالہ اپنے پیرو مرشد کے حالات میں تصنیف کیا۔ آپ شاعر بھی تھے۔ اور آپ کی کوئی طبعزاد غزل عرفان وحقائق سے خالی نہ ہوتی تھی

(۲۰) بابا علی صوفی۔ کوئی وقت ایسا نہیں تھا، کہ حضرت مخدوم کے لنگر خانہ میں کھانا نہ پکتا تھا۔ لنگر خانہ کا تمام انتظام بابا علی صوفی کے ذمّے تھا۔ جو کہ فارسی و عربی کی درسی کتابوں کے بڑے عالم تھے، اور انہوں نے اپنے بزرگوار مرشد کی صحبت سے عرفان کا درجہ حاصل کیا۔ محلہ مخدوم منڈو میں آپ سکونت پذیر

تھے۔ اور حضرت مخدوم کے ارشاد و ہدایات پر کاربند رہتے تھے۔

(۲۱) حضرت مخدوم کی مربیانہ توجہات سے بے شمار حیوانات کو فیوض حاصل ہوئے چنانچہ ایک گھوڑے نے آپ کی نظر لطف سے آگاہی، شناخت اور قوت ادراک کا درجہ حاصل کیا۔ اس کی نگرانی صوفی الہداد کو سپرد ہوئی، جو اپنے پیر و مرشد کے جاں نثار خدمتگذار تھے۔

(۲۲) ملک ریگی دار۔ ملک ریگی دار حضرت مخدوم کے مخلص پیرو تھے۔ اُن کے اشغال و اعمال کا طریقہ یہ تھا، کہ اپنے پاؤں پر کھڑے رہے، اور دماغی قابلیت سے کام لیا۔ اکابرین کے زمرے میں شامل تھے۔ محلہ عالی کدل میں دریائے بہب کے کنارے پر سربفلک تعمیرات مساجد کے وسیع احاطے بنائے۔ محلہ بورہ کے سطح وہموار کریوہ پر بھی ایک بڑا باغ بنایا۔ جیسا کہ وہ دُنیاوی جاہ و جلال میں بڑا پایہ رکھتے تھے، ویسے ہی جذبات روحانی اور خدا پرستی میں بھی خاص شغف رکھتے تھے۔

(۲۳) قاضی میر موسیٰ شہید۔ گلزار خلیل میں لکھا ہے۔ کہ میر محمدؐ علی قاضی بڈشاہی کے داماد میر سکندر تھے۔ میر سکندر کے دو بیٹے قاضی میر ابراہیم اور قاضی میر موسیٰ شہید تھے۔ قاضی میر موسیٰ کو اُن کے فاضل باپ نے نہایت اعلیٰ تعلیم و تربیت دلائی۔ جس سے خاندان کے نام کو چار چاند لگ گئے۔ آپ قاضی القضات کے منصب پر مامور ہونے کے باوجود حضرت مخدوم کے دامن سے وابستہ رہ کر باطنی معارف اور روحانی فیوض حاصل کرتے تھے۔ جب یعقوب خاں چک نے سرزمین کشمیر پر اپنی مستبدانہ حکومت قائم کی، تو قاضی موسیٰ کو مجبور کیا، کہ وہ اِس امر کا فتویٰ لکھدیں، کہ موذن اذان میں "علی ولی اللہ" کلمہ شامل کیا کریں۔ قاضی موسیٰ نے اس بات کو خلاف سنت سمجھ کر انکار کر دیا۔ اس لئے یعقوب خاں نے برسرِ اجلاس شہید کر دیا۔ اور اُن کی لاش کو ہاتھی کی دُم سے باندھ کر تمام شہر میں پھرایا۔ اِس طرح جب لاش گھر پہنچی، تو اُنکی والدہ محترمہ نے لاش پر اپنا دوپٹہ نثار کیا۔ اور خدا کا شکر بجالائی، کہ میرا بیٹا خدا کے راستے میں شہید ہُوا۔ قاضی موسیٰ کی تاریخ شہادت یہ ہے:- ؎

قاضیٔ دیں در رہِ ربّ مجید — بہر دیں جامِ شہادت درکشید
بہر تاریخ وصالش گفت دل — از تجلی آمد، ایں موسیٰ شہید

۹۹۳ھ

(۲۴) مجذوب زینی شاہ۔ موضع کوپہ وارہ میں ایک مشہور بارسوخ خاندان رہتا تھا۔ اُس کے ایک فرد زینی شاہ نے مجذوبیت ولایت کا مقام حاصل کر کے خاص شہرت پائی۔ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھے۔ بلکہ ملک مسعود چک کے حقیقی بھائی اور حکومتِ وقت میں شاہی درباری تھے۔ اور ترقی کر کے سپہ سالاری کے عہدے پر ممتاز ہوئے۔ ایک دن اپنے خدم وحشم کے ساتھ موضع ریگی پورہ میں خیمہ زن تھے۔ کہ ایک نورانی شعلہ آسمان سے گرا۔ اور اُس نے آپ کے جسم کو گھیر لیا۔ زینی شاہ بے خود سے ہو گئے۔ چند روز محویت کے عالم میں رہے۔ اس کے بعد دنیاوی تعلقات اور درباری اعزاز سے دستکش ہو کر دیوانہ وار شاہدِ مقصود کی تلاش میں پھرتے رہے۔ جینا مرنا اور کھانا پینا سب کچھ بھول گیا۔ محویت و مجذوبیت کے باوجود حضرت مخدوم کے پاس آکر سرِ تسلیم خم کرتے تھے۔ ؎

بدرِ شیخ حمزہ رہ اُفتے — ہرچہ دارم از وست می گفتے
گاہے اندر یلاق مست شدے — شیر در زیر پائش پست شدے

(۲۵) میاں عبدالرحمٰن عرف مانک شاہ۔ جن دنوں آپ پدھکلی کے دہ میں پیدا ہوئے، اُس زمانہ میں چکوں کی حکومت تھی۔ آپ کا سال پیدائش ۹۰۰ھ علمی فضائل حاصل کئے، پیشہ زمینداری اختیار کیا۔ جب روحانی کمال کی وجہ سے دنیا کے نشیب وفراز معلوم ہوئے، تو زراعت کا پیشہ ترک کر کے مجذوبانہ مسلک پر کاربند ہوئے۔ اور عالمِ محویت میں پہاڑی دروں اور غیر آباد وادیوں میں سیر وسیاحت کرتے پھرے۔ حضرت مخدوم کی درگاہ میں آکر بڑی ارادت مندی سے فیضانِ روحانی سے متمتع ہوتے رہے۔

باب ہشتم

ارشادات وہدایات

یگانۂ روزگار حضرت مخدوم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات واقعی

حقائق و معارف سے لبریز اور جذبات روحانیت سے مملو ہیں، جو ناظرین کرام کی خاطر اسرار الاسرار سے اخذ کرکے درج کئے جاتے ہیں :۔

(۱) مرید کے دل میں جب تک طلب کا جذبہ پیدا نہ ہو، تب تک پیر کی کشش رائیگاں ہوگی۔

(۲) مبتدی کو اپنے بیٹے کی آنکھ کا خفیف سے خفیف درد بھی ملکوت کی سیر سے واپس لاکر ناسوت کی نچلی منزل میں پہنچا دیتا ہے۔ لیکن منتہی کو پیارے بیٹے کی موت ملکوت کی منزل سے جبروت کی اعلیٰ مسند پر بٹھا دیتی ہے۔

(۳) لوگ اپنے کرتوت پر افسوس کیا کرتے ہیں، لیکن میں لوگوں کے کرتوت پر افسوس کرتا ہوں، کیونکہ مجھے ایک خاص واقعہ میں جہنم اور جہنمیوں کا ایک بڑا گروہ دکھایا گیا ہے۔ میں نے سوال کیا، کہ یہ لوگ کون ہیں، جواب ملا، کہ یہ لوگ تمہارے حالات کے منکر ہیں۔ اس وجہ سے میں افسوس کرتا ہوں، کہ میرے حالات کے انکار کے باعث بہت لوگوں کو دوزخ میں جانا پڑیگا۔

جو کوئی صداقت سے میرے دروازے پر آئیگا۔ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ جنت میں جگہ پائیگا۔

(۵) عارف و متعارف دونوں سیر و سلوک کا راستہ طے کرتے ہیں۔ مگر عارف سیر کرتا ہُوا حضرت رحمان سے جا ملتا ہے، اور متعارف ابلیس تک۔

(۶) عرفا کی تقلید سے کوئی شخص عارف نہیں ہو سکتا۔

(۷) صرف ایمان ہی سے خسران کا ازالہ نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اسکے ساتھ اچھے اعمال نہ ہوں۔

(۸) اچھے اعمال ایمان کے ساتھ لازمی اور وابستہ ہیں، وہ ایمان جس کے ساتھ اچھے اعمال شامل نہ ہوں ہمیشہ متزلزل رہیگا۔

(۹) خیر جاری وہ بیٹا ہے، جو اپنے باپ کا سچا جانشین ہو۔ لیکن شر جاری ایک ناخلف بیٹا ہے۔

بابِ نہم

وصال

علی شاہ چک فرماں روائے کشمیر کی تخت نشینی کو چھ برس گذرے تھے، کہ سرگروہِ اصفیا اور فخرِ اولیا حضرت مخدوم ہزارہا بندگان خدا کو فیضانِ معرفت و حقیقت سے بہرہ اندوز فرما کر اس دُنیائے فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

دُنیا مقامِ فنا ہے، یہاں کسی کو بقا نہیں۔ بقائے دوام صرف رب العزّت کے لئے ہے۔ لیکن خدا کے مقبول اور پاک بندوں کو کبھی موت نہیں آتی۔ خدا تعالیٰ اپنا اصول اور قانونِ قدرت پورا کرنے کے لئے اُنہیں ایک مقام سے دوسرے مقام میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جس کا نام انتقال یا موت رکھا گیا ہے۔ ؎

اگر عالم ہمہ بر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

رحلت کے وقت آپ کی عمر ۸۴ برس تھی۔ صرف سات دن کی علالت کے بعد ماہِ صفر کی ۲۴ تاریخ کو مقام منڈو میں رحلت فرمائی۔

خواجہ محمدؒ طاہر رفیق اشائی نے غسل دیا، اور نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کے ساتھ، خاص و عام، اولیا وصلحا، علماو سادات اور مشہور بزرگانِ دین ہزاروں کی تعداد میں عیدگاہ تک گئے۔ علی شاہ چک بھی ساتھ تھا۔ آخر کوہ ماراں کے جنوبی گوشہ میں جہاں آپ خلوت گزین ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے، دفن کئے گئے۔

آپ کی تاریخہائے وفات اور درد انگیز مراثی اکثر شعرائے وقت نے لکھے ہیں۔ جن میں سے مولانا خاکی کا طبعزاد قطعۂ تاریخ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ؎

غریق رحمت آں مخدوم حمزہ کہ بودہ سالکاں را شیخ و مخدوم
زمرحومیّتِ حق کردہ قسمت میانِ مخلصاں در فیض مقسوم

بروز لبست و چارم از خدا شد ... حظِ روزی و دُنیائیش مختوم
چو جستم سالِ تاریخ وفاتش ... مناسب یافتم مخدوم مرحوم
الٰہی ! جو ئیہائے رحمتِ خود ... فراواں کن رواں تا یوم معلوم

حضرت مخدوم کی تصویر جس طرح قدیم انبیا و اَولیا مثل حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت علیؓ، حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ، مخدوم داتا گنج بخشؒ، خواجہ معین الدّین چشتیؒ وغیرہم کی فرضی تصاویر عموماً پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح سرزمین کشمیر میں بزرگان دین، شیخ العالمؒ، شیخ نور الدین ریشیؒ، حضرت قطب العالم، شیخ بہاء الدین گنج بخش، اور حضرت مخدوم کی تصاویر بھی موجود ہیں۔ لیکن حضرت مخدوم کی تصویر سرکاری عجائب گھر کے علاوہ قدیم دو مسلم اور غیر مسلم خاندانوں میں موجود ہے۔ جو ایک محترم دوست کی نظروں سے گذری۔ اور اسکی نسبت دریافت کیا، کہ یہ تصویر کہاں سے حاصل کی گئی؟ اُن کی زندگی میں بنی تھی، یا اُن کے بعد؟ حضرت مخدوم جو ولی کامل اور شریعت کے سختی سے پابند تھے، کیا وہ اپنی زندگی میں تصویر کشی کی اجازت دے سکتے تھے. یا اگر اُن کے بعد بنی ہے، تو کیا وہ اصل تصویر ہو سکتی ہے؟ مگر اس کے متعلق میرا اطمینان نہیں ہُوا۔

تصویر میں حضرت کی جو وضع قطع اور پوشاک دکھائی گئی ہے، وہ اس سے بالکل مختلف ہے، جو آپ کے حالاتِ زندگی سے پائی جاتی ہے۔ مثلاً سر پر سفید رنگ کی پگڑی اس وضع کی ہے، جیسی کشمیری پنڈت باندھتے ہیں۔ کندھوں پر شملہ لٹک رہا ہے۔ خوبصورت سفید رنگ کا لمبا چُغہ زیب تن ہے۔ جس کی چوڑیدار لمبی آستینیں کسی قدر تنگ پائی جاتی ہیں۔ سرسبز درختوں کے نیچے، رنگین چھینٹ کے بڑے گاؤ تکیہ سے سہارا لگائے، اس انداز سے بیٹھے ہیں، جیسے کوئی قرآن شریف یا وظیفہ پڑھنے کے لئے دو زانو بیٹھا ہو۔ چہرہ اور بدن کے کھُلے حصّہ کا رنگ سرخ ہے۔ مٹھی بھر مدوّر داڑھی سفید ہو چکی ہے۔ بادام سی آنکھیں ہیں۔ ناک تھوڑی سی موٹی اور بُلند ہے۔ اعضا میں نحافت و کمزوری کے باوجود بشاشت کی جھلک پائی جاتی ہے۔

حضرت مخدومؒ سفید لباس کو پسند نہیں کرتے تھے، بلکہ عموماً نیلگوں یا ایسا کپڑا پہنتے تھے، جو میل خور ہوتا تھا۔ آپ کی نسبت کبھی غیر ضروری نمود و نمائش کا خیال نہیں ہو سکتا۔ جب شیخیت، لنگر خانہ اور درویشانہ بابائی کے ادعا سے محض اس بنا پر احتراز کرتے تھے، کہ اس میں بیجا شہرت اور نمائش کی بُو پائی جاتی ہے، اُن سے کب توقع ہو سکتی تھی، کہ اعلیٰ قسم کے کپڑے کے گاؤ تکیے رکھتے؛ اور پنڈتوں کی سی پگڑی باندھتے۔ الغرض تصویر بالکل فرضی اور مصنوعی ہے۔ اور آپ کی وفات کے بہت عرصہ بعد بنائی گئی ہے۔

باب دہم

احاطہ زیارت گاہ اور مجاور

اکبر بادشاہ کی مشہور یادگار قلعہ ناگر نگر کے باچہ دروازہ سے تھوڑے فاصلہ پر لکڑی کے معمولی دروازے سے گذر کر پتھروں کی سیڑھی نظر آتی ہے۔ ہر ایک زینہ بلندی و ہمواری میں نہایت موزون و مناسب ہے سیڑھی کی جنوبی اترائی کے سامنے محدود چار دیواری کا مختصر احاطہ پایا جاتا ہے۔ جس میں سادات پارسائیہ سیّد جلال الدین کے علاوہ سیّد باقر حسین، سیّد حسین، سیّد احمدؒ، سیّد جعفر، سیّد ابراہیمؒ اور سیّد محمدؒ کی قبریں موجود ہیں۔ سیڑھی کے تقریباً ۱۵۰ پائے طے کر کے ڈیوڑھی اور دہلیز ہے۔ پھر چار پہلو تختہ پوش چبوترہ بنایا گیا ہے۔ پرانے زمانے میں ایسے مصنوعی چبوتروں کا نام ونشان نہ تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں یہ دوکانداری اور گداگری کا ایک بڑا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ جہاں کہ بیچارے زائرین کو پھانس کر نذر و نیاز لی جاتی ہے۔ کہتے ہیں، کہ یہ چبوترہ نوبت داروں کی خاص جگہ ہے۔ غرضکہ پہلی ہی ڈیوڑھی پہنچتے ہی مفت خوروں اور بیکاروں کا ایک بڑا گروہ استقبال کے لئے موجود ہوتا ہے، اور سائے کی طرح ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ بڑی رعونت کے

ساتھ متکبرانہ انداز میں ہاتھ بڑھا کر بھیک مانگتا ہے۔ اور بجائے دُعائے خیر و کلماتِ نیک کے غیر مشروع اور ناشائستہ باتیں زبان سے نکالتا ہے۔ چبوترہ کے بائیں طرف مگر چار پانچ سیڑھیوں سے گذر کر ایک تخت اور ایک مسجد نظر آتی ہے۔ کہتے ہیں، کہ یہ مسجد سالار بیگ افغان نے بنائی تھی۔ سالار بیگ کابلی پٹھانوں کے زمانہ میں فوج کا بڑا افسر تھا۔ مسجد کے سامنے حضرت مخدوم کے روضہ کی خاص عمارت ہے۔ سب سے پہلا بادشاہ جس کو مقبرہ کی زیارت کا شرف حاصل ہُوا، ابوالمظفر جلال الدّین اکبر بادشاہ تھا۔ اس وقت آپ کی وفات کو صرف چند سال گذرے تھے۔

حضرت مخدوم کے زمانہ میں نہ کوئی روضہ تھا، نہ کسی قسم کی عمارت تھی۔ ایک چوبی کٹہرہ کے اندر حضرت مخدوم اور مولانا خاکی کے مزار تھے، اور اُس کے باہر چند بزرگانِ دین، جو حضرت مخدوم کے خاص خلفا تھے، دفن کئے گئے تھے۔

جب نوّاب عنایت اللہ خاں قلمروِ کشمیر کی حکومت پر فائز ہُوا، تو وہ اپنی عقیدت مندی کا اظہار کرتا رہا۔ چنانچہ ۱۱۲۵ھ میں اُس نے مقبرہ متبرکہ کی تعمیر اور جنوبی ایوان کے استحکام میں غیر معمولی کوشش کی۔ مزید برآں چوبی کٹہرہ کی جگہ پختہ دیوار کا مختصر احاطہ کر دیا۔

سکھّوں کی عملداری میں شیخ غلام محی الدّین ہوشیار پوری عہدہ نظامت پر مقرّر ہو کر کشمیر میں آیا۔ تو اس نے حضرت مخدوم کے مقدس حالات سُن کر خالص عقیدت مندی کا اظہار کیا۔ اور حکم دیا، کہ عظیم القدر بزرگ کے شایان شان مقبرہ بنایا جائے۔ چنانچہ سابقہ تعمیر کردہ روضہ کو گرا کر صرف کثیر سے قابلِ یادگار روضہ تعمیر کرایا۔ جو کہ اب تک موجود ہے۔ لیکن یہ امر قابلِ افسوس ہے، کہ زیارت گاہ کے احاطہ میں اکابرین کے جتنے مدفن موجود تھے، سب کے کتبے، لوحِ مزار، اور سنگ تربت مٹا کر بے نام ونشان کئے گئے۔ صرف شرقی گوشے میں شیخ غلام محی الدّین ناظم کشمیر کی قبر بدستور محفوظ ہے۔ جس کے سنگ مزار پر تاریخِ وفات کا یہ قطعہ کندہ ہے۔

شیخ افضل غلام محی الدّین | بود بے مثل در سخاوت و داد
کرد پدرود دار دُنیا را | سوئے عقبیٰ چو رُوئے خود بنہاد
ملہمِ غیب گفت تاریخش | سیّد المرسلیں شفیعش باد
۶۲ ھ ۱۲

خاص زیارت گاہ کے شرقی گوشہ میں دس بارہ سیڑھیوں کے اوپر سے پہاڑی اُترائی کے بالکل متصل پُرانی مسجد یعنی ذاکر مسجد موجود ہے، جو کہ حضرت مخدوم کے زمانے میں تعمیر ہُوئی تھی، اور جس کی شکل وہیئت تغیرات زمانہ، اور مختلف سنوں میں تعمیر و ترمیم کی وجہ سے بدل گئی ہے۔ لیکن جگہ وہی ہے۔ جہاں آپ کی زندگی میں واقع تھی۔ ذاکر مسجد کے سامنے سنگ سفید کا ایک چارپہلو چبوترہ موجود ہے۔ جہاں امیر شیر علی والئے افغانستان کی بیگم وغیرہ مدفون ہیں۔ زیارت گاہ کے جنوب و مشرق میں ایک وسیع قبرستان ہے۔ جس میں سیّد میر خاں کی قبر امتیازی صورت میں ایک چوبی کٹھرے کے اندر واقع ہے۔

ذاکر مسجد کی جانب سے سات آٹھ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد پہاڑ کے سامنے خانقاہ مخدومی کی عالی شان عمارت موجود ہے۔ جس کی تعمیر کی تاریخ کا مصرعہ یہ ہے۔ع خانقاہِ سدرہ جاہِ پیر ما۔ (۱۲۸۸ھ)

خانقاہ مخدومی سے چند قدم آگے ایک چھوٹا سا مگر بہت پُرانا تالاب موجود ہے۔ جس میں پانی آنے کا راستہ تو معلوم نہیں۔ البتہ موجودہ حالت میں عقیدتمند لوگ مشکوں کے ذریعے ہر دوسرے تیسرے سال اس میں پانی ڈال جاتے ہیں۔

حسب ذیل حضرات پٹھان شاہی کے عہد حکومت سے لے کر حضرت مخدوم کی زیارت گاہ، مسجد اور خانقاہ کے متولی رہے۔ (۱) خواجہ سنور شاہ دیوانی رئیس الملک (۲) عبد اللہ شاہ پہرہ (۳) خواجہ محی الدین گندرو (۴) خواجہ نظام الدّین درابو (۵) میرزا غلام مصطفےٰ۔

خانقاہ مخدومی سے تھوڑے فاصلہ پر شیخ حسن لابو کا مقبرہ ہے۔ جن کا ذکر تاریخی کتابوں میں مفصل موجود ہے۔ شاہ ولی اللہ عرب اور پیر بزرگ شاہ بھی یہیں مدفون ہیں۔ اب یہ مقام شیخ محمد عرب کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے۔

مجاورانِ زیارت

جو لوگ حضرت مخدوم کی مشہور و مقدس زیارت گاہ کے بڑے احاطہ میں شبانہ روز بیٹھ کر صدقات، خیرات اور نذر و نیاز وصول کرتے ہیں، چار قسم کے ہیں۔ (۱) باباصاحبان بالا، (۲) باباصاحبان پائیں (۳) صوفیان (۴) متفرق گداپیشہ۔

نمبر (۱) میں وہ نوبتدار شامل ہیں، جو قلعہ شاہی کے اندر محلہ مخدوم صاحب میں سکونت رکھتے ہیں۔ خاص زیارت گاہ کے سامنے ایک چبوترہ ہے، جسے نوبت کا مقام کہتے ہیں، وہاں بڑے رُعب و داب سے بیٹھتے ہیں، اور مرد و عورت زائرین سے نقد و جنس، غلّہ، چاول، مرغ مرغیاں، جو کچھ بھی ملے، وصول کر لیتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے، کہ یہ لوگ بابا علی رینہ کی اولاد ہیں۔ دوسرے نمبر میں وہ کثیر التعداد مفت خورے ہیں، جو محلہ مخدوم منڈو میں کلاسپورہ کے آس پاس رہتے ہیں۔ یہ بھی ہفتہ وار نوبت داری سے کام لے کر نقد و جنس وغیرہ وصول کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو صوفی علی دیگ شوئی کی اولاد جانتے ہیں۔ نمبر اوّل و دوم کو گداگری و نوبت داری کے بُرے مشغلے میں ایسی مجنونانہ محویّت ہُوئی ہے، کہ علم و عمل اور تہذیب و اخلاق سے بالکل معرّا ہو گئے ہیں۔ صوفیان کے باب میں صرف یہ بات قابل ذکر ہے، کہ وہ نوبت داروں کی خدمت گذاری کرتے ہیں، اور زائرین سے بڑے بڑے فائدے اُٹھاتے ہیں۔

عوام الناس کو معلوم ہے، کہ یہ سب لوگ جو تعداد میں تین سو سے کم نہیں ہیں، کسب معاش کے لئے ہاتھ پاؤں ہلانے اور قوّتِ بازو سے روزی کمانے پر گداگری جیسی ملعون شے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور دیہات میں جا کر جابجا جوش و خروش سے "حضرت مخدوم حضرت مخدوم" کے نام کے نعرے لگا کر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔

باشندگان کشمیر بخوبی واقف ہیں، کہ نذر و نیاز، منّت اور چڑھاوے کے لئے حضرت مخدوم کی مشہور زیارت کا احاطہ خاص شہرت رکھتا ہے۔ مگر وصولی کا طریقہ ایسا اختیار کیا گیا ہے، جو عقل، اخلاق، اور مذہب کے لحاظ سے سخت قابلِ نفرین ہے۔

باب یازدہم

اعراسِ مشائخ

ایک زمانہ تھا، کہ خاص خاص لوگ ہر سال بزرگوں کے روزِ وفات پر زیارت گاہوں میں جاکر درود و فاتحہ اور کلماتِ طیبّہ پڑھا کرتے تھے۔ اُن مقبول ہستیوں کے سبق آموز حالات زندگی بیان کرتے تھے، حاضرین کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی ترغیب دیتے تھے۔ بظاہر یہ عُرس اور اِن تقریبات پر منعقد ہونے والی مجلسیں روحانی و اخلاقی ترقیات کا موجب ہُوا کرتے تھے، مگر اب بالکُل رنگ بدل گیا ہے۔ نہ قرآن خوانی ہے، نہ وِرد و وظائف کا مشغلہ ہے۔ نہ مقبروں میں سونے والے بزرگوں کے فضائل و محاسن بیان کئے جاتے ہیں۔ بلکہ کھانے پینے کی اشیا، دوکانداروں کے آوازے، بھیک منگوں کے شور، لہو ولعب کے سامان، اور راگ رنگ کی مجالس کے سوا اَور کچھ ہوتا ہی نہیں۔ اس طرح ہمارے عُرس بجائے مفید ہونے کے عوام کی اخلاقی تباہی کا موجب ہو رہے ہیں۔ وہ کونسی خرابی ہے، جو ان اجتماعوں میں موجود نہیں ہوتی؟ وہ کونسا ناشائستہ فعل ہے، جو اِن میلوں میں سرزد نہیں ہوتا؟ بیہودہ گیت اور اخلاق سوز غزلیات رونق محفل ہوتی ہیں۔ نہ مذہب کا پاس نہ شریعت کا لحاظ، نہ بزرگوں کی عزت، نہ مقدّس رُوحوں کی عظمت، شرک، بدعت، اور فسق و فجور کی گرم بازاری، قمار بازی اور فریب کاری کا ہنگامہ۔ غرضکہ یہ عُرس ہر قسم کی بدیوں کی نمائش گاہ بن رہے ہیں۔ ؎

وائے بر ما وائے بر احوالِ ما

تقریباً نصف صدی سے حضرت مخدومؒ کی زیارت گاہ پر ہر جمعرات کے روز بڑی کثرت سے لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ اور اچھا خاصہ میلہ ہو جاتا ہے۔ مگر خصوصیّت کے ساتھ بے انتہا ہجوم اور عام زائرین کے دن

یہ ہیں :-

(۱) ۳ ماہ صفر کو حضرت مولانا خاکی کی وفات کی تقریب پر

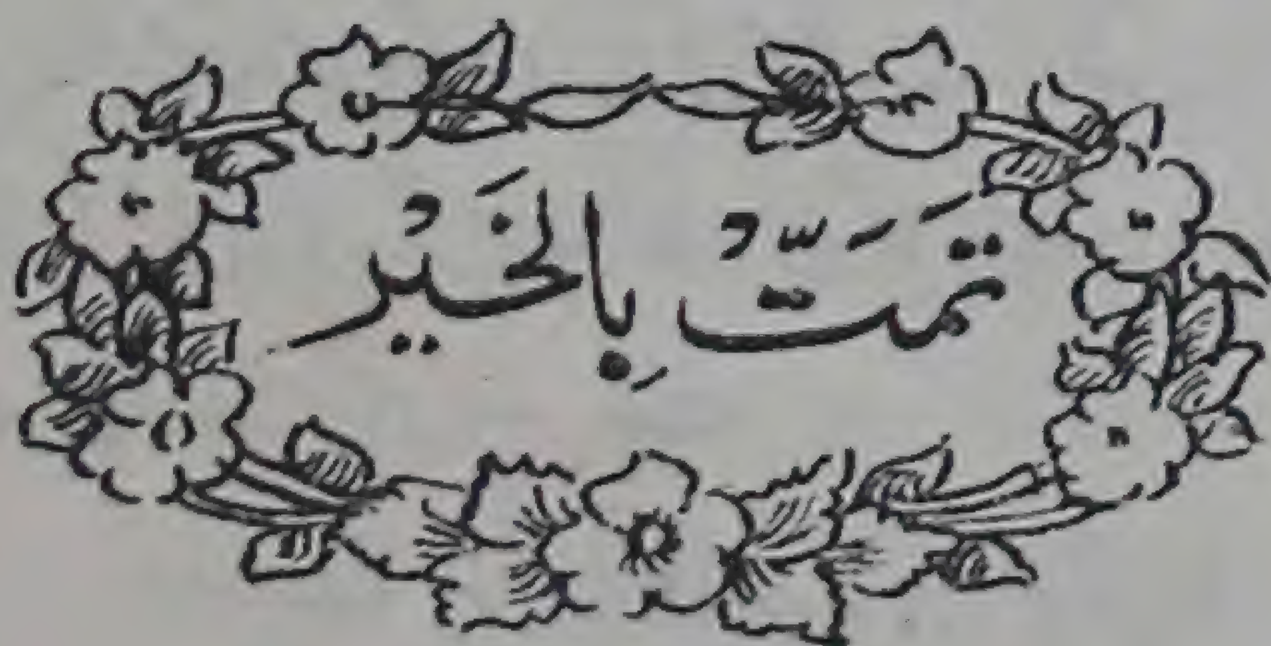
(۲) ۱۳ ماہ صفر سے لے کر ۲۴ ماہ صفر تک۔ حضرت مخدوم صاحبؒ کی یادگاریں۔

(۳) ۲۴ ماہ صفر کو خاص عرس کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ زیارت گاہ کے احاطے میں لوگ بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے، خیمے، اکھاڑے، ٹولیاں، اور دوکانات کی قطاریں لگائی جاتی ہیں۔

(۴) عیدین کے روز بھی لوگ بکثرت آتے ہیں۔ اور رنگ رلیاں مناتے ہیں۔

(۵) ایّام بہار میں جبکہ باغات میں شگوفہ کاری ہوتی ہے، اور پھول کھلتے ہیں، خوب رونق رہتی ہے۔

الغرض ساری روئیداد کو پیش نظر رکھکر یہ لکھنا پڑتا ہے، کہ اس ہجوم کو جو زیارت گاہ میں ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم کے عرس اور وفات سے کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ سارے مجمع میں جس کی تعداد ہزاروں تک ہوتی ہے، بجز عوام کے لہو ولعب، خورو نوش، اور شور و غوغا کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ مجاوروں اور نوبت داروں کی جنگی زندگی کے خوب مظاہرے ہوتے ہیں وہ زائرین اور تماشائیوں سے زبردستی، دھینگا مشتی اور گالی گلوچ کرکے پیسے وصول کرتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت دے



ملک و ملت کا حقیقی ترجمان

ہفتہ وار

"کشمیر"

امرتسر

جو ہر انگریزی مہینہ کی ۷، ۱۴، ۲۱ و ۲۸ تاریخ کو پنجاب کے مشہور و معروف شہر امرتسر سے دیدہ زیب طباعت اور دل آویز مضامین کی قابلِ قدر دلچسپیوں کے ساتھ بکمال آب و تاب شایع ہوتا ہے۔ جس میں کشمیر کے حالات اور کشمیری قوم کی اصلاح و فلاح کے مسائل پر گفت و گو کرنے کے علاوہ اسلامی ہند اور دُنیائے اسلام کے معاملات موجود الوقت پر نقد و تبصرہ اور سیاسیاتِ حاضرہ پر نہایت معقولیت کے ساتھ آزادانہ بحث و تمحیص کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ ہر درجہ، ہر طبقہ اور ہر مذاق کے علم دوست اور دانشکار لوگ اِسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ معاصرین کے حلقہ میں اِسے خاص عز و وقار حاصل ہے۔

"کشمیر" اپنی عدیم النظیر خوبیوں کی بدولت نہ صرف ہندوستان بلکہ دوسرے ممالک میں بھی بکثرت جاتا ہے۔ اگر آپ کو کسی بہترین، وسیع النظر اور صائب الرائے اخبار کی ضرورت ہو، تو کشمیر کا باقاعدہ مطالعہ کیجئے۔

"کشمیر" میں تجارت پیشہ اصحاب کے لئے اشتہار دینا بے حد مفید ہے۔ کیونکہ یہ قابلِ قدر اخبار اپنی ہر دلعزیزی اور اشاعتِ کثیر کی بدولت مختلف ممالک میں ہر خیال و مذاق اور ہر حیثیت و مرتبہ کے لوگوں کے ہاتھوں میں بکثرت پہنچتا ہے۔ اور سب اسکا ذوق و شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔

قیمت سالانہ عوام سے للعہ ر (چار روپے) ششماہی عہ/ر (دو روپے آٹھ آنے) معہ محصول

المشتہر

مینجر اخبار "کشمیر" امرتسر (پنجاب)

حافظ احمد اللہ و غلام رسول صاحب

تصانیف شریف حضرت امام اعظم ثانی شیخ بابا داود خاکی رحمۃ اللہ علیہ

قصیدۂ فوائد جلالیہ

در مدح حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قصیدہ ورد المریدین

در مدح حضرت شیخ حمزہ مخدوم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

قصیدۂ لامیہ یعنی ریشی نامہ

در مدح حضرت ریشہ مالو صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب فرمایش حافظ احمد اللہ و غلام رسول تاجران کتب سرینگر - مہاراج گنج بازار

معرفت پنجاب پرنٹنگ ایجنسی - لکشمی سٹیم پریس لاہور میں چھپا

نشمهٔ از احوال حضرت شیخ بابا داود خاکی قدس سرّهٔ مصنّف

ورد المریدین وغیره

آنجناب از نجبای کشمیر بوده و تحصیل علم ظاهر بکمال نموده بجاذبهٔ الٰهی در خدمت حضرت مخدوم العرفا فایز شد و داد خدمت و فدویت داد و در رابطهٔ فنا فی الشیخ و ترک رسوم و عادات و رفع ننگ و ناموس بحد کمال رسانید صاحب تصانیف علیه است مثل ورد المریدین و شرح آن مسمّی به دستور السالکین و مجموع الفواید و قصیدهٔ جلالیه و رسالهٔ غسلیه و ریشی نامه و شرح و شرح آن وغیرها نسبت ازدواج با صبیهٔ عفیفهٔ حضرت سیّد السادات سیّد میرک میر قدس سرّه که از سادات مسلّم الثبوت اندرابیند حاصل کردند و از ان اولاد شده و محرم اسرار پیر بزرگوار بود و با مشایخ دیگر هم صحبت داشتند مثل سیّد السادات میر سید اسماعیل شامی که اجازت و خرقهٔ قادریه از ایشان یافته و سند خرقهٔ سهروردیه از شیخ گرفته و سیّد احمد کرمانی و مخدوم حاجی احمد قاری و شیخ هردی ریشی بابا که از ریشیان برجسته و برگزیدهٔ کشمیر است اربعینات متعدده بریاضات و سلوک راه حقیقت بحضور حضرت مخدوم العرفا بنهایت رسانیده و مورد حالات غریبه شد و برای زیارت پیران سلسله و احیا و اموات بملتان رفته و زواید فواید از صحبت مشایخ انجا یافته و اجازت هم گرفته بکشمیر معاودت فرمود در تسخیر اجنه دستگاهی عجیب داشت در هنگام شورش حکام کشمیر که ترویج رفض کردند مولانا السعید الشهید قاضی موسی را که تن بامور آنها نداده گشتند از کشمیر با حضرات دیگر که در آنوقت مسند نشین تقوی و ارشاد بودند هجرت فرموده از راه کهاک خود را بسیالکوٹ رسانید و بر زبان مبارک راند که بیخ و بنیاد چکان از کشمیر کنند بیمن انفاس آنجناب و بزرگان دیگر آیین ملک فردوس اثر از خس و خاشاک وجود رفضه پاک شد و در تصرف سلاطین عالیشان تیموریه در آمد اما پیش از تسخیر و تصرف واقعی سلاطین چغتائیه واقعهٔ جناب شیخ داود اتفاق افتاد چنانچه لفظ خیر مقدم تاریخ در آمدن حضرت شیخ به بهشت برین که بمرض تب لرزه در سال نهصد و نود و چهار رو داد ۱۲ کذا فی اشجار الخلد تصنیف خواجه اعظم

شیخ بابا داود خاکی
ابن شیخ حسن ... است
متصل خانقاه معلی ...
سکونت داشت ...
بیست و چهار سال ...
خلافت و ارشاد ...
در سنه ۹۹۹ بتاریخ ۲ ماه صفر
رحلت فرمود و در مزار
شریف ...
حضرت شیخ حمزه مخدوم
قدس سره مدفون است

قدم رسولؐ

نعت شریف

قدم رسولؐ

تصنیفِ حضرتِ شیخ بابا داود خاکی رحمة الله علیه

ای رسول که ترا کرده خدا با عظمت
ساخت در هر دو جهان محترم و محتشمت

معجزاتِ تو چه در زندگی و بعدِ ممات
هست مشهور چه حاجت که بیان زان کنمت

گشته ثابت که تو موجود بروح و جسدی
نشده در جسد و روح که طاری عدمت

قوتِ سیر ترا بر ملکوت است و زمین
جا بجا فضلِ الهی با قدم مغتنمت

بود تاریخِ سنین نهصد و تسعین سوم
که ز تو معجزهٔ یافت ظهور از قدمت

آمدی سیر کنان سوی زمینِ کشمیر
مومنی دید ترا گام زنان صبحدمت

شد ز اعجازِ تو خوشبوی و موثر سنگی
که نهادی تو بر آن پای شریف یمنت

اثرِ پای لطیفِ تو فرو رفته بسنگ
هست و هم دیده منِ بندهٔ خیلِ خدمت

از تو این معجزه از ذاتِ شریعت پیدا ست
ایکه بنواخته است خالقِ لوح و قلمت

پابوسِ تو مرادست بمیداد این بس
دولتِ من که ببوسم به نشانِ قدمت

دمبدم باد هزاران سلام و صلوات
نازل از درگهِ حق بر حرمِ محترمت

ای شفاعتگرِ ما روزِ قیامت بادا
جایِ ما معتقدان زیرِ لوای علمت

خاکیا گر گنهت بیش و ثوابِ تو کم است
تکیه بر فضلِ خدا کن چه کند بیش و کمت

دار امید شفاعت ز رسولِ مشفق
تا نه تو دور کند در دو جهان درد و غمت

مژده - قدمِ رسولؐ در قریهٔ واره پوره بلدهٔ کشمیر بوده است و سلطان یوسف شاهِ چک سنگِ مذکوره از انجا آورانیده تیمناً در مقبرهٔ حضرت بابا هردی ریشی قدس سره در قصبهٔ اسلام آباد نهاد که تا حال در انجا موجود است۔

سنه ۹۹۳ھ

جسد

قصیدهٔ جلالیه

در بعضے مناقب حضرت مخدوم جهانیان امیر کبیر سید جلال الدین بخاری قدس سره

بسم الله الرحمن الرحیم

اَلحمدُ لِمُفضِلِ النّحارِیرِ (نیکو دانندگان)	وَالشُّکرُ لِمُنعِمِ الجماهیر (گروه بزرگ)
اَلعِزّةُ والجَلالُ لِلّٰه	محتاج بدرگهش شه و میر
سُبحانَ مَنِ السّماءُ صُنعه	مَرکُوزُ نُجُومِ کَالمَسامیر
سُبحانکَ لا اِلٰهَ غیرُک	فرض است بطاعتِ تو تکبیر (بلند یاد کردن)
یا مَن هُوَ جَدُّهُ تعالیٰ	بی مِثلی و نِدّ و ضِدّ و تستیر
سُبحانکَ تُبتُ مِن ذُنُوبی	غُفرانکَ یا غفورُ تقصیر
سُبحانکَ مَن تَبارَکَ اِسمُهٗ	لایق به ثنا حقیقِ تکبیر
عَلّامِ غیوب و حیّ و قیّوم	تکوین صفتِ ویست و تقدیر
هست از صفتش کلام و قدرت	هم سمع و بصر مثالِ تبصیر
بر حکمِ ارادتِ قدیمش	داد و ستد است باز و گیر
او ملک دهد بپادشاهان	بعضے ز شهان کند جهانگیر
بخشد به خواصِ درگهِ خویش	هم زینتِ خویش و هم قناطیر (خزانها)
از لطف محمّدِ نبی را	بر جملهٔ خلق داده تصدیر
ز اسرارِ خودش وقوف داده	کردش ز امورِ غیب تخبیر
هادی و رسول و حاکمش کرد	والی و بشیر و جدیرِ تأمیر
دستورِ عمل عنایتش کرد	قرآنِ پُر از وَعید و تبشیر
بنواخته خیلِ آل و صحبش	کرده همه لایقانِ توقیر
وز جمع صحابه چار یارش	کرده خُلفای اهل تدبیر
تشریف مر اهلِ بیتِ او داد	در نصِّ قران بشیرِ تطهیر
از عترتِ دوازده امام است	مر شیعهٔ اهلبیت تفخیر
وز جهدِ ائمّهٔ مذاهب	بخشید بباغِ شرع تنضیر
صَلَّی اللّٰهُ عَلیٰ حَبیبِه	وَالوُلدِ وَصَحبِهِ التّنانیر

مسامیر جمع مسمار میخ ۱۲

لیس له ضد ولا ند ولا شبه ولا شریک ۱۲

حقیق سزاوار ۱۲

جدیر سزاوار ۱۲

تطهیر پاک کردن ۱۲

نضیر نضارت ۱۲

یارب به نبی و خیلِ او کن … مرخاکیِ دل شکستہ[۳] تجبیر
وز عونِ مشایخ طریقت … مے بخش مرا این ضعیف تظفیر
در ذکر و ثنای اولیایم … توفیق رفیق ساز و تیسیر
راه و روش و نصایح شان … تا شرح کنم براے تذکیر
تبعیتِ شان و حبّ شانم … بپذیر بهانه بهرِ تهویر

مطلعِ ثانی

ملجاے من است و فخرِ هر پیر … مخدومِ جهانیانِ جهانگیر
آن سیدِ اُچهٔ بخاری … کش بوده لقب جلالِ دین میر
قطبِ عالم بر استی بود … این وصفش ازین کمینه بپذیر
حاصل شده پیش ازانکه زاید … در قطبی او نوید و تبشیر
اسمِ سامی[۳] آن حسینی … هم بوده حسین بوفقِ تقدیر
بوعبد الله داشت کنیت … آن سیدِ مالکانِ تحریر
مخدومِ جهانیان خطابش … خاص است برای عزّ و توقیر
مصراعِ اخیرِ مطلع از غیب … بشنیده درست نیز از پیر
نامِ پدرش امیر احمد … آن پاک ولی ز غش تکدیر
جدّ پدری موافقش بود … در اسم و لقب بدونِ تغییر
گویند جلالِ دین بزرگش … هر کس ز شیوخ اهلِ تدبیر
وی گشته مسافر از بخارا … از اهلِ سیادت[۳] مشاهیر
داد از شرفِ اقامتِ خویش … مر بلدهٔ اُچه عزّ و تشهیر
مخدومِ جهانیان قمروش … از مطلعِ اُچه داده تنویر
علّامهٔ عصرِ خویشتن بود … در فقه و حدیث و علمِ تفسیر
هم داده حقش کمالِ عرفان … در فهمِ بطون و علمِ تعبیر
بعضے ز صفاتِ او مریدش … کردند بچند جلد تحریر
تصنیفِ خزانهٔ جلالی است … مشحون ز هر آنچه کرد تقریر
چل سال بحر و بر سفر کرد … در کسبِ فضائلی بتوفیر

شیخ بهاء الدین احمد بن یعقوب که خلیفه و کاتب حضرت مخدوم جهانیان قدس سره بوده و هم مولف کتاب خزانه جلالی است ۱۲ شرح

شکسته بستن ۱۲
آسان کردن ۱۲
یاد دادن ۱۲
افکندن دیوار و جز آن ۱۲
بزرگواران
علیه یعنی مخدوم جهانیان جهانگیر
بسیار شدن و بسیار کردن ۱۲

بگذارده هفت حج اکبر — از عون حق حقیق تکبیر
بشنیده سلام را جوابی — از قبر نبی بدون تاخیر
وز بهر قبول عبادات — بشنیده درون کعبه تبشیر
هم در حق تابعان عموماً — مییافت ز حق نوید تغفیر
صد شکر که ما چو داخلانیم — در جبهٔ تابعانش چون تیر
ما هم بطفیل قربت او — داریم امید عفو تقصیر
بودند اولو الکرامت آباش — پیوسته چو حلقه های زنجیر
از جانب شان خلافتش بود — در راهنمونی جماهیر
هم داشت خلافت از سلیمان — زان کرده بجن و انس تسخیر
از چارده خانواده اش بود — در امر کله و هیش تخئیر
دادند تبرکش خلافت — شیخان کبیر اهل تبصیر
اکثر پیران سهروردی — در سلسله نامه کرده تسطیر
گه گه بشیوخ چشتیان هم — اندر شجره نموده تشجیر
ایضاً کبرای کبرویه — گاهی بنوشته در مساطیر
هم هست بخانوادهٔ او — از شعبهٔ جعفریه تخئیر
وز شاه شیوخ عبد قادر — در سلسله اش هم است تطفیر
هم هست بخواجه خضر ملحق — یک نسبت خرقهٔ قرآن میر
زین جمله نسب بتابعانش — فیض است رجا بغیر تقتیر
بودند بحلقهٔ مریدانش — سادات و مشایخ و نحاریر
بودند بسی ز غوث و اوتاد — ز اتباعش زیر چرخ تدبیر
بسیار خلیفه هاش بوده — با تزکیهٔ نفوس و تطهیر
تا قرب دو لک مرید کرده — ارشاد درین جهان تأثیر
در علم تصوف فقیهی — در شرح و بیان نموده تکثیر
اما ز تصوف فقیری — کم گفته بزمهای تذکیر
مر قانع قیل و قال وحدت — بی عرف و عمل نموده تعثیر

مژده ۱۲

گروه بزرگ

اختیار

تسطیر نوشتن ۱۲

تشجیر نقش کردن بصورت درخت ۱۲

مساطیر جمع مسطر یعنی آلتی که بدان سطرها درست کنند ۱۲

نحاریر نیکو دانندگان ۱۲

وز خوض تعصب مذاهب — بسیار شیوخ داده تنفیر
در مختلفات اهل قبله — خوش نیست گمان رد و تغویر
باید بخدا حواله کردن — حکم همه موجبات تحئیر
واجب عمل است و طاعت حق — بی صرف زبان بحث و تقتیر
از طعن سلف زبان نگهدار — تا زان نچشی عذاب تقشیر
منهی ز نبی است سب اموات — بیهوده مکن چو کلب تو شیر
باشد بحقیقت اهل انکار — بدتر ز اکالب و خنازیر
در ذکر جلی و در خفی نیز — در سلسله اش بسی است تاثیر
هم نفل و تلاوت و دعاهاست — خواندن روشش بدون تصفیر
در ذکر و تلاوت و تسابیح — در هر کلمه بسی است تعطیر
لفظی که نه زین قبیل باشد — در ذوق دل است گنده چون سیر
دایم بحضور کن تلاوت — با حسن ادا و حسن تقریر
پیوسته بورد و اورادات است — گفتند چنین شیوخ نحریر
کم قیمت و اعتبار باشد — در طاعت و ذکر شخص بی پیر
در چهرهٔ اهل حب لله — موعود شده ز نور تحمیر
ذکر بدوام فرض عین است — این نکته شنو ز اهل تذکیر
پیداست ز ذکر چار ضربی — در حجرهٔ دل چو عود تجمیر
مشغولی ذکر پاس انفاس — دل را بدهد حیات و تطهیر
در قلب ز ذکر تربیت هست — صد نشو و نما ز عطر و تجمیر
از قول محققان روا هست — ای دوست بذکر ارادهٔ تجهیر
پیوسته بذکر فکر باید — کاین مسئله گفت اهل تفکیر
هم شغل مراقبه درون را — هست اشهر موجبات تنویر
دل دوز بود توجه حق — پیوسته بمعنوی مسامیر
پس معرفت و عبادت حق — دان فرض چو ترک کفر و تنکیر
بی چون و چگونه دان خدا را — برتر ز احاطهٔ مقادیر

تحئیر: سرگشته شدن قال الله تعالی وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی الله ۱۲
تصفیر: آواز بلند کردن ۱۲
تعطیر: خوشبوئی ۱۲
نحریر: نیکو داننده
تعطیر
تفکیر: تفکر اندیشه کردن ۱۲
تنویر: روشن شدن و روشن گردانیدن
مسامیر: جمع مسمار یعنی میخ ۱۲

خلاق وحوش و جن و انسان ٣ | طیران کن طیر با عصافیر
توحید خدا گزین که دردی | هر حمله ز نوب راست تکفیر
گر یاد کنی بهر مکانش | گردی بمقام خاص جاگیر
گیرند شهان بدست لطفت | خالی شوی از خود چو زهگیر
رخ را بصراط مستقیم ٣ آر | نه پای بدین مقام ای میر
کن شرک جلی و هم خفی ترک | تا میرهی ز نار تسعیر
وز بندگی هوا که شرکیست | پوشیده کن از تقا و تحذیر
معبود مضل هوای نفس است | مفهوم چنین شد از تفاسیر
گویند ارادت خدای است | ترک عادات نفس چون قیر
گفتند ره خدا دو گام است | یک گام خلاف نفس شریر
تا گام دگر رسی بمقصود | سنی آفت ارتداد و تکویر
سلطان ولایت درون شو | فرمای در ارض قلب تمصیر
بتخانهٔ نفس را که باغی است | کن منتقمانه هدم و تغئیر
کن صبر بعسرت ریاضت | تیسیر بود ز بعد تعسیر ٣
موعود بجوع هست رویت | وصلت به تقطع است تثمیر
ز اسباب حیات دل چهار است | خاموشی و ذکر و فکر و تسهیر
در ترک حظوظ نفس خیر است | هر چند بود حلال چون شیر
بعضی ز شیوخ نذر ازین کرد | ترک عسل و لحوم و انجیر
فرض است وفای نذر مشروع | چون حفظ یمین و عهد ای حیر
هست از پی صابران دنیا | آماده در آخرت قواریر
لیک اهل کمال و اهل تفویض | محتاج نیند سوی تصبیر
در تزکیهٔ نفوس میدان | بانص قرآن فلاح و تظفیر
اسراف خورش بمیل نفس است | سالک را چون وقوع در بیر ٤
هم غفلت و کاهلی ز سالک | نوعی است ز نوعهای تکفیر
مشغولی دنیوی حجاب است | هر چند بود بقدر قطمیر

عصافیر جمع عصفور یعنی گنجشک ١٢
تکفیر کفارت دادن ١٢
تسعیر آتش افروختن ١٢
تحذیر ترسانیدن
خطوتان قد وصلت
قواریر شیشه و آبگینه ١٢
[تک]فیر کفور ورزیدن ١٢

دور است ز راه عبد دنیا | چون بنده درهم و دنانیر
آن کس که فروخت دین بدنیا | حاصل نشدش بغیر تخسیر
مر سالک راه حق مهم است | بر شاهد حال خویش تستیر
کن بهر ظروف قابلیات | مروی ز نبی است امر تخمیر
زین رو روش ملامتیه است | چون ستر سیاه بر تباشیر
ترک صفت ذمیمه فرض است | چون حقد و نفاق و بخل و تقصیر
هر شخص ز خویشتن نکو دان | هر کس منگر بچشم تحقیر
کن دیده عیب بین خود کور | ای نیک صفت بمیل تعویر
خذ ما هو فیه حکم صفوه | دع ما هو فیه ظن تکدیر
منجی بد و کون صدق باشد | نی عجب و ریا و مکر و تزویر
زاوصاف حمیده حسن خلق است | هم جود و سخا بغیر تبذیر
هم حلم و قناعت و توکل | بر روزی رازق العصافیر
رفتن بر هی که غیر شرع است | در آخر کار گشته دلگیر
از ترک صلوة و صوم باشد | شایان نار و زجر و تعزیر
در ترک زکوة و حج بی عذر | مطرودی و حسرت است و تحسیر
الله که قاضی دو کون است | داناست بصدق و کذب و تغدیر
ترک همه بدعت و معاصی | فرض است محقق نحاریر
سخت است عقوبت زناکار | در شرع بحکم خالق العیر
هم فعل لواطه بر زن و مرد | جرمی است بزرگ پر ز تزجیر
در دیدن امردان بشهوت | دیدم بکتاب زجر و تنفیر
در خمر و ربا بسی است تهدید | در مصحف اصل علم و تذکیر
بنگ است حرام همچو افیون | با باقی مسکرات تعصیر
هم دزدی و غصب مال مسلم | بدنام شده بهر اساطیر
اندر رخ مرتشی است پیدا | در وقت حساب لون تصفیر
هم قتل بغیر موجب شرع | باشد سبب قصاص و تکفیر
آزردن خلق و ظلم مردم | باشد همه عین ظلمت قیر

جمع دینار یعنی مهر ۱۲
تاوان ۱۲
دروغ و مکر ۱۲
اسراف ۱۲
جمع عصفور یعنی گنجشک ۱۲
حد شرعی ۱۲
نیکو دانندگان ۱۲
النظر الی الامرد یحبط العمل ۱۲ ش
تسکیر
افسانه و سخن ها و نوشته های باطل ۱۲
رنگ زرد ۱۲
کفارت دادن ۱۲

در شرع عقوق والدین است — یک جرم بزرگ لحم خنزیر
در زوجه نشوز زوج باشد — در عیش خوش دو کون تمریر
مر عورت حرہ هست واجب — با جامهٔ غصب وصف تحذیر
در دین ز جرائم کبیرات — جادوگری است و وصف تسحیر
هم جرم کبیره ناامیدی است — از رحمت ناعی النمامیر
از مکر شش ارچه شد مخوف — در خیر مضاعفات و تکریر
این غیبت و فحش و کذب و بهتان — ز اسباب ندامت است و تخسیر
در شرع مثال نرد بازی است — آلودن ید بخون خنزیر
هرگز بخوشی نفس مشنو — صوت خوش بربط و مزامیر
در فتوی شرع هست ممنوع — محظوظی صوت مسلس و زیر
اصلاح نفوس فرض عین است — اول همه را برای تهویر
شد فرض کفایت امر معروف — بر زمرهٔ اهل جهل و تصغیر
توبه ز ذنوب فرض عین است — از بهر نجات روز تنشیر
تا مرگ ضرورت نباشد — در توبه باختیار سے میر
این بیعت تابیان به پیران — مسنون نبی و تابعین گیر
عصیان نوشته ز آب دیده — بیشو ز دفاتر و طوامیر
عالم که عمل نکرده باشد — لایق بعذاب سخت و توعیر
عالم بر اهل حق همان است — کز خلق نبی در وست تاثیر
عامی است هر آنکسے که دارد — بے خلق نبی بعلم توقیر
تعذیبی حافظان فاسق — ماری است میان آتشین بیر
کن صحبت صالحان که گیرد — در قلب توجهی فیض تفجیر
در ترک جدال پیر و استاد — از موسی و خضر مستند گیر
این خدمت و دیدن بزرگان — بهر مس قلب تست اکسیر
از صحبت فاسقان غافل — دوری است نکو مثال نخجیر
چون حامل مشک یار نیک است — شایستهٔ عزت است و توقیر
از قول سلف فقیه صوفی — هم صحبت بد چو نافخ الکیر

تحذیر در پرده نشاندن زن ۱۲

تکریر بارها برگردانیدن ۱۲

در هدایه حدیث آورده که من لعب بالنرد والشطرنج والقمار فکانما غمس یده فی دم الخنزیر ۱۲ اش

جادو ۱۲

نافخ الکیر آهنگر را گویند کیر بالکسر دم آهنگران که آنرا منفخ گویند ۱۲

وز دیدنِ بی نیازیِ حق — خوف است بتبیدان ز تغییر
شوم آمده اعتراض و انکار — بر اهلِ الله ز اهلِ تغمیر
این چند فوایدِ جلالی — ای طالبِ رشد یاد می گیر
این جمله نصایحش روایت — هست از آثر و حدیث و تفسیر
در مدتِ هشت سال و هفصد — بر صدرِ حیات داشت تصدیر (دهم ذی الحجه)
در آخرِ وقتِ عیدِ اضحی — روحش ز قفس نموده تطئیر (پرانیدن ۱۲)
بر هفتصد سال و پنج و هشتاد — بوده تاریخ فوتِ آن میر (۷۸۵)
یارب بطفیلِ باطنِ او — در هر کارم ببخش تیسیر (آسانی)
هست از دل و جان ز مخلصانش — خاکیِ فقیرِ شهرِ کشمیر
هم مرشدِ او که شیخ حمزه — زین شهر مصون ز شرِ تدمیر (هلاکی ۱۲)
وی نیز بظلِ حفظِ حق باد — از فتنه و شورِ اهلِ تشویر (فتنه ۱۲)
پرورده بلطف فیضِ او یم — چون طفل بسعیِ مادر و ظئر
شد اسمِ شریفِ شیخ حمزه — تاریخ مر این قصیده در گیر (سنه ۹۷۰ھ)
هم یافت خلافت اندرین سال — این کهنه ضریده پر ز تقصیر
یارب همه تابعانِ او را — در امن و امان ببخش تعمیر (آبادی و عمر دراز ۱۲)
وز فضل بما همه عطا کن — چیزی که برون بود ز تصویر
در تفرقهٔ دشمنانِ ما دار — مانندِ حروف جمعِ تکسیر
مارا بسلوک سالکی بخش — در راه روانِ اهلِ تشمیر (دامن در میان بستن و چست شدن در کاری ۱۲)

کن بهرِ هدی جدید مارا — ای مصلح ما بوصفِ تجدید (جدید سزاوار)

ایضاً تاریخ وفاتِ حضرتِ مخدومِ جهانیان قدس سره از مقالاتِ شیخ داود خاکی

چو مخدومِ اهلِ جهان قطبِ عالم — که شرحِ صفاتش ز ما فایق است
چشیده ز دستِ اجل شربتِ موت — که در عاقبت بهرِ نفسش لایق است
سوی سالِ تاریخ او خوش اشارت — به مخدومِ اهلِ جهان لایق است

تمام شد — سنه ۷۸۵ھ

نقلِ محمد یوسف الدین ابن محمد نور الدین مرحوم

وِرْدُ المُریدِین

در بیانِ حالات و مقاماتِ حضرتِ محبوب العالم سلطان العارفین شیخ حمزه مخدوم کشمیری قدس سره

بسم الله الرحمن الرحیم

شکر لله حال من هر لحظه نیکوتر شده است　　شیخ شیخان شیخ حمزه تا مرا رهبر شده است

یافت چون همنامیِ آن غازیِ نامیِ دین　　پهلوانی در جهادِ نفس زور آور شده است

والذین جاهدوا خوانده چو سعی و جهد کرد　　حق نمودش راه پس هادیِ بحر و بر شده است

استقامت چون نمود اندر عمل در ما علم　　علم مالم یعلمش حق داد و دین پرور شده است

چون خدا علمِ لدنی کرد تعلیمش ز مهر　　بهرِ اسرارِ الٰهی عالمی اَخبر شده است

مشکلاتِ واقعاتِ سالکان زین سبب　　پیشِ او تعبیر کردن اَسهل و اَیسر شده است

روشنش انوارِ قرآن گشت و هم اسرارِ آن　　پس خوصش دیده و هم الفاظِ آنش ازبر شده است

او شریعت راست ناصر در طریقت مجتهد　　بهرِ اسرارِ حقیقت صدر او مصدر شده است

با ریاضت ساخته علم الیقین عین الیقین　　پس هم از حق الیقین از لطفِ حق حق ور شده است

در ریاضت سالها ننهاده پهلو بر زمین　　حاصلش این رتبه شد چون اَذکر و اَسهر شده است

بود مرغِ روحِ او را منظرِ عرش آشیان　　پس بدنیا بیقرار از شوقِ آن منظر شده است

باز پران در سلوکِ او تا مقامِ اصل رفت　　از جناحِ جذبهٔ حق چون بَبال و پر شده است

طیرِ طورِ قالب و هم نفس و قلب و سِرّ و روح　　هم خفی کرده بغیب الغیب هم اَطیر شده است

سیر کرده عالمِ ملکوت را جبروت هم　　باز در لاهوت مرغِ جانِ او اَسیر شده است

ما نشانِ سیرِ محبوبی بسیرش یافتیم　　زانکه کشفش از عبادت بیشتر مظهر شده است

هوش در دم خلوت اندر انجمن هم حالِ اوست　　او مربی هم بخلوت هم بصحبت در شده است

هوش چه بود هست دیدار و شهودش دایما　　زانکه بینا دیدهٔ سِرّش به بی بَصَر شده است

عارف است و کاین و باین ز سِرّ وحدتش　　نیست مانع صورتِ چیزیکه مستکثر شده است

کاین و باین از دو بیت مولوی جامی واضح تواند شد ۵ هر کرا حق داد نور معرفتش * کاین باین بود صفتش

مخلصان را صحبت او موجب جمعیت است
سالها شد رخصت ارشاد و بیعت یافت لیک
بیشتر خواهد ملومی و خمول و نیستی
تا بیابان صادقان را میکند توبه قبول
ورد و ملک او دعاهای معظم بیشمار
آفتاب عالم ارشاد و تکمیل است لیک
کشور کشمیر او را مولد و مسکن شده
این گواهی گو بهر محضر دهید ای جن و انس
پیر من حقانی است و لازم آمد پیرویش
وقت بیعت چون ید بیضای آن عیسی نفس
این کلاه پوستین وین خرقه پشمین که داد
در جهاد نفس شد چون جبه این خرقه ام
آن مصلا و عبای فقر کان لطفم نمود
ورد کان کرده حواله ذکر کان تلقین نمود
او بارشاد ره شیخ المشایخ قطب حق
وی هم از ارشاد قطب عالم و نواب او
آن بخاری نسبت و سید جلال الدین لقب
در تصرف کردن اندر اولیا دستی تمام
بهر اثبات نسب از روضهٔ پاک نبی
پس از انجا بهر ارشاد و هدایت سوی هند
کی بیان کردن مقاماتش مجال من بود
خطهٔ پاک زمین آنچه در هندوستان
بود از هر خانواده مستفید اما بسی
رشد و آثار هدایت زین مبارک سلسله
چشم فیض از لطف او دارم که فیض عام او

تا بیابان را بعیت او سد اسکندر شده است
محترز از شیخی و بابائی و لنگر شده است
گرچه اندر عالم ارشاد سر لشکر شده است
طالبی کو یافت زو تلقین ذکر اذکر شده است
هر که ورد از وی حواله یافت مستنصر شده است
ناقص از نقصان خود خفاش وش اعور شده
مولد این مخلص او هم همین کشور شده است
لیکن فقیر از جان مرید آن نکو محضر شده است
زانکه از بهر سلوک راست چون مسطر شده است
داد دستم در زمان دل زنده و انور شده است
بنده را به از قبای شاهی و افسر شده است
این عصا چون نیزه و این طاقیه مغفر شده است
بهر جنگ نفس همچون قیزم و خنجر شده است
آن کمان و تیر و این شمشیر با جوهر شده است
بندگی سید جمال الدین بحق رهبر شده است
در میان مرشدان سلسله مفخر شده است
قطب عالم بودن مخدومیش اشهر شده است
داشتنش را از و بداد و اخذ مستشهر شده است
از جواب یا ولد مخصوص در محضر شده است
هم مرخص از رسول اطیب و اطهر شده است
خود زبان لال و عبارت زین بیان اقصر شده است
از صفای مرقدش با زینت و با فر شده است
سهروردی را و چشتی مظهر و مظهر شده است
این زمان در هر ولایت شامل و منتشر شده است
تا دم منشر پی اتباع مستنشر شده است

حضرت بابا در شرح این بیت میفرمایند که حضرت مخدومی مدظله میفرمودند که میباید که بعد هر عبادت و در وقت هر مهم در هر حاجت بدعا یاد کرده استعا[نت]
از روحانیت آن بزرگوار کرده باشید که شما را مدد و اعانت و فیض او رسنده است ۱۲ شرح – منشر روز قیامت – مستنشر ریخته

اوست یک صاحبقران یک قرن را مشهور لیک — زین مشایخ هر یکی ارشاد را محور شده است
هر یکی زین مقتدایان ابر سان فیاض بود — فیض شان بر مخلصان باران صفت ممطر شده است
این مشایخ را مسلسل اندر ارشاد و ادب — تا نبی الله وسیله مرتضی حیدر شده است
غم نباید خورد ما را روز حشر از تشنگی — منبع این سلسله چون ساقی کوثر شده است
عروة الوثقی و حبل الله بیان زین سلسله است — هر که زو چنگش بعصمت تا لب مقبر شده است
هر که اندر کشتی این سلسله تشریف یافت — بی مشقت سیر او سوی خدا منجر شده است
یا علی صحبت به پیران بهتر از هر طاعت است — این وصیت از نبی با آن شه خیبر شده است
گفتن ذکر است سوی حق رهی نزدیکتر — بر طریقی کز نبی تلقین آن صفدر شده است
سنیانیم و موالی هم برغم رافضی — ما و شیخان را چو مولی خواجه قنبر شده است
شیعه و سنی یکی هستند اما از اهل رفض — ادعای شیعگی و سب و بغض آنکر شده است
سوی حق آنرا که سودای سلوک اندر سر است — گو رعایت کردن این هشت ادب معبر شده است
وحدت و ذکر و وضو نفی خواطر ربط قلب — صمت و تعلیل و رضا کاندر سلوک انصر شده است
باز اخضر گلشن ارشاد و رشد شیخ ما — هم ز سقائی لطف خضر پیغمبر شده است
اوست چون خضری و حکمتهای افعالش از ان — از قیاس مردم موسی صفت برتر شده است
گر تو عزم صحبتش خواهی بلا تسال بساز — از کفش بی بدیه طفلی را اگر خنجر شده است
اوست خضری وار از ان و خاطرش گیرد قرار — ز آب جاری هر کجا آوازه جرجر شده است
هر سحرگه بود غسلی لازمش در سالها — قلب و روح و سر او زین روی مطهر شده است
گر مساوی در حضورش خلوت و بازار شد — لیک میل خاطرش اکثر بکوه و در شده است
هم دمی گردش مشرف همدمی روح حق — هم دم او زان شفابخش و جان پرور شده است
نسبت صحبت قوی او را بعیسی شد از ان — کو بعصمت همچو عیسی زاده از مادر شده است
همچو عیسی نیست بی زن لیک بی فرزند نیست — هر مرید او را پسر هر مخلصه دختر شده است
در مقام توبه فرماید که تایب آن بود — کش زن بیگانه همچون خواهر و مادر شده است
او ملک خوی است و اندر چشم عبرت بین او — مرد با لحیه صفت مستوره معجر شده است
چیست عبرت بلکه اندر دیده حق بین او — هر چه آید نور حق را مطلع و مظهر شده است
بود صایم همچو عیسی سالها و هم کنون — هست معنی صومش ار چه صوره مفطر شده است

از صفای روزه شد وارسته از نار فراق — زانکه روزه بهر دفع نار چون اسپر شد است
مصطفی را هم مع الاصحاب دیده بارها — زان سبب در مذهب سنیه راسخ تر شد است
چون مشرف شد بصحبتهای او در واقعات — پس لباس صاحبی او همش در بر شد است
چون رسول الله گفتا هر تقی آل من است — شکر کز باغ نبی پیدا یکی نوبر شد است
عالمان آخرت مر انبیا در رهبری — وارث اند او نیز این میراث را درخور شد است
چون بمعنی صاحب و آل رسول الله او است — خصم او رافض وش و خارج صفت مکفر شد است
رهنمونش شیخ نجم الدین کبری نیز بود — زان ورا اسرار حقیقت عالم اکبر شد است
محکمش بهر عمارت کردن قصر سلوک — این قواعد ده که در دین وضع آن اعم شد است
توبه و زهد و توکل هم قناعت خلق خوش — کرده و در عزلت از توفیق حق اذکر شد است
در توجه رو نهاده صبر را صابر شده — در مراقب ثابت و اندر رضا مشکر شد است
همچنین در واقعه هر لحظه از فضل خدا — صحبتش با اولیای اعظم او قر شد است
کسب کرد از هر یکی کیفیت ذکر و دعا — در رموز رهبری زین روی دانشور شد است
ورد اعظم را که دعوا تی است با یاسین بهم — گشته ملهم کاسم اعظم جمله سر تا سر شد است
قاری این ورد بود و دید بابا حیدرش — کز دهانش هر نفس پران یکی کبتر شد است
هست وردش هم دعای حرز مونس اولیا — هر نبی و هر ولی از خواندنش موزر شد است
گشته ورد و ملک او را حرز حزب البحر هم — گرمی و تاثیر آن مشهور هر مشتهر شد است
چونکه با امر مشایخ هست هفت آیات خوان — در حصار آهنین حفظ حق محصر شد است
دید جمعی ز اولیا حرز یمانی خوان شبی — هم با ایشان خواند و با آن خواندنش از بر شد است
حلقه کرده قاری اوراد فتحیه بشوق — اولیا بسیار مشهودش به شیر اشر شد است
بعد خفتن هم بخوان اوراد فتحیه بصدق — با مریدان ز اولیاش این امر هم یک سر شد است
بعد هر فرضی بخوان ختمی معین از قران — از مشایخ بارها این امر را آمر شد است
فیضش از چندین نسبها هم مخلصانش را از آن — بیشتر فیض و ترقی گر عمل اندر شد است
نود شیخان بیشتر هر چند ره روشنتر است — صادق اینجا شیخ سمنانی بما ابشر شد است
مغز سر از آتش گرمی ذکر چار ضرب — سوختش زان مبتلا اکثر بدرد سر شد است
اوست سلطان تاج ذکر پاس انفاسکش شده — چار ضربش چار ترگ و هر نفس گوهر شد است

اگر تو پاسداری پاس انفاس — بسلطانی رسانندت ازین پاس

ور زِرش دم آنقدر دارد که ز آغازِ عشا
آنچه دِیے شد خورده نالایق بد کر آن سوختم
خاصیت دیده هم از اذکارِ بسیاری ذکر
سالِ عمرش بس نبد چندان ولی از دردِ عشق
گوید اکثر سوختم از کثرتِ داغ درون
آری آری سینه اش پُر ز آتشِ عشقست ازان
میر سیّد احمد کرمان که ز اهلِ کشف بود
چون ز شوقِ حق کشد آهِ جگر سوز از درون
از گلستانهای شوق و عشقِ او گلهای وصل
هم تجلّیاتِ ذاتی و صفاتِ خدا
چون شود نارِ تجلّیات و عشقش شعله کش
کلّمینی یا حُمَیرا سوی بی بی عایشه
از فقیرانِ حقیقی زین جهت ضحک و مزاح
ظاهر اَجهّال پندارند شان را اغنیا
محض خیرست این گروه از بهر خیر و شر ولے
نیست چون فقرِ حقیقی را تنافی با حشم
منتهی را مانع از حق کثرتِ اسباب نیست
نیست اندر چشمِ کامل سیم و زر را اعتبار
هست دنیا آنچه مشغولت کند از ذکرِ حق
گر بود شاغل ز ذکرت ور بود از بهر جاه
ور بدان قیدی نباشد راویان کردند نقل
حق تجلّی با دو وصفِ السمیع و البصیر
هم تجلّی حیات و قدرت و علم و کلام
هست تاثیرِ تجلّی جمالِ المُرید
هم تجلّیات وصفِ مُحیی و وصفِ مُمیت

تا زمانِ صبح ادا ذکرش بیکدم در شداست
این خطاب از وی بمن در قریهٔ بمنیر شداست
باز اندر ذکرِ جهری حالِ او اجهر شداست
موش کافوری دُرِ دندانش بیرون بر شداست
سینه ام گویا پُر از آتش یکے مجمر شداست
رنگِ آن روی مبارک همچو خاکستر شداست
عشق و درد و سوز او را دیده و اخیر شداست
چشمِ اهلِ کشف را مشهود از ان اخگر شداست
بردمید از نو بهارِ فضل چون اخضر شداست
ظاهرش از رأفت و برّ رؤف و بر شداست
از مزاح و خنده تسکین بخشِ آن آذر شداست
در چنین حالات وارد زان ز فقر افخر شداست
هست تسبیح و عبادت قولِ آنسرور شداست
هم باین عنوان بقرآن وصفِ این معشر شداست
خصمِ این معشر برای خویشتن معشر شداست
قایلِ الفقر فخری شاهِ هر عسکر شداست
هیچ مانع مر خلیل الله بن آزر شداست
کان یکے سنگِ سفید و آن دگر اصفر شداست
گر متاعی پُربها یا چیز کے احقر شداست
هم ز دنیا درس و حفظ و خرقه و مِطهر شداست
با وجودِ سلطنت از اولیا سنجر شداست
گرد در وی در مُغیبات السمیع و البصر شداست
شد بر و تاثیرِ آن بسیار مُستبصر شداست
اینکه در غالب عُمرِ اوش حاصل و مُحضر شداست
شد درون بسیار جا تاثیرِ آن مُظهر شداست

مجمر انگشت دان ۱۲
معشر گروه افراد ۱۲
سلطان انبیا و اولیا ۱۲
حاضر شده
ظاهر کرده شده ۱۲

...و مجلای جمال آمد جلال ذات را
...او شد محو و ظاهر کبریای حق ازوست
...هج مهینه در بیان این صفت در سفته است
...و موا مصطفی کرد امر پس وی این زمان
...ت پیغمبر تکبر بر تکبر صدقه است
...وقار کوه سانش گرچه بر حاسد گرانست
...باسم الغنی در وی تجلی کرد حق
...آن سلطان دین است از گدا بی قدرتر
...تجلی کرد در وی حق باسم الکریم
...ت و تلخ از بهر اهل کبر و عجب و بدعت است
...ل آنکه گشت از خود فانی وز اوصاف خود
...ایه حق است در عالم پناه عالمین
...ز بین باش و مشو اندر غلط زیرا که او
...بلبخت است آنکه هر روز از سر اخلاص و شوق
...د شکفته جان ما از دیدن دیدار او
...رد ماری جان فدای دولت دیدار او
...شند تاثیری نوشتم این تجلیات را
...ول این افقر مریدش از مبارک ذات او
...ز و کرامات از قبیل کشف قلب و کشف قبر
اکثر الاوقات ناظم را ز نوع کشف قلب
هم به میان نعمت الله صاحب کشف و کمال
گشت ملا احمد از چاگل روان چون سوی او
در اوایل از پی اصلاح با خواجه شریف
شب ول خواجه علی طاس هر بیانی ازو
باخبر باشد ز حال مخلصان بحر و بر

نور آثار جلالیت ازو ازهر شده است
این شعار آن امام الصادقین جعفر شده است
از وقارش سید صوری چو مستکبر شده است
ماحی البدعه مقیم امر آن اءمر شده است
در وقارش هم این اخبار هم مضمر شده است
لیک حفظ کشتی ارشاد را لنگر شده است
زین جهت مستغنی از مهر میر و هر داور شده است
آنکه در دنیا شهنشه چون جم و نوذر شده است
زین سبب مشفق بحال مخلص و چاکر شده است
اهل درد و شوق را شیرین تر از شکر شده است
باقی بالله شد اوصافش ازو مظهر شده است
نوربخش مخلصان همچون شه خاور شده است
کرده روپوش از بشر روحی مثال غور شده است
ناظر روی نکوی آن نکو منظر شده است
آنچنان کز دیدن خورشید نیلوفر شده است
چون مشرف از قدومش قریه کیشر شده است
گرچه جزئیات هر یک تحقیق ما یسطر شده است
دیده انواع کرامت دایما اکثر شده است
در میان مخلصان هر لحظه مستظهر شده است
کاشف و مخبر زما فی قلبه دبر شده است
بارها مومی زما فی قلبه صورة شده است
واقف احوال او از قریه ابحر شده است
مانع از اندر نهالی شرب ما اسکر شده است
خواست زودش مرسل آن حین اذ استغفر شده است
زانکه ظاهر باطنش را جمله خشک و تر شده است

چرار ۲ نورالدین ریشی است قدس اللہ سره ۱۲

بارہا مکشوفش احوالِ قبورِ ریشیان
کشفش از قبرِ پدر شد کو ز تشریفِ قدوم
کشفِ صورتہای مسخ معنویِ رافضیان
اوست چون سنّی پاک اندر مشامِ پاکِ او
کرد چندی را بوی صورت و دل حکم رفض
نیست مخفی غوری مرتدِ منافق را چو دید
ہمچنین ہر رافضی سنّی نمائی را چو دید
روزی اللہداد بر اسپ از زدن سیداد کرد
از سماعِ چنگ و نی کاره ز روی منع شرع
از کمالِ تربیت با خواجہ اسحاقِ حلیم
ملہم از احوالِ عالم گشتہ گاه اخبار کرد
منبی از تشریف تاثیرِ تجلّی حیات
ہم کراماتش ز نوعِ نشرِ وقت و طیّ حرف
ہم بہ نشرِ وقت از فضلِ خدا حجّی ادا
بارہا مشہودِ ریگوڈار پر اخلاص را
زائرانِ یثرب و بطحا بظاہر یکدو بار
میگذشت اکثر علی صوفی بہ ایلاغات کو
ناصح و ہم کارفرما خواجہ عثمان قول را
بہر تادیبِ یکے نوکر کہ اندر شہر بود
بہر امدادِ مریدان زود حاضر میشود
در رہِ تبّت بوقتِ برف اندر دیوه سوے
یک طبق از خوردنی بگرفتہ اندر سندون
یکشبِ تارے بکشتی صوفی اللہداد را
باتنِ ملکتبہ چون یکشبی سیّاح بود
چند درویشی ز سندش رخ بیده جویان آمدند

در مزارِ چار و ہم در آتش و ہم پشکر شد است
فاخر اہلِ مزارِ قریۂ تیجر شد است
زو معاین ہمرہان را بجد و بی مرشد است
از نجاست بوی اہلِ رفض مستقذر شد است
معترف ہر یک ایشان بعد ما انکر شد است
حاکمِ کفرِ دلِ او قبل ما اظہر شد است
مخبر از حالِ دلِ او قبل ما اجہر شد است
او بفر پادش رسید آخر چو در آخور شد است
گرچہ ذکر اللہ شنو از تار و از مزمر شد است
گشتہ ملہم مخبر و مانع ز ما اضمر شد است
شد مجرّب آنکہ واقع عینِ ما اخبر شد است
روزی ہم در حالتی لفظی از و مصدر شد است
ہمدمانِ مخلصش را تجربہ اکثر شد است
در دو سالش بار یاضت ہا ز راه بر شد است
از پے حفظِ عدو در لشکرِ سوی پر شد است
او با بدانِ بروز از زائران از بر شد است
ہر کجا میرفت او با آن بدن احضر شد است
بارہا اندر زیارتگاهِ دور امر شد است
مشت زد از نادہل واقع بر آن نوکر شد است
صورتِ پاکیزه اش ہر جا کہ مصوّر شد است
دستگیرِ خواجہ زیتی حاجی اکبر شد است
وقتِ خفتن حاضرِ یک مخلصِ لولر شد است
نان ده و منجی ز ہولِ موج پا تا سر شد است
رہنمای روپ ریشی بر کہ اولر شد است
عاقبت مقصودشان حاصل ازین رہبر شد است

رینہ رحمۃ اللہ علیہ نام بزرگوار ایشان است تیجر مدفون است

غوری سادی نام او بود ۱۲

زینچنین برهان کز مقصود ما شد بارها
بنده را تحقیق با علم لدنی بودنش
کرد پیش از گفتنش اظهار رویای شبش
همچنین اکثر مریدان از بخواب و واقعات
افترا کرده یکی رویاش گفت و زود جواب
گشت از اقوال او خاطر نشان مخلصانش
از دم او چند مخلص زنده شد از امراض صعب
گفت مردی را بهنگام تجلی ممیت
از دعای مستجابش به شده بسیار کور
از دعای او بسی قلاش میشد با نوا
اهل دولت گشت و صحت یافته از سرخ باد
صوت قرآن خواندنش هر جا رسیده همچو باد
پیش ازین در چند جا دیو و بت و بتخانه بود
به شده مصروع هم ز انفاس پر برکات او
یافته هر کس بقدر همت از وی هر چه جست
از طوافش یافتم چون بنده بشر حاجیان
این شد از انفاس او بی آنکه تعویذی نوشت
اینهمه میشد ولی صد ننگ میدارد ازین
اینقدر صاحب غرضهای رذیله است و چرا
ناخوش آید صحبتش زانرو که اخوان الزمان
گر بود مخلص غرض آلوده طالب الهوس
این محقق پیش پیران مقلد سرفراز
اوست عارف دیگران زاهد بتقلیدی شده
اوست چون عارف بمقدار عقول مردمان
پیر محجوب مقلد هست چون بی معرفت

رتبهٔ ابدالی و سیاحیش اظهر شده است
اکثر اندر باب رویا حین ما عبر شده است
پیش او تایب چو ملا احمد اصغر شده است
مخبر از رویای هر یک قبل ما قر شده است
عندنا یا ایها من بعد لا تغتر شده است
که تجلی تکلم را هم او مظهر شده است
زان یکی خواجه حسین هم والدش یکسر شده است
من هلاکت میکنیم شب مرده بر بستر شده است
خاصه از کوری به آن فتح الله کاچر شده است
یک دعا اظهر به دولت رینهٔ نونر شده است
پیش او تایب چو ابن رینهٔ موثر شده است
دیو بگریزنده و لرزنده چون عرعر شده است
این دم از یمن قدومش مسجد و منبر شده است
چند جزئیات بشمارم که پر دفتر شده است
قبلهٔ حاجات اگر میخوانمش احقر شده است
کعبهٔ صدق و صفاش ار گویم اولیتر شده است
دایما کتاب تعویذات را آنذر شده است
گوید او قائم خدا یا در جهان منتشر شده است
طالبان الله را عالی همم آندر شده است
معترض یا عیب چین یا منکر آنکر شده است
گوید اکثر کاین زمان گمنامی اولیتر شده است
در میان روبهان مانند شیر نر شده است
در میان فرق از سما تا مرکز آنخبر شده است
پس بوفق کلموا الناس سخن گستر شده است
عاقل و دیوانه را کورانه افسونگر شده است

دقیقه که تعبیر کرده ۱۲
پیش از تقریر کردن ایشان ۱۲
نزدیک ما ای ابله بعد ازین افترا مگو ۱۲
عرعر نام درختی است که اکثر لرزنده میباشد
لایق تر ۱۲
آنذر بیم کننده تر ۱۲
ناکس و فرومایه ۱۲
کلموا الناس علی عقولهم ۱۲

علم با نااهل گفتن تخم ضایع کردن است
هست نااهل طریقت غیر سالک هر که هست
همتش کوته بدان دون گشته وبس گوش دل
نیست در مجلس حقایق گفتن اکثر خصلتش
اندر اخذ هر مرید و نیز در تلقین ذکر
استخاره کرد از بهر نجد آیندگان
طالبانرا تخم ذکر انگاه می کارد بدل
هر یکی را ورد فرماید بقدر حوصله
بوالهوس هر چند کرد الحاح ننمودش ادب
هر که بود از جذبهٔ حقّیه صاحب واقعه
بوده بابا هردی ریشی تابع پیران غیب
سالکانرا میکند اجلاس خلوت جابجا
اندران خلوت زیمن همّت و ارشاد او
زود از تلقین او محظوظ شیرینی ذکر
غنچهٔ دل هر که پهلوی دلش این اجه وش
همچنین بعضی مریدان را اگرچه این ذکر حل
شکر کاین بیچاره ناظم هم بخلوت ازین باش
مولوی فیروز از فیروزی تلقین او
کرد در بهرام رینه صحبتش تاثیر زود
یکنظر بر خواجه عثمان قول از لطفش فتاد
آن مصدّر زادهٔ خطّاط مولانا حسین
نیز از وی مفخر السادات سیّد شمس میر
شیخ سلطان پور آن سیّد محمد ز اهل کشف
کرده چون ز اتباع او تاثیر ارشادش ظهور
کار شد عکس ادب بر خاطر ان باوعظ و پند

در زمین شوره کز وی بی امید بر شده است
همت دونش بچیزی دون حق مقصر شده است
از سخنهای سلوک راه حقش کر شده است
از حقایق پر اگرچون لجه از خر شده است
یا مجاز از روح پیران یا ز پیغمبر شده است
زود ملهم بهر من یقبل و من یدبر شده است
چون ز شوق و ترس الله نرم آن منذر شده است
چون بر استعداد تقدیری شان اخبر شده است
چون بی توفیقی تقدیریش انظر شده است
دیده احوالش مرید از جان و فرمانبر شده است
با همه صحبت آخر از بیعتش افخر شده است
پس بحلّ واقعات هر یکی اعبر شده است
هر یکی را واردات و واقعات ایسر شده است
خدمت خواجه حسن قاری بلد پیر شده است
ماند و زود آن از دمش بشکفته و از هر شده است
کام ذکر از کام پیدا منبع شکر شده است
از حصول بوی ذکر و انس مستبشر شده است
زود از انتاج نور ذکر فرخ فر شده است
نفس نحس شوم را قتّال چون خنجر شده است
حاصل او زود کشف حال هر معتبر شده است
یکنظر دیده ز لطفش مس او چون زر شده است
پرتو نور ولایت شمس وار اظهر شده است
رفعت و قدرش چو دیده بس ثنا گستر شده است
پس ولایت بودن مستعدیش اشهر شده است
پیر ره بین از مرید کور دل مضطر شده است

مقصر بازمانده و کوتاه کرده شده ۱۲
محفل
اجهر خبردار تر ۱۲
انظر بیننده تر ۱۲

بهر دل پیر محقق چون طبیب حاذق است — کش بهر علت مجرب داروی دیگر شد است
طفل راه آمد مقلد کم رسد پایه ی از او — در بهیمیت افتد آن لشکر که طفلش سر شد است
راه بنماید اهل حق بره جوی بصدق — گردن اعلام مریدان پیشان منکر شد است
اهل حق اندر حق پیر مقلد گفته اند — گمره گمره کن چو دجال بد اعور شد است
شیخ کو اذن شفاعت از خدا حاصل نکرد — گر مریدان را زده هر دست از هوا مغر شد است
معتکف در خانقه بوده قریب بیست سال — معشر العشرین بعیش قرب حق اعشر شد است
این زمان بر وحدت و تفویض راضی بر قضا — همنشین با نیک و بد لیک از همه مجتر شد است
جو نما گندم فروش و مر ملامت مشتری — در لباس اغنیا بر فقر خود آستر شد است
گوئیا عشق و ملامت تو آمان زائیده اند — زانکه حق را هر که عاشق شد ملامت خر شد است
شیخی از اهل ملامت پهلوان محمود نام — بوده واز بهر ایمعنی بهر متفجر شد است
خامش گویا و ساهر نایم و صایم نخورد — مست هشیار است زان احوال او آضمر شد است
ظاهرش خندان ولی لرزان دلش از خوف حق — همچو برگ بید گو لرزنده از صرصر شد است
بر توکل خوردن و پوشیدنش بوده ولی — چون رسیدی نذر با شبهه در آن منذر شد است
مورد استفت قلبک حل شد از حالش مرا — گز دل اکثر در مسایل ملهم و مشعر شد است
او بتفویض حق و پس حق که بهر حافظی است — حافظ او ز انچه نا مرضیه و معتهر شد است
محض ارشد شبهه و یا صاحبش منت نه است — گاه اکل از حفظ حقش عقده بر حنجر شد است
اینت حالش صاحب دعوت چو شد بی اعتقاد — همچنین همکاسه اش ناگاه اگر افجر شد است
ناگهی گر خورده شد بی اختیار او بقی — در زمان از معدهٔ پاکش به بیرون بر شد است
ورنه عارض زحمتی شد با صواب صبر آن — یا باستغفار آن نقصان بدم مجبر شد است
روز و شب از بهر خویش و از برای مخلصان — باز بان و با دل استغفار را اکثر شد است
خوردنش زین واقعات اکثر بوقت مخمصه است — شاهد قول تنش بنگر که چون لاغر شد است
هیچگه فوق الشبع نان و طعام اصلا نخورد — گر ادامش مرغ بریان گرده یا سعتر شد است
حال او در ملبس از حفظ خدا است اینچنین — ناگهی ملبس ز ناوجهش اگر در بر شد است
شد یقین محفوظی او پیش ما احوال او — چون مجرب اینچنین بی مره بیش از کر شد است
انبیا معصوم بودند اولیا محفوظ هم — معنی این حکمتین را این نوع مستغفر شد است

عه گر بخدا رسیده خون پدر حلال دان
ورنه حرام باشدت شیر حلال مادری

باوجود آنکه محبوبیتش هم مثبت است
بود شیخی نذر سلطان گیر وی زاخوان و گفت
مال مخلص مال شیخ است زانکه شیخ رود بار
میکند ایثار بر هر مخلص خود ما یلیق
هم بما یحتاج این داعی کفایت او کنند
گفت از یاران طلب گاهی بنا بر حکمتی است
گفت مسنون بی تکلف بودن اندر ما اصاب
گفت معذورم من و ناچار باید مرکبی
گفت نی میل مریدان دارم اما چون کنم
حالتی دارم که نتوانم نهفت و نیز گفت
میخورم حیف آنکه از احوال دیگر گون من
من کجا شرح کرامات و مقاماتش کجا
بارک الله من مقامات مشایخ خوانده ام
منکر ار باور ندارد این کرامت دور نیست
نفرت ناقص ز عز صحبتش از نقص او است
منکر انکار حالش سوی کفرت میکشد
منکر فضل و لایت از زمان و جا مشو
در تعز من تشا تخصیص وقت و جای نیست
هم به یهدی من یشاء مطلق التقیید نیست
آیت لا تیئسوا را خوانده ای بد گمان
اینقدر از وی کرامت دیدی و بشنیده
کار ابدالان حق را از قیاس از خود مگیر
مست می شرع چون معذور قول و فعل شد
وقت مغلوبیت عاشق چو زایل گشت عقل
پیر ما مغلوب مشکور است زانرو اکمل است

نبود او را اخذ اگر جرمی از و مصدر شده است
اکثر اخوان است منت نه از آن انکر شده است
قفل بشکسته به بیت مخلصی اندر شده است
چون با یثار فتوحات از خدا مؤثر شده است
زانکه اسم کافی الله را مشتهر شده است
ورنه گاهی میل رانی خاطرم مخطر شده است
هست ورنه قصد من نی احمر و اصفر شده است
فخر و حظی نی مرا پیدا ازین جوهر شده است
کز برای رد سایل منع لا تنهر شده است
می ندانم لقمه شیرین است با خود مر شده است
دوزخی در بد گمانی مردم اکثر شده است
باز در نظم قصیده کاضیق و اقصر شده است
حال او با حال ایشان مستوی یکسر شده است
کی بوجهل سیه دل معجزه باور شده است
آری آری وحش و دد از آدمی منفر شده است
کو ز خود فانی است زو اوصاف حق مظهر شده است
فضل خود را حق بهر جا هر زمان اقدر شده است
پس عزیز حق چرا پیش تو مستحقر شده است
از چه در انکار نفست سخت چون مرمر شده است
پس تو میدی چرا نفس تو مستحجر شده است
از چه بد بختیت چشم و گوش کور و کر شده است
نفس شان با دل بدل شد حکم شان دیگر شده است
با طریق اولویت مست عشق اعذر شده است
نیست تکلیفش ذهول امر ای از وی گر شده است
زانکه از بهر عبادت هوش را یاور شده است

همچو شیطان گشت مدبر هر که با خاصان حق — چشم هر پوشیده بیننده بچشم سر شده است

گر بظاهر ناپسندی بینی از وی دم مزن — کو ولی حق شد اینش قبه و چادر شده است

حق ز غیرت اولیا پنهان کند زیر قباب — تا نه بیند غیر کاندر دوستی اغیر شده است

پردگی بین و مکن با پرده هرگز التفات — پرده احوال او این جامه و بستر شده است

بهر تادیب آن کلام تند و لطف آمیز او — مخلصان را نوش بهر منکران نشتر شده است

ذات او صاف از همه اوصاف چون آئینه است — هست آن نیک و بد رائی گر و مبصر شده است

چون تو بی پیری درین گمراهیت شیطان کند — پیر بی پیر است شیطان از نبی مخبر شده است

چون رسول الله گفتا پیر مانند نبی است — کی بود مومن کسی کز وی نبی منکر شده است

مردن بی پیر با زندیق و کافر شد شبیه — نیست پر روایت که موتت در چه ملت در شده است

موت بی پیری بموت جاهلیه شد شبیه — خوش کسی کو مرا امام و پیر فرمانبر شده است

عیب پیران هر که از کوری و بیشرمی گزید — در دو عالم روسیاه و زار و حال ابتر شده است

بدگمانی را رها کن وز فضولی توبه کن — کز فضولی رافضی مردود و مستنکر شده است

پیش هر درویش رو خذ ما صفا دع ما کدر — ورنه بهر عیب چینی هر که رفت اخسر شده است

تو کجا دانستن احوال درویشان کجا — همچو موسی بین ز حال برخ چون اخیر شده است

عیب پوشی خرقه پوشی علیه را شرط کرد — آنکه او مبعوث بهر اسود و احمر شده است

رو ز حفظ چند قول بیعمل چندین منناز — در کلام الله نه بینی نسبتت با خر شده است

دم بحث الله کلام این شهان دین مزن — زانکه محبوط العمل للشیخ من کابر شده است

از بنی آدم هر آنکو معرفت حاصل نکرد — در حقیقت کمتر از گاو و خر و استر شده است

فتوی و درس و قضا فی نفسه خوب است لیک — فتنه گردد چون بدست مرد بدگوهر شده است

چاره دفع ریا حرفی نه معمول فقیه — حیله اخذ ربا صد باب چون فرفر شده است

نیست عالم آنکه بهر رشوت و الزام خلق — حیله های نادرش محفوظ و مستحضر شده است

نیست عالم آنکه غافل گشته از روز حساب — طالب و طامع باو قاف زر و زیور شده است

عالم است او و مریدانش که دایم میکنند — از عملها آنچه کار آینده محشر شده است

چون خدای عالم صغری و کبری را شناخت — بی نیاز از اصطلاح اصغر و اکبر شده است

روح را امر فوق و نفس تند را مکسور ساخت — چیست علم گر عاری از تعریف رفع و جر شده است

عالم ظاهری

اَبرهٔ درّاعهٔ عالَم بود زیبا ولی
حُبِّ دنیا راس هر جرم است قولِ مصطفیٰ است
حُبِّ دنیا هست شرک و پس محبّش مشرک است
حُبِّ دینداران و دین فرض و کلیدِ جنّت است
یُحشَرُ المرءُ علیٰ دینِ خلیله مخبر است
سَرو آزاد از زر آمد دایما سرسبز هست
شد گرِ دل حرصِ مالت خارشِ آن جستجوی
نیست عاقل آنکه عمری در غرور و غافلی
شد گرفتارِ پریشانیِّ اکبر تا ابد
از گنه گشته پشیمان هرکه استغفار کرد
توبهٔ مقبول آن باشد که با ذکرِ گناه
از معاصی پاک شد با توبهٔ پاکِ نصوح
این تنِ آلودهٔ غم بسپرید او را که چون
جفتِ ارشاد و ارادت را ولایت زاده شد
هرکه خود را کرد تسلیمِ چنین پیری بصدق
دُرِّ عرفان گر نخواهی جو چنین دریا ولی
هر سعیدی را که عشق و شوقِ حق در سر فتاد
همدمی پیرِ خویش و صحبتِ همپیرگان
هفت روزه خدمتِ پیرِ محقّق در ثواب
چلّه گمره ترکند بی پیر را گفتند از آن
پیر چون خواندت جوابش گو بقطعِ نافله
هرکه با اخلاص جان و دل رعایت کرد آن
رو طهارت کرده تو خاص از پی دیدارِ پیر
متّصف ملحوظ کن ذاتش با وصافِ کمال
پیر را این ریش و سر دیدن ز ضعفِ بینش است

لُبسِ صوفی را از ابره پر بها استر شده است
ترکِ دنیا هر عبادت را مثالِ سر شده است
این سخن مروی هم از یک عارفِ آخر شده است
حُبِّ اموال است مار و حُبِّ جاه اژدر شده است
هم خطابِ اَنتَ مَعَ مَن جانبِ بوذر شده است
زود از شومیِّ زر ابتر آن عبهر شده است
مستمر تا وقتِ مرگت خارشِ این گر شده است
بوده غافل ز توبه تا دمِ غرغر شده است
هرکه در چشمش گناهِ خویش مستصغر شده است
پیشِ پیران آن گناهِ اکبرش اصغر شده است
غافر الذنب از زبانِ شیخ مستغفر شده است
هرکه بعد از توبه همچون میّتِ مقبر شده است
فرِّ ارشادش ز غم شوینده چون فرغر شده است
ور نه هرگز هیچ زن زاینده بی شوهر شده است
در امان از مکرِ نفسِ ظالمِ امکر شده است
دُر حیان یابد کسی کو مقصدش جعفر شده است
عشقِ پیرش گو که بهرِ عشقِ حق قنطر شده است
نافع آمد صحبتِ اغیار بس با خر شده است
هر عبادتهای هفتصد ساله را همبر شده است
کارِ یک صحبت به پیر از چلچله بهتر شده است
زانکه این دم در جوابِ او ثواب اوفر شده است
در حضورِ شیخ و زود از صحبتش برخور شده است
زانکه رویش یادِ حق را بهترین مذکر شده است
پس یقین کن آنکه فیضش سوی تو منجر شده است
اکثر این طور اعتقادِ جاهل چون خر شده است

پیر می بین شمع سان نوری بفانوس بدن
باتن بنشسته بر کنگرهٔ عرشش مسیر
از خدا و از رسول او خلافت یافته
امتحان پیر جستن عصمت و طاعت ازو
منتهی را گه گهی ترک ریاضت نافع است
کار و بار واصل بینا بهر طوری سزاست
بودن خالی ولی مطلق ز اوصاف بشر
مصطفی کو احسن الخلق از همه مخلوق بود
موجب لطف آن غضب بودی بمغضوب علیه
قول تلخ پیر جان را صد شفا بخش آمده است
مار را آواز شیرین است اما مهلک است
اعظم الارکان ارادت را فنافی الشیخ هست
هست مرتد طریقت ناقبول هر ولی
گور بر ده هم رساله خوان و هم شیخ آزما
شکر لله کان ظهیر الدین پناه و لیت ما
کاش قربانم کند هستم چو در تسلیم او
شکر لله گشت پیدا در من انواع فرح
از کرم خواهد هر او در دین امان از هر خطر
خاک پایش چشم ما را بهتر است از توتیا
پا برهنه چون ز شوق اندر رکابش میدوم
یکنظر بر حال زار خاکی بیچاره کن
جیب و دامان دلش پر شوق حق ساز ای کریم
لطف فرما از کرم یک جرعهٔ این تشنه را
مدح شیخ این نظم من ورد المریدین نام یافت
هم بود نامش سزا بحر الحکم کز فیض او

کز پی ارشاد خلق از لطف حق معمر شد است
یک تنش با ما و با دیگر بر آن کنگر شد است
دست پاکش هر یدالله نایب و مظهر شد است
شوم باشد گر مریدی را بسر این سر شد است
مبتدی بی امرش ار تارک شده از عر شد است
لایق طالب نیاز و ترک کر و فر شد است
نیست ممکن هیچ جان تا آدمی پیکر شد است
گاه گاهی در غضب چشمان او مجمر شد است
همچنین ز اتباع او دان گر کسش مظهر شد است
در مذاق نفس تلخ ار مثل عاقرقر شد است
لطف و خیر است آب اگر آوازه اش جرجر شد است
هر کرا این نیست جز مش کن که او مدبر شد است
هر که از فرمان شیخ ره آستین منفر شد است
بی رهند جز آنکه در فرمان شیخ اصبر شد است
قوت مستظهر از پشتی مستظهر شد است
همچو اسماعیل گور او والده هاجر شد است
تا دهی از محض کرم غمخوار این غمخور شد است
حال من چون واضح آن خاطر اخطر شد است
گرد راهش در دماغ ما به از عنبر شد است
خار و خاشاک طریقم بهتر از گلبر شد است
زان نظرهای که خاک تیره زان چون زر شد است
چون گدای درگهت این مفلس افقر شد است
چون ز جلاب محبت پر تر اساغر شد است
زانکه وردش ساختن بر هر مرید اجدر شد است
میوه زار اعتقاد هر مرید انضر شد است

مقدر قادر گردانیده شده
سیرگاه ۱۲
از عر بیمناک ۱۲
ر بجن زندان ۱۲
مجمر سرخ شده ۱۲
شر شر
مدبر جای ادبار ۱۲
منفر رمیده شده ۱۲
اجدر لایق تر ۱۲
تازه تر ۱۲

چارصد با چهل و چند ابیات گوهربار او
بهر این نظمیکه قاری را بمرشد رهبر است
وصف شیخان است اندر ضمن وصف شیخنا
فیضناک است از برای سامعان و قاریان
روح پیران در دل من باز تاریخی فکند
خواستم تاریخ دیگر از پی این مدح شیخ
سال تاریخش اگر فرّخ نویسم دور نیست
مدح شیخان است طاعت زان بمولانای روم
هم ز فرزند و مرید مولوی سلطان ولد
بنده زین شعری که فیض صحبت فیاض اوست
کاتب و قاری و سامع هم بشارت یافتند
اندرین وقت اینچنین شعر مبارک کس نگفت
شعر من اندر بیان اصل و فرع شرع شد
هم شریعت هم حقیقت هم طریقت اندرو
هم مقامات سلوک و هم مقامات وصول
هست اکثر معنی آیات و مضمون حدیث
باید بر هر که خواندش ره بهر مقصود برد
قاریا از منصفی فانظر الی ما قال خوان
بعد این ورد مبارک فاتحه ختمی کنید

بهر هر صوفی بمعنی سبحهٔ گوهر شده است
فهم کن تاریخ سالش مرشدی رهبر شده است
شیخنا تاریخ او شیخان همین دیگر شده است
فیضناکش گر کنم تاریخ او هم مر شده است
مفخر ما گوش چون او بهر ما مفخر شده است
بعد سالی لفظ مدح شیخ هم موفر شده است
زانکه سال از دولت تاریخ فرّخ فر شده است
مدح پیر خویشتن مقصود شش دفتر شده است
اندرین معنی کلام بیشمار اشهر شده است
با بشارتها ز ملک غیب مستبشر شده است
آنکه رحمت بر سر این هر سه مستمطر شده است
گرچه از ابنای جنسم هر یکی اشعر شده است
زان زمن راضی خدا و روح پیغمبر شده است
شد مبین فهمد آنرا منصفی کافکر شده است
گفتم اینجا در تصوّف حافظش اجهر شده است
یا اثر یا وصف آن صاحبدل مهتر شده است
کز محققهای دین مروی تدبّر تر شده است
قول لاتنظر الی من قال هم اجهر شده است
ای عزیزان بهر این ناظم که بس مضطر شده است

تمت

(تاریخ وفات)

غریق رحمت آن مخدوم حمزه — که بوده سالکان را شیخ و مخدوم
ز مرحومیت حق کرده قسمت — میان مخلصان در فیض مقسوم
بروز بست و چارم از صفر شد — خط روزی دنیائیش مختوم
چو جستم سال تاریخ وفاتش — مناسب یافتم مخدوم مرحوم
الهی نهرهای رحمت خود — بقبرش کن روان تا یوم معلوم

کتبه المسکین محمد سیف الدین ابن محمد نور الدین مرحوم ساکن دری پل متصل خانقاه نقشبندیه

سنه ۹۶۱

موفر تمام کرده شده

قصیده غسلیه اور قصیده لامیه دونوں کا قافیه ل = 211 قصیده غسلیه
225 شعر = قصیده لامیه
436

قصیدهٔ لامیه

موسوم به ریشی نامه تصنیف شیخ بابا داود خاکی در بیان حالات بعضے شیخ بابا هردی ریشی معروف به ریشه مالو صاحب رحمة الله علیه که در قصبهٔ اسلام آباد مدفون است

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق و نعت رسول ذو الجلال — با دعای آل و اصحابش بکن گوش این مقال
دل بدین دنیا منه کو فانی است و بی بقا — کس نماند و کس نماند جز خدای بی زوال
واعظ کافی بود مرگ آن نبی گفتا گذاشت — در میان کتف خود مهر نبوت همچو خال
تو سفر داری به پیش زاد راه خویش گیر — از پی راه بعید و بهر ایام طوال
کار دین خویش از سر گیر و ساز توبه کن — حکمهای حقتعالی را بدل کن امتثال
چون زیارانت کسی پیش از تو از دنیا رود — صبر کن جامه مدر نوحه مکن هرگز منال
ما از آن خالقیم و سوی او خواهیم رفت — رفته رفته ای رفیقان جمله را این است حال
هروی بابا آنکه ریشی بود یعنی زاهدی — کرد با حکم حق از دنیا بعقبی انتقال
گر تو از خاصان او نشنیده تعریف او — بشنو این وصفش که دارد بهر فواید اشتمال
مومنی اهل صلاح و عارف بالله بود — دوستدار مصطفی و اهلبیت و صحب و آل
با امامان و مشایخ معتقد بوده بصدق — ذکر گفتی ورد میخواندی همیشه ماه و سال
هر صباحی سالها اوراد فتحیه بخواند — این یکی بر راستی اعتقاد او ست دال
با جماعت فرضها کردی ادا در پنج وقت — ترک این سنت نکردی بی ضرورت هیچ حال
دائما کردی نماز جمعه و عیدین ادا — نیز سنتها همه بگزاردی با اتصال
نفلها در روز و شب کردی ادا خواندی دعا — در مناجات الهی کردی از دل ابتهال

اویسی قومی از اولیاء الله هستند که ایشان را مشایخ طریقت و کبرای حقیقت اویسیان نامند و ایشان را در ظاهر حاجت به پیری نبود زیرا که ایشان را حضرت نبوت صلی الله علیه وسلم در حجر عنایت خود پرورش دهد بی واسطهٔ غیری چنانکه اویس را داده رضی الله عنه ۱۲ منه

قصیده لامیه

در ادای نفلها قربی است موعود از خدا   قرب نفلی نام ای جوینده قرب وصال

از پی خیریت اهل تطوع در امور   فهو خیر له ز قرآن خوش بر آمد حسب حال

جبر و تکمیلی بنقصان فرایض میکند   گاه واجب گاه سنت نیز نفل ای باکمال

ذکرها میگفت اما اکثر اندر ذکر دل   پاسداری نفسها را نمودی اشتغال

پاس انفاسی که آمد شمرده باشد دو نوع   اولا ذکر جلی دیگر خفی ای نیک فال

هوش در دم بودش و خلوت میان انجمن   استقامت بودش اندر نفی خاطر لایزال

تن بخلق و جان بخالق داشتی زیرا که او   دم گرفته دمبدم میکرد ذکر قلب و بال

سالکی با جذبه بود و سیر محبوبانه کرد   خوابهای نیک میدیدی چو بوده خورد سال

در جوانی میشدش آغاز کشف رازها   از عنایات و کرمهای کریم ذو الجلال

کشف اشیا هر کرا سابق فتد بر اجتهاد   اوست محبوب خدا در پیش دانایان حال

سالها حق را عبادتهای گوناگونه کرد   تا شد اندر طاعت حق قد او مانند دال

فهم شد والله اعلم از کلام و طور او   آنکه بود از اهل شهود و قرب دیدار و وصال

تربیت بودش ز روح انبیا و اولیا   پس اویسی بوده بشنو اینسخن را بی جدال

هر کرا از غیب روح رهبری ناصح شود   او اویسی باشد اندر اصطلاح خوش خصال

بود اویسی همچنین بعضی شیوخ نقشبند   دیدم این مکتوب در تصنیف شیخ خوش مقال

شیخ میرک میر سید هم اویسی بوده است   آنکه در تقوی است حالا مفتخر سادات و آل

بارها چون صحبت آن میر مشفق دست داد   در بیان آورده اینمعنی خود آن صاحب کمال

ریشیان اینند یار اکثر اویسی بوده اند   چشم عبرت بین شانرا بوده از غیب اکتحال

شیخ نور الدین ریشی پیر جمع ریشیان   زاهدی خوش بود و با حق داشت بسیار اشتغال

بوده با تجرید و تفرید اهل صوم دهر نیز   تارک لحم و عسل سیر و بصل بسیار سال

صاحب کشف و کرامت بود و نطقی خوب داشت   هم اویسی بود و گفت این راوی صادق مقال

شیخ بام الدین و زین الدین ریشی میشدند   پند از و بگرفته عزلت گیر در بعضی جبال

بعد ایشان بوده بابا شکر الدین شیره کوٹ   بوده اول سالها عزلتگه اوشنگه پال

خدمت نوروز ریشی در مقام چونٹول   داشتم با او محبت دیدمش خوش قال و حال

نیکمردی کنگ ریشی در مقام پشکر است   در جبل خلوتگه او بوده بالای قلال

خواجه اسحاق هست اندر شهر از اصحاب ما ... نیکمردی پر ریاضت در عبادت کم ملال

خواجه ارزن بوده عاکف در مقام چهر یار ... بانگ میگفتی باسلوب از نواگاه غزال

ذو فضایل میر یعقوب هست از نواب ما ... سید است و هست از اجداد او قاضی جمال

خواجه داود هست از اصحاب ما مردی نکو ... خادمی این دعا گو میکند از صدق بال

یار من میان بهادر عاکف اندر هرون هست ... ذاکر است و بر خدایش هست نیکو اتکال

مخلص نوح شیخ حیدر اهل کشف روح هاست ... صالحی خوب است و آزاد است از قید عیال

مستجاب الدعوت و واقف بعضی سر ما ... مخلص ما شیخ اوتر هست اندر ناد نال

حاجی بلخ هست از یاران ما پر شوق و ذوق ... چون کبوتر ذاکر است ایزد دهادش پر و بال

یار ما داود سید نیز اهل واقعه هست ... هست مدفون والد او در زمین کوتوال

هست بابا حیدر از اصحاب ما در تیله مول ... اهل درد و اهل کشف و اهل عشق و اهل حال

هست ملا باز ز اهل عزلت اندر شمه ناگ ... مخلص است و صادق است و قانع است و کم سوال

یار ما خواجه محمد در مقام چونٹ مول ... گوشه بگرفته بهر اعتکاف و اعتزال

روپ ریشی خلوتی هم هست یار معتبر ... هست اندر کم خوری و ذکر اره لامثال

از مزارات و مقامات شریف ریشیان ... چار و آتش و بومه زیو و اچھ و عیش اخوش جمال

هست ازین جمله مقام گبر و یار و ناغه زار ... پشکر است و بدرکوٹ و هم مقام زند وپل

معبد داعی مقام خوش در اندر نامه هست ... مشتمل بر باغ و غار و چشمه و آب زلال

گفت دیدم عیسی و موسی و ابراهیم و خضر ... گوش میکردم نصیحت ها از ایشان بیجدال

گاه گفتی دیده ام من روح داود نبی ... از زبان او شنیدم این نصیحت حسب حال

گفتی اکثر دیده ام پیغمبر و یاران او ... نقل میکردی از ایشان پیش ما بعضی مقال

گفت دیدم مرتضی پرسیدم از وی حال رفض ... گفت هست البته در سب مسلمانان وبال

چار یار مصطفی را دوستی باید نمود ... حرف دال دوستی بنگر برین حرف است دال

کردن افراط در حب علی مبغوض اوست ... بی تعصب حب شان دارم خوش است این اعتدال

در دعای جمله خیل نبی گوییم بدل ... باد رضوان خدا نازل بر ایشان کل حال

نیز گفتی دیده ام من بار تا مردان غیب ... پس اشارت با بشارت شد شنیده زین رجال

حال خود تصحیح کرده سلسله نامه گرفت ... از جناب شیخ حمزه نایب سید جلال

اعتماد کردن ۱۲

اعتکاف گوشه نشستن / اعتزال گوشه گرفتن

سب لعن

یک عمامه با کُله از وی تبرک یافته
متصل این سلسله زین خانوادهٔ میسر شد
هادیِ مُطلق علیِ مرتضی شیرِ خدا
در همه میت میشدند اعدای دین از خوفِ او
او مکرم کرّم الله تعالی وجهه
زان کرم کان داشتش ارزان بدو بست ارزنه
قایلِ این نظم را پیر و مجیز او بوده است
دارم اندر مدح او نظمیکه بعد از سمعِ آن
باز اندر صحبتِ فیاضِ این ثانی مجیز
غیرِ ایشان نیز پیریِ چند کامل دیده ام
اولین پیرِ ارادت پیرِ صحبت دیگران
الٰهی هر مُربّی را بقدرِ تربیت
یا الٰهی تابعانم را همه توفیق بخش
یا الٰهی جملگی اولاد و احفادِ مرا
جملگی اهلِ حقوق و دوستدارانِ مرا
یا الٰهی اهلِ عالم را همه اصلاح بخش
کرده مسجدها بنا و نیز مهمان خانه ها
داد مُصحف ها بوقف و خیرِ جاری داشته است
کردن کسب و زراعت بوده اکثر کارِ او
نیز بعضی رشتیان و کاسبانش کرده اند
از قناعت ترکِ زینت در لباسش خوبی بود
سوی کفش و موزه و سرموزه اش قیدی نبود
نعل پوشی پیرویِ مصطفی و مرتضی است
پوششِ بعضی مریدانش ز رویِ مسکنت
در اوایل در خلافِ نفس کوشش کرده بود

نیز یک سجادهٔ کان بوده از پشمِ جمال
با امام المتقین کرّار فرّار امر قتال
غازیِ کیش بوده مرکب دُلدُل زیبنده یال
ذوالفقارِ خویشتن را چون بدادی انسلال
خاص گشته این دعا در شانِ آن فرخنده فال
مُخبرِ سلمان شد از غیرت پس از بسیار سال
کاملُ الحالی براه آورده بس اهلِ ضلال
قایلِ فضلش شدند اصحابِ کبر و اختیال
فیضها بگرفتم افزوده کمالی پر کمال
دارم اندر جمع مقبولانِ شان هم اندخال
هر مربی را دعای خیر میگویم ببال
ده جزا شایسته از من چون توئی واقف بحال
حالِ استقبالِ شان کن بهتر از ماضی و حال
نیکبختانِ دو عالم ساز و مقبول الفعال
یا رب افزون ده ثواب از قدرِ انبان و جوال
خاصه خویش و اقربانم را امثالِ عم و خال
مقبری هم خوش مرتب کرده بر یادِ مآل
اولا خود خیر کردی پس شدی بر خیر دال
احتیاطِ او بسی بوده است در اکلِ حلال
بهر وقفِ عامیان اشجارِ گوناگون نهال
پوششِ او اکثر اوقات بودی پشم و شال
گه برفتی پا برهنه گه ز گه کردی نعال
مصطفی میداشتی هر نعلِ خود را دو قبال
ژندهٔ کهنه است و یا خود خرقهٔ چرم و دوال
در ریاضت ساخته نفس و هوا را پایمال

سکینه ثابت عدالت دور بودن از حرام
باز دار این نفس را از جملهٔ شهوات و حظوظ
تا ز فضل حقتعالی بعد صبر اندر اجتهاد
زاهدی مرتاض گردد در ریاضتهای اوست
هر که صوم دهر دارد جای او در نار نیست
بی نکاحان را پی تقلیل شهوت روزه هست
عیسی و ام وی و یحیی مجرد بوده اند
در مجرد بودن ار سالک تواند صبر کرد
شرطهای دعوت اسمای حق محفوظ داشت
ترک حیوانی و هم سیر و پیاز و گندنا
گوشت دادن در حساب هیچ کفارت چو نیست
چون بلذت سید ما ناخورش لحم آمده
گوشت را چون خاصیت سختی دل میل نساست
مالک دینار چون از زهد خود داده خبر
هم علی مرتضی از زاهدی سبز الحمی نخورد
نیز قربانی نکرده خود ابوبکر و عمر
نیز عثمان مثل قربان در تقرب با خدا
بر فقیر و بر مسافر نیست واجب اضحیه
گر کسی را وقت قربانی واجب فوت شد
گاو نفس خویش را قربان راه حق کنند
گر همیخواهی که خیرت چند گه جاری بود
رستگاری در که آزادی جانداران بود
قتل هر ذی روح جز آنها که ایذا میکنند
مصطفی با جمله را قتل ضفادع نهی کرد
چون باسراف و معاصی کاهش نفس آمده

زهد پرهیز ست از بعضی مباحات و حلال
گردد قانع بر حقوقش در ره باری تعال
یافت گشته بالغ ره با مراد خود وصال
صوم دهر و ترک لحم و هم دوام اغتسال
هست مروی این حدیث از خواجهٔ خلق و بلال
امر پیغمبر اگرچه هست زن کردن حلال
هم اویس و رابعه دیگر گروهی اهل حال
خوش بود تا در ره حق ماند او فارغ ز بال
بوده در درگاه حق زان روی مقبول السؤال
هست شرط دعوت اسمای حق ای خوش فعال
مبتدی را هست در وی خوف اسراف و محال
ترکش از خوف حسابش گیر و میدانش جلال
ترک آن بهتر بعذاب است و اهل اعتزال
گفت گاهی گوشت را هرگز نخوردم بیست سال
جز ز قربانی خود قدری بگیرد قرب طحال
تا حرج در ترک آن نبود بکم دار این مآل
خیر گردد در ره حق زنده ایمان و جمال
این روایت هست اندر فقه دانای کمال
واجبش باشد قضا یا زنده دادن یا بمال
با ریاضت سالکان بهر حیات قلب و بال
با مساکین زنده ده حیوان چو گاوان و بغال
تا توانی خود مکش موری ضعیفی پایمال
نهی کرد آنکس که سنت ماند مسواک و خلال
زانکه تسبیح است از ایشان آنهمه صوت و مقال
پس بپرهیز و قناعت گیر نفس خود ببال

بدل ۱۲
حدیث رادام اهل الدنیا والآ... و رأس اللحم ۱۲ شرح
عذاب ... اهل اعتزال ...
سیر ز ۱۲
نشزان ۱۲
بالکسر جمع بغل ...
حدیث لا تقتلوا الضفادع فانه کثرة التسبیح ... سبحان المعبود

بشرِ حافی کرده پرهیز از طعامِ بامزه ‌ ‌ از زمانِ توبهٔ خود تا زمانِ انتقال
یک قدم بر نفسِ خود نه وان دگر در کوی دوست ‌ ‌ خطوتین قد وصلت گفته اند اهلِ وصال
بشنو این قولی که آورده است در منظومِ خویش ‌ ‌ عالمِ رومی که نامش بوده مولانا جلال
در طریقت لقمهٔ نکته است کامل را حلال ‌ ‌ منصفا چون تو نه کامل مخور میباش لال
هست مختارِ بسی شیخان جدا خوردن طعام ‌ ‌ تا نگیرد زاید از همکاسه لقماتِ ثقال
غسل کردی بارها هر روز و امّا بهرِ غسل ‌ ‌ مغتنم میداشت ماءِ جاری و آبِ زلال
گفت در غسلِ دوامی فایده بسیارهاست ‌ ‌ هست از انجمله یکی تطهیرِ تن تنویرِ بال
بر وضو دیگر وضو نورٌ علیٰ نور آمده است ‌ ‌ غسل بر غسل ار کنی زاید بود نور آن مثال
در زمستان کردنِ غسل و وضو با آبِ سرد ‌ ‌ در ثواب آمد برابر با غزا و با قتال
در خبر آمد که پاکی نیمهٔ ایمان بود ‌ ‌ مقبل آنکو یافت توفیق اندرین نی انفصال
هست معروف آنکه غسلِ جمعه سنت ساخته است ‌ ‌ شارعِ دین آنکه میکردی بنعلین انتعال
پیش مالک ای که داری در طهارت احتیاط ‌ ‌ فرض دان با غسلِ جمعه این بدان را ابتلال
غسل کردی بی جنابت نیز هر روزی نبی ‌ ‌ وقتی و هم در دوشنبه مستحب کرد اغتسال
نقل دارم آنکه در هر چارشنبه غسل هست ‌ ‌ سنّتِ شیرِ خدا کش خصم کشتی چون شغال
گشته وارد آنکه دایم موضعِ غسل و وضو ‌ ‌ خیر خواهد مغتسل را تا قیامت کل حال
شکر را شیخِ بخاری نزدِ نقلِ هر حدیث ‌ ‌ کرده غسل از آبِ زمزم مستحب دان این فعال
گفت از فضلِ خدا مشهودِ من شد بارها ‌ ‌ آنکه دارند این عیون با حسنِ اولاد و عیال
چون باب‌شان طهارت میکنم ایشان شوند ‌ ‌ داعیِ اهلِ صلاح و با ملال از ذی خبال
گفت در آبِ روان باشد ملایک زین سبب ‌ ‌ هست منهی اندران بی سترِ عورت ادخال
هم عبادت هست سوی آب دیدن گفته است ‌ ‌ آن نبی کو داشتی نعلینِ خود را ذو قبال
گر تو در آبِ روانِ پر ملک خوانی دعا ‌ ‌ گویدت آمین ملایک از یمین و از شمال
کرده تلقین ذکر غوطه خورده اندر حوضِ آب ‌ ‌ خضر پیغمبر ببعضی مرشدانِ اهلِ حال
حقتعالی بهرِ آب ماءِ مبارک گفته است ‌ ‌ هم طهورش گفت بیشک خالقِ ارض و جبال
از پی تعظیمِ آب آبیان کرده است امر ‌ ‌ بدرِ عالم آنکه بود از بندگانِ ادهلال
گر کند جمعی بهم غسل آن مبارک تر بود ‌ ‌ کز جنابِ حق بقدرِ جمع می آید نوال

نام یکی از اولیاء الله

عہ نقل الغسال من شیخ احمد ... والغسال ... والفوارس والسوام ... والجالب والقصار ... والعصاب ... ان ... جناح ...

عہ برادر خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ
ونزلنا من السماء ماء مبارکا

فیض صحبت یکدگر را هم سرایت میکند
زین سبب میدان غنیمت صحبت هر خوش سگال

بهر این معنی پیمبر وقت بیعت با نسا
جمع کرده دستها در آب آورند سفال

اجتماع و اتفاق صالحان در امر نیک
مورد رحمت بود لی فرقت و خلف و جدال

صایمی داخل شده در آب اگر غسلی کند
نیست اندر صوم صایم هیچ باس و اختلال

نیست باسی گر بوقت گرم با آب خنک
کرده تر جامه دهد صایم بدان را ابتلال

میتوان گفتن ولی او را چو از وی دیده شد
آنچه باشد اولیا را از علامات و خصال

اهل شرع و قرب و بشرای هم بخارق بودن است
از نشانهای ولی ای مومن جنت مآل

در حدیثش بود جاری حکمت و مرغوب بود
روی با نور صفایش داشت هم حسن فعال

هست حکمت را معانی این یکی زانجمله است
نصح و افعالی که بخشد نفس انسان را کمال

هست معلوم همه یاران که او را دیده است
در رخ نیکوی او از نور حق بود اشتعال

گر کسی یابی تو با بعضی صفات اولیا
هم غنیمت دان و میکن از عیوبش انتقال

از خصال مردمان خذ ما صفا دع ما کدر
همچنین از اعتقاد و قول و خلق اینخوش خصال

با وجود عیب دیگر ز اهل شان آمد قبول
عدل کسری جود حاتم پر دلی پور زال

لی علامات و نشان هم ز اولیا بعضی بود
دارد ایشان را خدا از اغیری پوشیده حال

علم تعبیر و وقایع نیک میدانست و بود
اندرین فی اندرین اوقات مثل دانیال

چون رسول الله گفتا پیر مانند نبی است
پس حسن در وصفش نه لاف است و محال

هر کرا پیری نباشد پیر او شیطان بود
پس بود بی پیر نوعی از انواع ضلال

اعتقاد اولیا و حب شان را نفع هاست
اعتراض و بغض شان شوم است و اسباب نکال

بهر ترک اعتراض اندر حق استاد و پیر
قصه موسی و خضر آمد ز قرآن حسب حال

کردن اندر اولیا دخل و تصرف خوب نیست
رتبه شان برترست از امتحان و اکتیال

از اهانت و ز عداوت هم زاید ای ولی
دور باید بودن از خوف و عقاب ذو الجلال

حقتعالی دید بعضی را صلاح اندر غنا
در غنایش تربیت کرده رساندش با کمال

سازوار طبع وی را گر دهی صحت است
در بلا میباشد ایشان را قساوه و اشتغال

باشد استعداد بعضی در خور فقر و بلا
پس ترقی باشد ایشان را بصبر و احتمال

انبیا معصوم گیر و اولیا محفوظ دان
صدق دل پیش آرد و از بدگمانی اهتیال

یا ضرورت یا مسان یا بدیگر حکمتی
از ولی باشد گنه ممکن ولیکن لا یقال

... ان اولیا ... دو عالم ...
منکران شوم را خیریت شان لا ینال

کسری لقب نوشیروان ۱۲

انتیال ... اکتیال پیمودن ۱۲

حدیث من اهان لی ولیاً فقد بارزنی ۱۲ من عادی لی ولیاً فقد آذنته بالحرب

ترسیدن ۱۲

هر که ناخشنود باشند اولیای حق ازو ٭ وقت مردن باشد ایمان ورا خوف زوال
اولیای جمله عالم را دعاسے خیر گوی ٭ تا شفاعتخواه تو باشند در روز مآل
تایب پیران ره هرچند تقلیدی بود ٭ هر که با او میکند بیعت مثاب است و منال
حق تعالی شاد گردد چون کسی تایب شود ٭ شاه‌ها ان را هم دهد آمرزش و اصلاح بال
ای برادر توبه از بعضی گنه چون جایز است ٭ توبه کن ورنه خوری حسرت چو باشی لاابال
بعد توبه گر مبادا در گناهے اوفتی ٭ باز میکن توبه و غفران طلب بسیار نال
چون دو کس بهر خدا حبّ و اخوت میکنند ٭ جا دهد فردا مر ایشان عرش حق زیر ظلال
طاعت اندر چله زاهد است نجات از دوزخ است ٭ غیر ازین هم نفعها دارد که ناید در مقال
در طریقت دست و پا و رکبه پوشیدن رواست ٭ کین تواضع هست معمول شیوخ اهل حال
در شریعت مومنا هر بدعتی مذموم نیست ٭ چون به بینی بدعتی منهد و به یا حسنه مثال
چون زبان بکشادی اندر بحث توحید و فنا ٭ عالمان ظاهری ماندندی از وی گنگ و لال
آنچه بشنید اندر اسرار و حکم یارانش ازو ٭ نیست امکان آنکه گنجد عامیانرا در خیال
صاحب کشف و کرامت بود و هم با حسن خلق ٭ بوده روحش ذات حق را مظهر لطف و جمال
کشف او ارواح انسی بود و هم جن و ملک ٭ باز ارواح عیون و نیز جانهای جبال
گاه گاهی مخلصان خویش را اخبار کرد ٭ آنچه میشد با جماد و با نباتش قیل و قال
گفت من دیدم ببابل دو فرشته گفته اند ٭ زایران را ما دعا گوئیم بے هیچ احتمال
او ز فضل حق بکشف قلبی خود یافتی ٭ حاضران را آنچه بگذشتی میان قلب و بال
بعد دفن مخلصان خود بحال قبرشان ٭ مطلع گشته مددها کرده شان وقت سوال
گفت از بهر زیارت روح غیبی شاه را ٭ روح و غیبی آمده کرده ملک هم اختلال
گفت روح شیخ نور الدین رشی دیده ام ٭ غیبشه را در زیارت آمده با صدق بال
غیبشه بوده است مجذوبی عجایب اهل کشف ٭ بوده مخبر از ضمیر زایرانش قیل و قال
گفت روح شیخ بابا حمزه را هم دیده ام ٭ کآمده اینجا بجا آورده با ما اغتسال
گفت خوش باشد زیارت کردن اهل قبور ٭ هم دعاشان حاصل است و هم ثواب امتثال
در زیارات ولی نفع و ثواب بیحد است ٭ خواه در حال حیات و خواه بعد از انتقال
صورت و روح دعاها و فضیلتهای آن ٭ میشدی کشفش ز فضل پادشاه بیزوال

فی تاج الاسامی بابل اسم موضع والبابل بلدة فی سواد الکوفة وقیل بابل موضع بالعراق وایضا بعضے از مسافران حاجیان شنیده شد که در ولایت عرب و غیر ذلک کشمیر را بصحرای بابل و باغ سلیمان علیه السلام شهرت دارد ۱۲ شرح

گفتی این حرزِ یمانی پادشاهِ هر دعاست   پس بخوانیدش بتعظیم و شرایط بی ملال
باخبر از غیب گشته مخلصانرا نقل کرد   خواندنِ من امید عار را در مقام شنگه پال
هر دعاخوان کین دعا از وی حواله یافته   هست از آفت ها مصون در حفظِ باری لایزال
مستجاب الدعوتی بود است و حاصل گشته است   مخلصان را چند مقصودات ازین فرخنده فال
هست مشهورِ همه یاران که صحبت یافتند   بیشتر جا از دعایش صاحبانِ اعتلال
طالحان صالح شدند از وعظِ با تاثیرِ او   وز دعایش گشته بسیار اهلِ فقر اصحابِ مال
والیِ دوران علی شه دوستدارِ صالحان   پورِ او شهزاده یوسف شاه با جاه و جلال
هر دو ایشان صحبت این پیر را دریافتند   هر دو کردندی دعای خیر خود از وی سوال
او دعا گفتی و ایشانرا مبارک آمدی   هم درین اشفاقِ ایشان کرد از ینجا ارتحال
از دعای روح این پیر و دعای پیروانش   این شه و شهزاده عادل با ممدود الظلال
یارب ایشانرا ز فضلِ خویشتن انعام کن   صحتِ ایمان و تن توفیق عدل اصلاح بال
لشکرِ شان باد با فتح و ظفر چون میمنه هند   بر سرِ اعدای دین شمشیرِ خود را انسلال
یا الهی آنچه نیک آید از ایشان کن قبول   بر ذنوبِ شان ز عفوِ خویش کن صبِ سجال
باد دیگر جملگی اولاد و هم احفادِ شان   نیکبختانِ دو دار از بخششِ باری تعال
بارها از وی کراماتِ عجیبه دیده است   مخلصِ او میر بنگر صاحب عز و منال
آن مقامات و کراماتی که از وی دیده شد   بحساب است و کرا باشد شمارِ آن مجال
بعدِ موتش زایران از مقبرهِ می بینند   گه گهی بوهای عود و عنبر و مشکِ غزال
شیخ دین بود اندرین کشمیر پایان این زمان   بهرِ فوتش شیخ دین بود آمده تاریخ سال
چون بفیض با کمال اهلِ طلب را فیض داد   هست تاریخ وفاتش هم بفیضِ با کمال
اولین روز مهِ ذی القعده این سال بود   ذکر گویان نیم شب رفته مرض بودش سعال
بود با هفتاد سالش هفت سال و چند ماه   سالهای عمر او را اگر شماری با هلال
از تشوق کرده با اجمال این تعریف او   از فراقش گشته محزون خاکیِ آشفته حال
چون درین نسخه صفاتِ ریشیان مذکور شد   پس ز ریشی نامه نامش خوش بود ای نیکفال
رحمت حق نزدِ ذکر صالحان نازل شود   پس بخوان با شوق این را بی ملال و بی کلال
این رساله زاهدان در طریقت حجتی است   ارزد ار سازند وردش اهل [illegible]

بچہ کال = یعنی بھوک کا زمانہ

بیشکی معلوم داری هر نوی را لذتی آ … لذتی یابند ازین تو باده اهلِ ذوق وحال

کن عنایت یارب او را با همه جمعیتش … آن مراتب کان نمودی لطف با اهلِ وصال

رحمت وعفو وکرامت لطف بر ما کن چو ما … در دو عالم بر کرمهای تو داریم اتکال

[illegible] الهی بخش ما را عافیت از هر بلا … دور دار از خلقِ عالم ظلم وقحط وبچه کال

از کرم [illegible]الت از رخ ما دور کن … دارم از تقصیرهای خویش بسیار انفعال

[illegible] شاید زبانِ فاتحه در حالِ من … بخش یارب عقدهٔ مقصودِ او را انحلال

[illegible]ند تمام این ذکرِ خیرِ زاهدان یارب که خیر … باد ناظم را و کاتب او قاری را آمال

از پی تحریر این نسخهٔ غریب نما ناتوان گفت ذکرِ زاهدان اولی بود تاریخ سال

اشتہار واجب الاظہار

بر جمیع مسلمانانِ خطهٔ کشمیر عامةً و بر کافهٔ مریدان ومعتقدانِ سلسلهٔ شریفهٔ سهروردیه خاصةً واضح ولایح باد که سابقه قبل ازین چند سال قصیدهٔ شریفهٔ وردالمریدین چهاپ شده است اما در بعضی جاها غلطی وکمی ابیات داشت - لهذا این نیازمند حسب الارشاد جناب فیضمآب مولانا مولوی احمد الله صاحب میر واعظ همدانی کشمیری مجدداً بر طبع کردنِ آن کمر بسته قصیدهٔ وردالمریدین وقصیدهٔ جلالیه وقصیدهٔ لامیه که به ریشی نامه موسوم از تصانیف شیخ بابا داؤد خاکی است قدس سره که در حالات پیر بزرگوار خود وحضرت مخدوم جهانیان سید جلال الدین بخاری وحضرت شیخ بابا هردی ریشی کشمیری تصنیف کرده اند - این فقیر بسعی کوششِ تمام نقلِ هر سه قصیدهٔ شریفه بدست آورده محشی وصحیح وخوشخط نویسانیده زیر طبع آوردم - بخدمتِ شایقین التماس میکنیم که بجلدی در خرید کردنِ این مجموعه سرعت بکار برند ومحبان ودوستانِ خود را در خریداری آن تحریص وترغیب فرمایند که تحفهٔ عجیب است وما علی الرسول الا البلاغ

المشتهر حافظ احمد الله غلام رسول تاجر کتب کشمیر مهاراج گنج

تلک عشرۃ کاملۃ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

الحمد للہ والمنہ کہ

اندرین زمان سعادت نشان میمنت اقتران کتاب سراپا انوار مسمیٰ بہ

مخزن الاسرار

معہ منتخب

تحفۃ المکلیہ

کہ منتخب ست

از تحفۂ عشرۂ کاملۂ المکلیہ محتوی بر حالات و مقالات و تذکرۂ مشایخان عالیمقام و خلفای کرام و مریدان حضرت میرزا اکمل الدین بیگخان بدخشی علیہ و علیہم الرحمۃ و الرضوان معہ مکتوب شریف حضرت مرشد الانام جناب شیخ احمد تارہ بلی علیہ الرحمۃ

از تالیفات

صاحب الفضایل السنیۃ و الاخلاق المرضیۃ جناب مولینا الحافظ القاری الادیب اللبیب ابو محمد حسن بن حافظ ولی اللہ الکبروی الحنفی الکشمیری دام اللہ برکاتہ و عم فیضہ علی الانام

بحسن ایماء میر محمد حسام الدین کنٹ

در سال ۱۳۵۰ھ

۱۹۳۱ء

در مطبع محمدی باہتمام ملک محمد شفیع مطبوع گردید

(محمدی سٹیم پریس لاہور ... گرنٹ باہتمام ملک محمد شفیع صاحب پرنٹر چھپا)

کتاب ہذا نزد حافظ محمد رضا ابن الشیخ ابن مؤلف و نیز میر حسام الدین عنایتی موجود است

کتابِ مخبرُ الاسرار من تصنیف حضرت میرزا اکمل الدین بیگخان بدخشی علیه الرحمة

بسم الله الرحمن الرحیم

شکر لله چه خوش است دولتِ مادر زادم
تا درین منزلِ ویرانه چنین آبادم

برچه موصوفم واوصافِ جلیلِ من چیست
از کجا آمدم وبرچه بود بنیادم

من که من گفته‌ام این جلوهٔ بی نطق است
بیخودی گفتنِ این کرد زحق ارشادم

شاهدم هست بدعوی ونفختُ فیه
حق دمیده است مرا باد وازان پر بادم

دوخت برقامتِ من خلعت کرمنا را
سر بسیاحیِ بحر وبر عالم دادم

ساخت چون فرانِ قدیم از کفِ خاک آدم را
گفت خود تاجِ خلافت بسرش بنهادم

از صفتهای ثبوتیت وجودش موجود
کردم از حکمت وقدرت چو سرشتِ آدم

هست بنیادِ صفتهای من این عالم را
بهر بنیاز صفت جلوهٔ ذاتی دادم

زانچه اسما وصفاتِ من وذاتِ من بود
خلقتش کردم واین دولتِ سرمد دادم

همه افلاک برو ساجد واو شد مسجود
زان امانت که بجان ودلِ او بنهادم

خود مصور شده‌ام صورتِ او را زکرم
برتماشای خودش راه نظر بگشادم

نامِ من مومن واین آئینه مومن شد
ساختم بهر خود آئینه صفایش دادم

هم حواسِ عشره دادم وهم عقل که هست
گوهر بالکش آنچه بها بنهادم

عرش وکرسی وسموات وزمین ودریا
ننگ آمد چو الوهیتِ خود بگشادم

کس نه این بار توانست گرفتن بردوش
خود شدم حامل واین بار برو بنهادم

لِنشراحیست بصدرش که درو جایم شد
نام دل کردم وبرطاقتِ آن دل دادم

زین صفی صوفی بسیار بعالم بظهور
آمد ندانه عدم الذ قلمِ ایجادم

زرِش آن نور دزدان همه سلمی کردم
معجز وصحف وبراهین نبوت دادم

خاک را فخر بر افلاک شد از بعثتِ آن
زانچه از سرِ نهان در سرشان بنهادم

تو منه فرق میانِ یک از ایشان که همه
کردم از فضل یکی را یکی فضل افزون
مصطفی رحمتِ عالم که بود شاهدِ ما
امتش افضل و اکرم ز همه امتهاست
انبیا آرزوی امتی او کردند
نام او مقترنِ نام من است از ایجاد
پنج نوبت بجهان کوس شهادت بنواخت
شبِ معراج که او را ببرِ خود خواندم
تاب قوسین شده آن شب منش بل اَدنی
پیشوا شد همه پیشروان در هر علم
تو امانت حدوثش بقدم در تقدیم
خود لعمرک ز حدوثش بقدیمی گفتم
اوست مقصود از انجمله که پیدا کردم
ختم کردیم نبوت بوجودش که نبود
گفت آن ختمِ رسل نجمِ دین اصحابِ منند
زان امانت که خدا در دل امن نهاد است
بعد اصحاب باولاد رسید این دولت
نامِ این منصب عالیست ولایت بجهان
کیست اولادِ من آنکه بود رافع دین
عاملِ شرعِ من و سنتِ من خواهد بود
انبیای سلف علمیکه ز حق یافته اند
ز مشایخ که همه سالکِ این راه شدند
آن ابوبکر که فاضلتر اصحابست او

متحدند براه و روشِ ارشادم
مظهرِ فضل و کرم را بود این اشهادم
بهر او گنجِ نهانِ دو جهان بکشادم
بسکه بر امتِ او فضل و کرامت دادم
پیشِ آن پیشروان چون شرفش بکتادم
هر که شد ذاکرِ آن نام امانش دادم
که درین عهده بفضل و کرم بکشادم
با جنودِ ملک از فضل سلامش دادم
قربِ این قرب بکس نیست جز او ز آدم
بسکه انواعِ عنایت بدلش بکشادم
گرچه در آخرِ این عهد شهودش دادم
هم ز لولاک بعالم خبر از آن دادم
گر نبی بود نبی بود با آدم دادم
چون وجودش دگری در ازل ایجادم
که بادشاهِ جهان حکم خلافت دادم
من هم از فضل و کرم در دلِ شان بنهادم
این همه مرشدِ راهند بدین دو دادم
تا قیامت شده ساری بهمه اولادم
بر طریقیکه درین راه قدم بنهادم
وارثِ علم من او هست خلافت دادم
من در آن بدلِ این علما بکشادم
هم خلافت بود این حرف بگفت استادم
بعد خود گفت که این رتبه عمر را دادم

جمله کردند بعثمان پس از بیعت دین
بعد ایشان چو خلافت بعلی یافت قرار
حسن بصری هم ارشاد از ایشان دارد
ز حسن بصری آن رشد امانت بحبیب
نیز امانت بکمیل ابن زیاد از علی است
میرسد نیز ازین واسطه بر نجم الدین
هم چنین هست که بعد از حسن آمد در پیش
زین العابد پس از و راهنما شد بجهان
بعد از و جعفر صادق ز هدایت بر خلق
موسی کاظم از آن پس بامامت دم زد
شیخ معروف ازین خانه بدولت پیوست
هم از ایشانست محمد که تقی میخوانی
حسن العسکر از آن پس بجهان گشت امام
لیک ازین پیش که ذکر حسن بصری شده
بر حبیب آمد و بر طائی و معروف رسید
بو علی راز کرم کرد خلیفه بجهان
بعد او بو علی هست که کاتب گویند
شیخ عثمان که بود مغربی آن مشرق دین
گر کنیت شهنشاه زمن خوش شناس
رشد آن او ز قاسم با بو بکر آمد
بعد نساج غزالیست امام این راه
سهروردی ز غزالی با ملت پیوست
بعد از آن پیر ندی گشت درین ره عمار

همچو مرقوم شد اندر کتب ارشادم
گفت او خرقه خود بر حسن خود دادم
هست از اسناد همین ره سند ارشادم
نیز آمد ز مشایخ خبر ارشادم
گفت علی در دل او راه خدا بکشادم
کر بذکر آید ازین پس بهمین اورادم
بخلافت ز پدر کرد بحق ارشادم
گفت بر باقر امامت بجهان بکشادم
گفت بابم در احسان و کرم بکشادم
گفت امانت بشهنشاه خراسان دادم
گفت ابواب کرامت بسری بکشادم
بعد از و هست نقی پیشرو ارشادم
گفت بر مهدی هادی ره حق بکشادم
از امانت و خلافت ورد ارشادم
پس سری گفت جنید است شه ارشادم
رد و بارش بخوان گفت چنین استادم
تا نیفتی بغلط جمله نشانت دادم
گفت بو القاسم از و هست خط ارشادم
میرسد هر دم و هر لحظه از و امدادم
او هست نساج چنین گفت خبر استادم
نام او احمد طوسی هست نشانت دادم
بو النجیب است بنام آن شه دین دادم
قطب حق هست درین سلسله گفت استادم

شیخ الاسلام جهان نیز حق نجم الدین
گفت عمار زحق کرد بحق ارشادم

شیخ علی بن لالا پس ازو شد مرشد
رضی الدین لقب اوست که شرحت دادم

احمد ذاکر جرفان که جمال الدین ست
گفت او شیخ علی نوز امامت دادم

بعد ازو مرشد این راه شد عبد الرحمن
نور دین شد بلقب هست چنین ارشادم

رکن دین مرشد دین شیخ علاء الدوله
گفت سمنان که شده کعبه ازو بنیادم

داد او خرقهٔ خود بر شرف الدین محمود
مزدقان گفت که من از قدمش آبادم

نور شاهِ همدان گشت پس ازوی روشن
کرد جاروب درش کحل بصیرت بادم

قطب الاقطاب جهان ست علی ثانی
پس محمد خلفش هست چنین در یادم

شیخ کشمیر که معروف بنور الدین ست
هم خلیفه شد ازین شاه بگفت استادم

داد شاهِ همدان خرقهٔ خود بر اسحاق
گفت ختلانست مقر من و از استادم

بعد ازو سید عالی نسب عبد الله ست
برزش آباد مکان هست نشانش دادم

بعد ازان شیخ هدی شیخ رشید الدین ست
که زارواح ویست اینهمه استمدادم

خرقه پوشید ازو شاه علی مرشد دین
سید وازیست که آن شاه معاون بادم

داد او خرقه بمخدوم که اعظم لقب ست
شیخ حاجی زخویشانست بگفته استادم

نایب حضرت مخدوم بود شیخ حسین
نجم ثانی ست بخوارزم بگفت استادم

شیخ صرفی که بود قطب هدی سرزمین
نایبِ شیخ حسین ست که شرحت دادم

میر بابا هم ازایشانست که والی گویند
گفت او خرقهٔ خود نیز بقاسم دادم

قطب حق شیخ محمد که خلیفه لقب ست
نایبِ حضرت ایشانست درین ارشادم

خرقه پوشید از حضرت قاسم شه دین
اوست استاد طریقت بره استادم

خواجه یعقوب که ثانی سری هست و جنید
نایبِ حضرت قاسم بود این استادم

صحبت پیر من و رخصت ارشاد بشیخ
هم از ایشانست که کردند چنین ارشادم

شیخ من مرشد دین شیخ حبیب الله ست
گفت او خرقهٔ دین حضرت قاسم دادم

شاهِ حقانی این راه همین قاسم ست
هست بر پیر من این مرشد این ارشادم

خرقه بخشید مرا حضرت ایشان زکرم
جانشین کرد بسجاده مرا این مرشد
دوم ماه رجب بود دو هزار و هشتاد
گفت پیغمبر دین شیخ مرا چندین بار
برگزید او زکرم بر سر این گفته مرا
اکمل الدین لقبم کرد ز احسان مرشد
کاملم شاهِ جهان نام نهاده آن روز
چند سالی زمیان رفت و شدم طالب پیر
بود این داعیه اندر سرِ من از طفلی
کرد تلقینم اذکار و نوافل فرمود
صوم داؤدی و بیداری شبهای دراز
مرگ میجستم از آنحالت و از جان شده سیر
هر که وحشت و ملالت که به پیشم آمد
رغبت طاعت حق بیش از آنهم می شد
شیخ میگفت که این ست عمل در ناسوت
باتو همراهم و آگاه ازین راه که هست
اسم و رسم آمده و سد ریاضت می شد
لذت و شهوتِ دنیایی دنی از هر جنس
گاه از صورت خوبان که تجلی این است
گاه از نغمهٔ صوتی بطلم شور انداخت
ای بسا خیر شر اندوده که در چشم آمد
درد و صافی که ازین عربده پیش آوردند
تا بما بیجا همه ناسوت بود نام مقام

بهر ارشاد بهر سلسله رخصت دادم
هست ازین رابطه در کبرویه بنیادم
او ودیعت زجهان کرد و خلافت دادم
هر که افتاد بقبول تو قبول افتادم
من هم از همت او بر سر آن ارشادم
چونکه بسیار بخاکِ در او افتادم
کاندرین دار فنا کرد خدا میلادم
حکم تقدیر بسوی درِ او ره دادم
یک میداد هوا و هوس آن بربادم
کرد بر شغل و وظایف زکرم ارشادم
تا بحدیکه ز دو سوای جگر پا دادم
تا دو سه سال چنین بود که بهت آن یادم
از نظر شیخ همی کرد دران امدادم
دل بامید کرمهای خدا میدادم
باش مردانه چو من پیشرو و استادم
رنج میکش بره گنج نشانت دادم
ننگ و ناموس چو زنجیر بپا افتادم
دیو با نفس یکی گشته بدادی یادم
نور حق بیت بیا خوش که درت بکشادم
تا بحدیکه ز جا جسته برقص افتادم
گاه اینسوی وگه آنسوی همی افتادم
تیغ لا در کف من بود و بلا میدادم
ملکوتست ازین پیش که بیش افتادم

پیر با عقل شده متفق و میگردند
سنت و شرع محمد که بسی محمود است
هم ز حالات عزیزان سلف در ارقام
عاقبت از مددِ مرشد و نورِ اذکار
نفس از از و دگر لذت طاعت دریافت
گوش دل حرف نصیحت ز سر شوق شنید
زشت بنمود همه عشوه این زالِ جهان
جادویش ساختم و مار طلسمش بر جا بست
کنج عزلت که بود مملکت هفت اقلیم
چون بدیدم دو جهان را که سواد الوهیند
خویش و بیگانه ملامتگر و من زین دلشاد
فکر از ذکر تولد شد و بر اصل رسید
هر پس زانوی خود ماندم و رفتم در فکر
تلخ شیرین شد و غم شادی و وسواس برفت
انس حق وحشتم از غیر جهان و دل داد
فتح کارم شد و امراض بصحت پیوست
شد تمیزم که چه تلخست و چه شیرین ز غذا
مژده ای دل که بهار آمد و گلها بشگفت
مژده ای دل که دگر دولت و اقبال آمد
هر چه زین پس بکنم هیچ ملالم نبود
هر غم و درد که پیش آمدم از راه سلوک
طاعت و ذکر غذا گشت بجانم چو ملک
آکل نور شدم نیست غذایم خاکی

سوی عرفانِ خداوندی او ارشادم
آن ظرف مشورت و فکر همی افتادم
بمطالع که همی آمد و دل میدادم
دیوِ من گشت مسلمان و مبارکبادم
گفت زین پیش بصد جهد براه افتادم
حکم تنزیل و احادیث بجان بنهادم
نفرتی در دلم آمد سه طلاقش دادم
عز من قنع که گنجست بدست افتادم
همت فقر در و حکمِ امارت دادم
چشم پوشیدم و بر هر دو نظر نگشادم
هیچ در گوش نمی آمد از آن جز یادم
رستم از باطل و حق راه بحق بگشادم
دل معلم شد و تعلیم تصوف دادم
مرکبم رابض و من چابک و ره آبادم
کرد از ظلمت کثرت ز جهان آزادم
ذائقه نیز بحال آمد و لذت دادم
چیست نافع بطلم آنچه مضر فهمادم
شاخ امید ببار آمد و برها دادم
بازیم راست شد و نقش مراد افتادم
عقده بود که مرشد بنظر بگشادم
بیش از آن لذت اجرش بکند دلشادم
نیست آرام شب و روز بجز اورادم
لله الحمد که من در رهِ مقام افتادم

خلعت فقر که فخر است مرا بخشیدند — چون بخاک در مرشد سر خود بنهادم
سالها خاک درش را چو بزرگان رفتم — تا که بالغ شدم و چشم خرد بگشادم
جبر و سنت از ین پیش منازل در راه — گوش دل جانب من کن که بشرح افتادم
دیدم مرشد که شدم پخته و آماده بکار — وز همه قید تعلق ز جهان آزادم
انگهان گفت که بمیر گر نخواهی ره یافت — در زمان مردم و مردانه براه افتادم
مرگ چه زندگی هست که پایانش نیست — دولتی بود خدا داد که مرشد دادم
مردم از خویش ولی زندگیم حضرت اوست — جان باقی عوضم داد چو این جان دادم
مرگ بی مادر فطرت کرم آبستن بود — که درین نشاء زنو اینهمه خوش شد زادم
عنصرم گشت بدل بی بدلم من بجهان — نیستم آنچه تو می بینی ازان آزادم
عالمم قلب شد و روح صفت بیار است — بر قدم آنچه نظر داشت درین ره دادم
اصل ماهیت شد و از فرع منزه شده ام — لا ز والیت خود دیده ام و دلشادم
من چه هر سکه بدل گشت تو ابدال شناس — خیر مقدم همه عالم که بخیر افتادم
لذتی یافته ام من که کنون هی سالست — جان من مست همانست فرو رفت ازیادم
کاشکی هر سر مویی به تنم جان بودی — کاندرین راه بشکرانه آن میدادم
تا دو سه سال درین حال بسر مے بردم — نه زماضی و نه مستقبل ازان در یادم
انگهان گفت بشی رو زجهت ها بیرون — گر تو شاگرد مرا هستی و من استادم
خلقت ساخته احسن تقویم شده است — اسفلت نیست مکان خیز که راهت دادم
گفتن او و بردن رفتن من از دو جهان — بمکانی که در و از همه شین آزادم
روح میگفت که بال و پرم از کل رست است — میبردم من بجهانی که از انجا زادم
عقل میگفت کزین بیش مرا طاقت نیست — عشق میگفت منت راهبر و استادم
از سماوات بیک چشم زدن بگذشتم — برق در سرعت رفتار بگفت استادم
غیر ازین ارض و سما ارض و سماهای دگر — دیدم آنسو چه ازین حال گذر افتادم
رستن از هستی خویش است بدل سیر نما — نیستی راه بمعراج حقیقت دادم

صوفی از خویش چو فانی شود آن معراج است / نیست شو تا تو ببینی که چه شد رودادم
کفر و دین هر دو عدم ماند در آن خلوت زار / صلح کل یاد بهفتاد و دو ملت دادم
وسعتی بود در آن ورطه که این هر دو جهان / چون رحم تنگ نمودم چو نظر بگشادم
گشتم از والد و مولود بری و سابق / آنچه شد دیده در آنحال مبارکبادم
خواب میدیدم و این چشم سرم بُد بیدار / حیرت افزود که اینجا بچه سان افتادم
نی باسفل نه باعلاست ره صوفی حق / رفتن از هستی خویش است نشانت دادم
پرتو واجب عدم کرده همه امکان را / ممکنی کرد صفت رفته همه بر بادم
متلون نشوم هیچ ز اوضاع جهان / چون درین نشاء کرم منصب تمکین دادم
کردن افضل اذکار بذکر ای ذاکر / مینمایم بتو چیزی که نشانت دادم
هیچ رنگی نه بر این نمانده ثابت / نفی و اثبات چو شد راسخ از آن آبادم
بود آثار قدمهای بزرگان سلف / بر سر جاده و میداد منازل یادم
مرحبا گوی همه پیشروان در هر کام / میرسید از همه ها در همه کار امدادم
شیخ همراه مرا بود و دلیرم میکرد / خوش بهر کام همیگفت مبارکبادم
گفت چیزی که مرا بود ترا بخشیدم / تو هم از صدق بهر فاتحه میکن یادم
هر امانت که سپردم بتو میدار نگاه / پیشوا شو بمریدان بره ارشادم
چون بخود آمدم از ورطه حیرت بیرون / هیبتی در دلم افتاد ز پا افتادم
تا چهل روز ز هیبت نه غذا بود و نه آب / نه ز آمال جهان هیچ بخاطر یادم
خوفم از پای در آورد و رجا دستم داد / بود با این مقامی که در و افتادم
هست لاهوت در اینجا و نشان خبری نیست / که بلفظ آید و تقریر بدو ره دادم
لذت نشاء مستی است چشیدم بتمام / یک وقتیکه بغرقاب فنا افتادم
پای تا سر همه مستغرق لذت گشتم / سالها شد که نه غم هست و نه شادی شادم
همه تن چشم شدم این همه سو یکسوست / دست و رو دست زدم دست بخود افتادم
همچو شخصی که در آیینه شود عاشق عکس / عشقبازیست درین طیش بخود بنیادم

هرچه اینجا بنظر آمد انا الحق می گفت
صوفی ماهوت برین منزل اعلی گوید
در و دیوار همه نغمه سرا از هر سو
نی مرا سایه و نه سایه باشیای دگر
این نمازم بخدا هم زخدا شد ثابت
فاذکرونی خبر اذکرکم داد بمن
وقت برگشتن ازان لجه بنجید و کران
لیک ناسوت من آن نیست که ناسوت تو است
گر نبودی قلم و ناطقه عاجز ز بیان
سکر بر صحو بدل گشت در انحال که شد
لاهیدم ز همه خواست ز من هیچ نماند
نیست جز ذات احد جلوه نما در دو جهان
احوال ست آنکه یکی را دو به بیند بشمار
پیش تو تن زده خاموشم و اما ز درون
رگ رگم نغمه سراگشته چو موسیقار است
گوشم آنسو ست نه بر مدح و نه بر قدح کسی
هست بیحرف کلامیکه مرا میخوانند
هست آن نغمه مرا از همه اعضا بنوا
بلکه از جمله اشیا شنوم آن تسبیح
جلوتم انجمن و انجمنم خلوت شد
صفحهٔ قلب مرا صاف چو دید از همه شین
باخود آوردم ازان بزم یکی نور سیاه
آنچه بمود مرا گفت بکن آن کردم

همچو کوه بصدا آمده زان فریادم
آنستت بیحرف کلامیکه سماع افتادم
چون سماعم شد و زان بیخود و مست افتادم
نه شب و روز که باشد عدد آن یادم
ورنه از بندگیش در دو جهان آزادم
قبله را قبله منم چون بسجود افتادم
باز در کوچهٔ ناسوت گذر افتادم
برتر از عالم لاهوت قدم بنهادم
این در بسته به پشت همه می بکشادم
در عبودیت ز عبودیت ازان افتادم
همه او گشتم و اقرار بوحدت دادم
شخص و عکس است در آئینهٔ دل ای استادم
من شماری نشمردم همه را بنهادم
شور و غوغا ام و بر گوش کسی نفتادم
تار قانون مرا زخمه زنست استادم
هر که هر چیز بمن گوید ازان آزادم
گوش دل گوش حس آنرا بشنیدن دادم
تو نپندار که من بس شنوا افتادم
ارجعی گوید و هر لحظه کند فریادم
با همه هستم و لیکن از همه ها آزادم
نکتهٔ وحدت خود کرد رقم استادم
که بود آمر و ناهی بهمه رو دادم
مردم دیده ازان ردی خطابش دادم

آن سیاهی محکی هست بر پشیم که ازو
هست آن نور سیه قابد من در هر کام
نیست بالاتر ازین رنگ سیاهی رنگی
ادمرا گفت که توحید بود سنت و شرع
ای حکیمک نه سویداست که آید بقلم
بلکه این نور همانست که بر ارض و سما
لفظ الله یکی قطره بجا مم کردند
لا دجودم ز وجود خود و دریا از خود
هست آنقطره که آن نور سیاهش نامست
منعت بست اینکه شده قطره ولی دریا نیست
بحر العرفان که بجوش آمد ازان یک قطره
گوید آن نقطه مدارم من و عالم پرگار
هر که دادی طلبد از من و دادنش بدهم
هر کجا هستم وا و هست مرا همخانه
نفی خود ثابت من شد همه اندوه برفت
نفی بتکمیل باثبات بود ورنه چه نفی
هر کرا گشت وجود او بوجود آمد و هست
عالم غیب که مظهر بشهادت گردست
صوفیست عارف ازان غیب شهادت بردم
هم فراتر شدم از نور سیه در اینحال
هست ناهوت و تلون بفنا شد معدوم
رنگ بیرنگی ازان رنگ برنگ آمده است
امر او باز نگردد بجز آن امر که کرد

در شناسائی قلب و سره خویش استادم
رفتن آنطرف هر گاه که آید یادم
وصف کردست بران رنگ نبی استادم
کرد استاد ازل بهر همین بنیادم
همه تن گوش شو اکنون به بیان افتادم
عرض کردند نه برداشت منش تن دادم
هستی خویش چو یکقطره بدریا دادم
در وجود خود از احسان و کرم جا دادم
زندگانیم بر آنست وازو دلشادم
همه نه زاده و نه مرده بگفت استادم
صد هزاران در اسرار بدست افتادم
قطب جانیست که من در دل او نادم
میشوم غوث تو هر گه که کنی فریادم
مینماید همه ویرانه ازو آبادم
نفی و اثبات بود بهر شهادت یادم
غیر اثبات چه شئی هست که صورت دادم
هر چه معدوم و عدم ماند کی آید یادم
رجعتش باز سوی غیب و حقیقت دادم
وانکه صافی شده از هستی خود هست آدم
نی سفیدی نه سیاهی بود اندر یادم
بی ثباتیست ز تمکین که نشان از دادم
حیرتم هست ازین رنگ برنگ ایجادم
نهی او نهی ابد ماند و بگفت استادم

طاعت و معصیت اینجا همه یکرنگ نمود
حیرت و هیچم آن نیست که فرصت بدهد
در دلم آنچه نوشتند که ایمان این است
هست لوحی بدلم آنچه که در افلاک است
رو برو گشت مرا حضرت او هیچو الست
گفتم ای حق ز چه باطل بظهور آوردی
گردم این جلوه در امکان ز کمال قدرت
گفتم این وحدت صرف از چه بکثرت اندود
گفتم آنکس که تو مردود کنی حالش چیست
فاعل فعل منم نیست شریکم در کار
هر چه آید ز عدم باز عدم خواهد بود
آنچه کردی ز ریاضات عمل در این راه
گفتم این خیر و شر از کیست بگفتا از من
آنکه او طالب خیر است برد خیر از ما
بهر این هر دو مهیا و مکانست آخر
هر که زاده است سعید از ازل او هست سعید
هر که هست عاشق ما از دل و جان طالب گشت
او مرا دید درون تو و خود را تو درو
از کسانیکه تو خشنود شوی خشنودم
هر که در هر چه بماند هست همانست حقش
لیک عارف شده فانی ز تعین در خویش
او بلا را ز ولا خوشتر و بهتر داند
در حقیقت عدم است آ هیچو الف اندر بسم

لیک ازین هر دو خدا کرد بخود آزادم
سوی کاری که بران نقش بنهادم
من بدان هستم و آن هست خط ارشادم
نقش کرده است بران لوح همه استادم
آنچه او گفته و من دیده همانست بیادم
گفت ترجیح حق از جلوهٔ باطل دادم
صانعم صورت این هر دو بمعنی دادم
گفت از بهر تلذذ بود این ایجادم
گفت از بهر رد آن مرد قبول افتادم
آفرینش ز من است این همه را بنیادم
مرجع نیک و بدم مظهر خود خود آدم
از من است این همه کز فضل و کرم بگشادم
بهر لا یستوی اصحاب بره بنهادم
وانکه شر رغبت نفس است سزایش دادم
هر که هر خیر طلب کرد برد بخشادم
وان شقی را بشقاوت همه حکمت دادم
لذت وصل خود از وصل تو او را دادم
نیک بنگر که در جلوهٔ خود یکتادم
من رضای خود از احسان بر غایت دادم
از تعین بحجابست در عدل و دادم
خواهشش خواهش من هست ازو دلشادم
خیر و شر نیست بجائیکه محبت دادم
صورتش فانی و معنیش بمعنی دادم

در منست او و منزه شده است از همه شین　　کفر و دین نیست در آن　　دادم
گفتم ای حق دل و جانم فدوی قربانت　　گفت منهای فضولی که منت این دادم
تو فدا بهر من آن کن که تو مالک باشی　　چون بدیدم همه از وست بعجز افتادم
عاجزی در کفم آمد چو با تمام سلوک　　مذهب و دین من عجز است که شرحت دادم
علم عالم همه چون نامه و پیغام بود　　گشت معلوم بسالک که شهودش دادم
گر ترا نیست بعلم علما علم چه غم　　در تو علمیست که آن بر علماء کی دادم
عالمی لاف زد از علم و مرا اُمّی خواند　　این ندانست که امی لقبست استادم
هست پیغمبر این امت افضل امی　　گفت بر لوح و قلم دست گهی ننهادم
علم داری و عمل کن عملت از دید است　　دیده بگشای که تا داد دهی بر دادم
شاهد چشم بود معتبر شرع نه گوش　　باطل است آنکه بگوید که ز گوش است یادم
نغمه ها هست درین چنگ که یکشمه از ان　　از برای تو فضول آمده در فریادم
همه تن راز من و آواز من و کو گوش ترا　　تا نهی گوش برین نغمه و بدهی دادم
علم ابلیس که شد منشاء جهل او ز حسد　　تافت سر ز آدم و من نیز ز آدم زادم
بود تاریخ هزار و صد و ذی الحجه ششم　　که من این راز دل از خانه بصحرا دادم
گشت در اول کام این همه تحصیل مرا　　کاندرین نسخه برای تو همه بگشادم
اندکی من ز هزاران تعلم آوردم　　زانچه در خدمت مرشد شده است رودادم
آنچه مرقوم شد اندر رقم این منظوم　　بود مکتوم درین جسم چو من بگشادم
هرچه بیرون و درونست همه زمن بود　　عارف نفس شدم چون بسلوک افتادم
نقطه هست عبودیت من همچون خال　　مادر فطرتم آن خال برو بنهادم
چشم زخمی نرسد تا که بجانم آن خال　　چون محن هست بحسن خوش مادرزادم

این قصیده که بود مخبر الاسرار بنام
بهر ارشاد مریدانست که شرحش دادم

تمام شد در سنه ۱۳۵۰

بسم الله الرحمن الرحيم

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار الحمد لله
رب العلمین اکمل الحمد علی کل حال الذی اکمل الدین حیث جعله مرتبطا
بسلاسل اهل الکمال منضبطا بمذاهب اصحاب الحال والقال والصلوة
والسلام علی رسوله محمد منبع طرق الاولیاء الموصلة الی قرب الکبیر المتعال
ومظهر فیوض العلماء المکملین بالاعمال وعلی اله واصحابه خیر صحب وال
{اما بعد} میگوید احقر عباد الله ابو محمد حسن ابن حافظ ولی الله غفر الله لهما چون از تحریر
احوال ومعجزات حضرت سید انام علیه الصلوة والسلام ومناقب اصحاب کرام وایمهٔ عظام
در چراغ لطایف وفتوحات کبرویه که در تذکره های بزرگان فخام حضرات قادریه وکبرویه
ونقشبندیه وسهروردیه وچشتیه علیهم الرحمة والتحیة مرقوم گردیده است فراغت دست داد
از انجمله ایراد ذکر مشایخان حضرت میرزا محمد کامل بدخشی وخلفای ایشان اجمالاً واختصاراً
اتفاق افتاد پس این منتخب را جمع نموده تحفهٔ اکملیه نام نهاده شد برای سهولیت طالبان
ذوی الایقان علیحده نمودن آن مناسب دیده انتخاب نموده شد رجا که از خطا و زلل
چشم پوشیده این فقیر را بدعای خیر یاد آرند تحفه حضرت جنید بغدادی را پرسیدند
که مرید را درین روایات وحکایات چه فایده بود فرمودند سخن ایشان لشکری است از
لشکرهای خدای تعالی که بدان مریدی را اگر دل شکسته بود قوی گردد وازان لشکر مدد یابد
وحجت این سخن آن است که حق تعالی می فرماید وکلا نقص علیك من انباء الرسل
ما نثبت به فؤادك یعنی ما ای محمد قصه گذشتگان با تو می گوییم تا دل تو بدان آرام
گیرد وقوی تر گردد تحفه حاتم اصم گفت هر که یکجزوی از قرآن وحکایت پیران وصالحان
هر روز نخواند دین خود را بسلامت نتوان نگهداشت تحفه مولانا نور الدین جعفر بدخشی
گفته که روزی از حضرت قطب ربانی اعلم حقانی امیر کبیر میر سید علی همدانی قدس الله سره

پرسیدم که در اطراف ختلان وغیره جماعهٔ صادقانند که محبت آنجناب دارند و بواسطهٔ مانعی بصحبت نمی رسند پس احوال ایشان چگونه باشد جناب سیادت مآب فرمودکه با ما باشند زیراکه در خبرست اخرج احمد عن ابی هریرۃ رض عن النبی صلی الله علیه وسلم قال المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل در وقتی دیگر جناب سیادت مآب بنورالدین جعفر فرمودند اگر نیک باشی با ما باشی و اگر بد باشی ترا بما بخشند و جناب سیادت مآب وقتی دیگر بلفظ جمع نیز فرمودند که اگر نیک باشید با ما باشید و اگر بد باشید شما را بما بخشند فقیر راهم رجاست که ببرکت ذکر و حب حضرات اولیا در دنیا نصیبی و فیضی حاصل گردد و در آخرت در زمرهٔ محبان ایشان مبعوث گردد ؎ نجات آخرت حاصل توان کرد ✤ اگر در دامن مردان زنی دست ؎ دست در دامن مردان زن و اندیشه مدار ✤ هرکه با نوح نشیند چه غم از طوفانش ؎ مور مسکین هوسی داشت که در کعبه رسد ✤ دست در پای کبوتر زد و ناگاه رسید والا چه یارای این فقیر پرتقصیر که حالات این حضرات عالیدرجات در تحریر آورد تحفه و درین تحفه اولاً تیمناً و تبرکاً شجرهٔ شریفه که معنعن و مسلسل ست از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم از اشجار الخلد قلمی نموده آید و چون احوال این حضرات در چراغ لطایف که مؤلفه این احقرست مضبوط و مشروح بود اکتفا بران نموده درین تحفه بذکر جامع الکمالات حضرت ایشان الشیخ یعقوب صرفی العاصمی الحنفی الهمدانی شروع کرده شد که درین سلسلهٔ شریفه بعد بانی مسلمانی در علوم ظاهری و باطنی مثل ایشان کسی برنخاست و اکثر علما و مشایخین از شاگردان و مریدان ایشان اند و در اکثر بلاد خصوصاً در بلدهٔ کشمیر بواسطهٔ ایشان اجازت حدیث رسیده اند و چون حضرت جامع الکمالات از حرمین شریفین تشریف آوردند و بدهلی رسیده با حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرهندی فاروقی ملاقات کردند و او را اجازت حدیث و ارشاد سلسلهٔ کبرویه عطا فرمودند چنانچه حضرت مولانا شاه ولی الله محدث دهلوی در انتباه آورده اخذ هذا الفقیر الطریقة ولبس الخرقة عن ابیه الشیخ عبد الرحیم عن السید عبد الله عن الشیخ آدم البنوری عن الشیخ احمد السرهندی عن الشیخ یعقوب الصرفی الکشمیری بسنده الی الشیخ نجم الدین الکبری رحمة الله علیهم اجمعین

نظم

دوش حیران ز حال خود بودم	مبتلای خیال خود بودم
اجانم از بزم وصل دور شده	غرقه در لجهٔ غرور شده
چون ز هر سوی ناامید شدم	منقطع از ثمر چو بید شدم

رو بدرگاه بی نیاز جهان
وی گنه بخش قادر یکتا
بطفیل شهان ملک وجود
دُر یکتای افسر افلاک
کعبهٔ مقصد خدا طلبی
راز دارانِ علم و حال رسول
یا الٰهی بشاهِ درویشان
گل سرسبزِ بوستانِ شرف
یا الٰهی بباقر و جعفر
بامامِ رضا و اولادش
بحق شیخ دین سری و جُنید
بو علی پیشوای اہلِ یقین
بصفای ضمیر بو عثمان
در رهِ شرع کوکب وهاج
بحق آن دو قدوهٔ ابرار
نجمِ دنیا و دین امامِ هدیٰ
بشهِ وقت احمدِ ذاکر
عبدِ رحمٰن کز اسفرائی بود
یا الٰهی بشمع بزمِ وجود
میر سیّد علیّ همدانی
یا الٰهی بمهبطِ عرفان
رهنمای طریق آزادی
بعلی آن امامِ بیدا وار
مرشد سالکانِ ربّانی
یا الٰهی بمرشدِ آفاق

کردم و با دو چشم خون ریزان
بجمال و جلال ذات کریم
رهنمایانِ کعبهٔ مقصود
زیب بخش سُرادقِ کثرت
فخرِ عالم محمّد عربی
زین همه چار رکن عرش عظیم
شیر یزدان علی عالیشان
باامامِ جهان که سجادست
جانشینانِ تختِ پیغمبر
یا الٰهی بشیخ دین معروف
وارهانندگان ز عالمِ قید
یا الٰهی بو علی کاتب
بابو القاسم آن شهٔ گرگان
بشهِ راه اعلی و حالی
شیخ دین بو نجیب و بو عمّار
بعلی آن چراغ بزمِ یقین
که دل آمد بمدح او قاصر
یا الٰهی برکن قصر یقین
شرفِ دین احمدی محمُود
وارثِ علم و حالِ پیغمبر
شاه اسحاق مرشدِ ختلان
بشه عارفان رشید الدین
محرم بزمگاهِ ناز و نیاز
بصفای امامِ اہلِ یقین
مفخرِ اہلِ دین باستحقاق

گفتم ای کردگار بی همتا
بظهور همه صفاتِ قدیم
خاصه آن شاهِ مسندِ لولاک
چهره پرداز شاهدِ وحدت
یا الٰهی بصحب و آلِ رسول
پیشوایان راهِ شرع قویم
بحسین فخرِ دُودمانِ شرف
شاه اوتاد زین عُبّادست
بحق کاظم و بارشادش
بفنای وجود خود موصوف
بشهِ رُود بار مرشدِ دین
اوجِ دین را چو اختر ثاقب
بابو بکر مرشدِ نساج
بشیخ احمد امامِ غزالی
یا الٰهی بطامة الکبریٰ
شیخ لالا رضیّ ملت و دین
یا الٰهی بشیخ اہلِ شهود
بو المکارم علاء دولت و دین
یا الٰهی بقطب سبحانی
دُرّة التاج آل پیغمبر
بحق شیخ برزش آبادی
قدوهٔ اتقیای روی زمین
بمحمد شه نجوشانی
شیخ عالم حسین کمال الدین
آنکه چشم و چراغ اسلام است

شیخ یعقوب صرفیش نام است
بفرید زمان حبیب الله
اکمل الدین که شیخ کامل بود
یا الهی بحق یاران شش
یا بازان راه سوز و گداز
یا الهی بآنکه فخر کرام
آنکه بوده بسر حق آگاه
یا الهی بشیخ دین احمد
حافظ و قاری و خدا آگاه

بشه اولیای سبحانی
شیخ دین رهنمای هر گمراه
بحر عرفان و معدن ایقان
در ره عشق رازدارانش
رحم بر حال زار اعظم کن
بشیخ عبدالوهاب نوری نام
یا الهی بمهر اوج یقین
بسوی هادی ره سرمد
که بحافظ حسن مدد فرما

شاه قاسم امام حقانی
یا الهی بمهر اوج شهود
نایب خاص مرشد همدان
بصفای قلوب اهل نیاز
زخم او را ز لطف مرهم کن
یا الهی بشاه فضل الله
قاضی متقی جمال الدین
بفرید زمان ولی الله
هم عنایات بعید فرما

از حضرت شیخ نوری

بروح سید عالم بآل عالیشان
حبیب طائی و معروف پس سری و جنید
بروح قاسم و بوبکر و شیخ دین احمد
علی و احمد و شیخ زمانه نور الدین
علی ثانی و اسحاق امیر عبدالله
حسین و صرفی و قاسم حبیب و اکمل دین
به بوالمکارم و شاه حفیظ و شاه اسد
بحق شاه نظام و بشاه محی الدین
بحق شیخ جمال و بشیخ دین احمد
ز بهر حافظ و حی خدا ولی الله

بچار یار و بروح حسن شه عرفان
دو سید علی و دگر شیخ مغربی عثمان
به بوالنجیب عمار و به نجم قطب زمان
علاء دوله و محمود و مرشد همدان
رشید و شاه علی و محمد ذی شان
که بنده نوری مسکین بزم شان بریان
بحق شاه عظیم آنکه او عظیم الشان
نگاهدار کرم باز آفتهای زمان
بروح شان ز خدا باد رحمت و رضوان
همیشه دار حسن را بکهف امن و امان

تحفه اول در ذکر جامع الکمالات حضرت شیخ یعقوب الصرفی العاصمی الهمدانی

بیا جستی مگو دیگر فسانه
از و نام و نشانی هم بگو چیست
بود مولد بوی در شهر کشمیر

بگو اوصاف آن پیر زمانه
زهی پیری که ایزد راست محبوب
شد از کشمیر ظاهر پیر کشمیر

شهنشاهی بملک مرشدی کیست
بود نام شریفش شاه یعقوب
باوج سروری چون آفتاب است

ببرج رهبری چون ماهتاب است
نگنجد به تحریر شرح و بیان
ز اشجار روی زمین یکقلم
حضر وار عمر دو بار آورم
ازان به که سازم سخن مختصر
شود خلق را حاجت بکار روا
ز صرفی مقامی بهر کشور است

و در تاریخ شایق آورده است
اگر آب ابحار سازم مداد
بچنگ خود آرم ز بهر رقم
تحریر گویم به لیل و نهار
بود مختصر بهتر از بیشتر
ولیکن مقامات آن محترم
که از هر یکی دیگری بهتر است

کمالات این شیخ عرفان نشان
کنم از سویدایش روشن سواد
صحایف ز لیل و نهار آورم
بیارم رقم زد یکی از هزار
برند اولیا از درش فیض ها
معین بود هم عرب هم عجم
نام والد ایشان میر حسن

بن علی بن بایزید العاصمی است که از اکابر کشمیر بود میر علی گنائی نزد حکامان استقلال
کلی داشت دو فرزند از و یادگار ماندند یکی میر حسین دوم میر کمال الدین حسن الگنائی
حکومت و صدارت ملکی کار داشت باوجود آن در علوم معقول و منقول نظیر زمانه بود
از ملا حافظ بصیر تربیت داشت پس از روی غلبهٔ شوق الهی در طریقهٔ کبرویه اگا عنجد در
عبادات و ریاضات جانبازی ها ساخته در طی مقامات سلوک بدرجهٔ عالی ارتقا فرموده
چون ندای ارجعی را لبیک نمود در مقبرهٔ آبائی آسود و ایشان را هفت فرزندان بودند

چنانچه در مغازی النبی مینفرمایند
کمالش بهر فن و نامش کمال
کلان تر ز من لیک یک کس فقط
از و خورد تر شاه نوروز نام
از انجمله هم صحبت و هم سخن
از و خورد تر احید ر رنگجو

همه هفت تن بود او را پسر
کمالاتش افزون ز حد مقال
ز من خورد تر آن بفطرت لطیف
بکسب و کمالات عالی مقام
براهیم زد خورد تر آمده
فرشته خصال و ملک خوی او

چو هفت اختر آسمان جلوه گر
مرا زان میان رتبه حد وسط
که نام وی آمد محمد شریف
پس از وی محمد که آمد بمن
ز اسرار دین با خبر آمده
همه صاحب کمالات بودند

تولد حضرت صرفی در سنه ۹۲۸ بود شیخ حی تاریخ ولادت است از صغر سن آثار فطانت و
تیز فهمی و بزرگی ظاهر داشت در سن هفت سالگی حفظ قرآن کرده و در خوردی علم لدنی از ایشان
ظاهر شد و در سن هفت سالگی غزلی گفته اند که مطلعش این است

ای رخ مه طلعتان آئینه روی توام	میل خوبان و رهوای روی نیکوی توام
گر به هم عنبر سارا دگر مشک ختن	در دماغ جان نمی آید مگر بوی توام

و خود فرموده اند ـ چو در سال هشتم نهادم قدم + ز طبعم روان گشت شعر عجم + در خدمت
ملا محمد آنی که بواسطه شاگرد مولانا عبد الرحمن جامی بود استفاده علوم عقلیه و نقلیه نموده

وازانجناب بخطاب جامی ثانی و تخلص صرفی کامیاب گردید و نیز از ملا حافظ بصیر
خنده بوئی تلمذ داشت ذکر ملا محمد آنی و ذکر حافظ بصیر و ذکر ملا رضی الدین در تحریر آید و در
فتحات آورده است حضرت ایشان بسن نوزده سالگی بجمیع علوم بهره مند گشتند پس چون پرتو
انوار عشق آلهی بر آئینهٔ خاطرش جلوه داد و در خانقاه معلی خلوت نشستنه استخاره نمود حضرت
قطب ربانی سید علی همدانی رح او را در خواب بکرات و مرات جلوه گر شدند و فرمودند که ای
فرزند ترا بمخدوم اعلم سپردم زود خود را پیش او برسان تا که فیض ما را وارث باشی و پیش از
خلوت نشستن خانقاه معلی حضرت ایشان را مخدوم اعلم در واقعه دید فرمودند حضرت
سید علی همدانی مرا تربیت تو امر کرده است فی الحال عازم سفر خراسان شده و ممانعت
استاد و والدین او را موثر نشد بلکه استاد مذکور در واقعه ز جناب علی الثانی رح مامور شدند
و فرمود که زینهار مانع نشوی واو را بگو تا خود را زود پیش مخدوم اعلم برساند صبحی که ایشان
این واقعه از استاد خود ملا حافظ بصیر شنید چون پدر ایشان تاکیدات غیبی متواتره شنید
ضرورتہ رخصت سفر داد و در همان روز از راه باهمال برافقت چهار کس نهضت فرمود شاه
نوروز برادر ایشان و کوکه یوسف و دو خادم یکی بوٹه صوفی و شیخ بهرام در اثنای راه
عجایب و غرایب بسیار از انجناب ظاهر شد چون بسمرقند رسید بیرون دروازهٔ شیخ حسین
خوارزمی نشست و در مجالست حضور اصلا جرات نکرد آنجناب ورا از دور دیده بحضور
طلبیدند نوازشها فرمودند و در خانقاه آنجناب هفت دروازه داشت و بر هر دروازه یک
یک خلیفه نشسته بود و همیشه طالبان حق را کسی که تازه آمدی بامر مرشد تربیت میکردند خلفا
بدستور قدیم آمدند حضرت مخدوم اعلم فرمودند که کار این جوان علیحده است ماخود تربیتش
کنیم بعد وصول انابت واخذ بیعت و تعلیم و تلقین علوم و معارف مدتی باپت
مطبخ از جنگل هیزم می آورد و چندگاه در موسم سرما به پاک کردن متوضای چله کشان مامور
شده آخر در خدمت حضور شرف یاب صحبت گشت و در طی منازل و مقامات سلوک داد
ریاضات و مجاهدات داده منظور نظر عالی شد بعده باربعین نشاندند و در انخلوت بعضی حقایق
و معارف علم تعبیر مکشوف شد رفته رفته بوفور الطاف و دو خلعت ارشاد حاصل نمود

چنانچه در معارف النبی فرموده اند زمانیکه گردید عالم فروز	تعجب مکن گر مرا نیز پیر نمودست جز مدت بیست روز	و اندک زمان ساخت مستغنیم ز بابر ریاضت فرقت

والدین بجانب وطن خود مراجعت فرمود چون مرخص بکشمیر شدند فرمودند که کار تو بانجام رسید پس در انجا ابواب ارشاد مفتوح داشته جمعی کثیر از سالکین و طالبین باستفادهٔ فیوض صحبت و خدمت ایشان فایز گشت بعد مدتی بخواهش حصول شرف قدمبوسی مرشد آفاق بجانب خراسان نهضت کردند از انجا خبر شنید که حضرت مخدوم اعلم بطواف حرمین متوجه شده اند حضرت ایشان این حرکت غنیمت دانسته از راه بغداد شریف بجانب حرمین شریفین نهضت فرمودند *تحفه* در اثنای راه یکدو منزل را آب نایاب بود حضرت ایشان درمیان صحرا ایستاده بدرگاه کبریا التجا کردند فی الحال چشمهٔ آبی بجوشید و قافله سیراب گردید *تحفه* و نیز رفقا بعد طواف مسجد حرام بابت خرج محتاج شده بودند حضرت ایشان سنگی از راه برداشته پاره طلا شد فی الحال فروخته صرف نمودند حضرت ایشان را درین سفر فتوحات بسیار حاصل گشت جبهٔ حضرت امام العالم امام اعظم رض از بغداد و کلاه مبارک حضرت بایزید بسطامی و عصای مبارک حضرت امام موسی علی رضا و صحبت شیخ المشایخ خواجه شیخ سلیم چشتی و اجازت طریقهٔ ایشان و عطیات دیگر که تفصیل آن بجای دیگر می آید بعون و مکرمت آلهی حاصل کرده بجانب کشمیر معاودت فرمودند دران زمان بسبب استیلای چکان و فساد مذهب رافضیان مردم کشمیر بغایت پریشان شده بودند حضرت ایشان در فکر آن افتاد بظاهر و باطن سعی بلیغ فرمودند پس بمرافقت حضرت شیخ بابا داؤد خاکی معه چند کسان از اعیان این دیار مثل حیدر خان و بهرام نایک و فتح خان وغیره بطرف هندستان نهضت فرمودند و تصرف ملک کشمیر با کبر شاه بخشیدند و افواج شاهی همراه خود آوردند و درانجا مردم کشمیر را از جنگ چکان رهایش دادند انگاه حضرت ایشان بعد رفع و دفع مخالفان باز بزیارت حرمین الشریفین نهضت فرمودند و بمقام دهلی با حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرهندی ملاقات نمودند و او را اجازت طریقهٔ علیهٔ کبرویه بخشیدند و نیز اجازت سند حدیث مهربانی فرمودند و خود را در اندک زمان از حرمین بازگشت تشریف آوردند و کتب تفسیر و فقه و حدیث وغیره که درین شهر نبود همراه آوردند *تحفه* وقتی در هندوستان باشاه بسیری نظری داشت کسی او را استهزا نمود که ایشان را تکلیف آموختن کیمیا باید کرد چون بخدمت اظهار این معنی نمود فرمود صنعت کیمیا ندانم لیک ٭ خاک را زر کنم بهمت نیک ٭ درزمان مشت خاکی را برداشتند

در زمان نزد خالص شد **تحفه** همچنین در بلاد هند کسی گفت که در زمان پیشین بنظر اولیا
سنگ را طلا می شد حضرت ایشان بالحاح یکی از دوستان بر سنگ پاره نگاه فرمود طلا
شد حاضری آن را تبرک خواست بوی مرحمت کردند **تحفه** و نیز بعضی از رفقای ایشان
می آرند که وقتی در آگره بودیم که آنحضرت را در خواب قیلوله جنبشی عظیم واقع شد و بعد
ساعتی جامه سفید بر بدن مبارک ایشان ظاهر گشت چون از آنحال باز آمدند فرمودند که
حضرت رسالت مآب صلی الله علیه وسلم و مخدوم اعظم بر من جلوه گر شدند و حضرت مخدوم
بعرض عالی رسانید که این مرید صادق من است آنحضرت جامه مبارک خود بایشان داد
که باین فرزند بده فی الحال جامه مبارک پوشیدم و بشارتها یافتم چنانچه در مغازی النبی
فرمایند ع هم انجا کمین بنده آن خرقه دید + که از خاتم المرسلینش رسید + گویند آن جامه
تا حین حیات ایشانرا موجود بود بعده بخواجه حبیب الله نوشهری بخشیدند وی بخلیفه خود
زین الدین علی دار عطا فرمود حضرت شیخ نوری میفرماید که من آنجامه مبارک را زیارت
کرده ام و آنجامه مقدس تاحال نزد احفاد خواجه زین الدین موجود است که بروز عرس
ایشان انشا نذهی می کنند **تحفه** روزی با جمعی از یاران خود قریب صد کس بزیارت
درویشی رفتند و درویش یک آثار طعام پیش آورد و حضرت ایشان بسم الله کرده
قسمت فرمودند همه ها سیر خوردند و در چراغ لطایف کرامات و مقامات ایشان مرقوم است
صاحب تصانیف بسیار است از انجمله تفسیر قرآن عربی و فارسی و شرح صحیح بخاری عربی
و فارسی و پنج گنج بمقابله خمسه عبد الرحمن جامی و مناسک حج و حاشیه توضیح و تلویح
و تفسیر دو پاره فارسی اخیر قرآن و روایح و شرح رباعیات و رساله اذکار و کنز الجواهر و
چهار کتب معما و شرح ثلاثیات امام بخاری و دیوانی غزلیات و نعوت و قصاید و دو
شرح چهل حدیث در مناقب شاه ولایت و اهل بیت وغیره از ایشان یادگار است غرضکه
تمام عمر مبارک در اجرای احکام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت بسر بردند آخر الامر
در سنه ۱۰۰۳ یکهزار و سه بتاریخ دوازدهم ماه ذی قعده بعد العشا یوم پنجشنبه بسن شریف
هفتاد و پنج انتقال فرمودند در محله زینه کدل متصل خانقاه خود آسودند مقبره ایشان
زیارتگاه خاص و عام است + و در تاریخ حسن مرقوم است ع شیخ یعقوب صرفی از دنیا
ارجعی خواند و رفت در عقبی + سنه وصل و عمر و مولودش + کرد موزون حسن ز طبع د

شیخ حی زادہ کردہ عمر عجیب | رحلتش افضل انام گو | و خلفای ایشان بسیار اند از انجمله

جناب شیخ محمد برادر عینی آنجناب کہ تربیت صوری و معنوی از انجناب یافتہ پیش از دو
سال بارشاد تکمیل و اکمال فایز شد و بعد آن حضرت ترویج خانقاہ و تربیت طالبان آلہ
فرمود غیر ازین بزرگوار حضرت ایشان را برادران دیگر ہم بودہ ہمہ صاحب علم و صلاح و تقوی
رحمہم اللہ تعالی اکبر و اول خلفای حضرت ایشان جناب میر محمد خلیفہ ست پسر یوسف میر
وزیر زادہ غازی خان چک بود بر سنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارادۂ عداوت بجناب
حضرت ایشان آمدہ بود جذبۂ آلہی در رسیدہ ترک ہمہ کردہ ملازم عتبۂ علیہ شد بکثرت مجاہدات
رفتہ رفتہ مرتبہ خلافت یافت و در زمانیکہ حضرت ایشان برای مہم ملک بہند رفتند
و میر محمد خلیفہ را گذاشتہ و اصحاب عمدہ را حوالۂ تربیت او فرمودند مثل حضرت خواجہ
حبیب اللہ نوشہری و مولانا حسن آفاقی و شاہ قاسم حقانی و سید میر حمزۂ کبریی و بابا
نازک ہمدانی و شیخ یوسف و خواجہ محمد یوسف مانتجی و میان شیخ ناصر و اخوند ملا مہدی علی
بلخی و میر یوسف و مولانا حسن ترکی و شیخ بہادر و مولانا نصیب خلیفہ و ملا شریف خادم
ہمہ را در غیبت حضرت ایشان بہ تکمیل رسانید و ہر کدام از مشایخ روزگار بود حضرت میر محمد
خلیفہ باستدعای والی پکھلی در پکھلی سکونت نمود و سلطان انجا خانقاہی برای ایشان
بنا کردہ چہارم محرم سنہ ہزار و پانزدہ رحلت فرمود۔ و حضرت میرزا محمد کامل بدخشی را
اجازت سلاسل خمسہ بواسطۂ شیوخ ایشان رسیدہ ست چنانچہ در ذکر ایشان خواہد
آمد از انجملہ اجازت سلسلۂ شریفہ چشتیہ بواسطۂ حضرت جامع الکمالات حاصل نمودہ اند

سلسلۂ شریفۂ چشتیہ

حضرت سلطان المشایخ شیخ یعقوب صرفی و ایشان از شیخ سلیم چشتی و وی از خواجہ
شیخ علاء الدین لاہوری و وی از حضرت شیخ سراج الدین عثمان چشتی و وی از حضرت
خواجہ نظام الدین اولیا و وی از خواجہ فرید الحق والدین گنج شکر و وی از خواجہ قطب الدین
بختیار اوشی کاکی و وی از حضرت خواجۂ خواجگان معین الحق والشرع والدین حسن سنجری
چشتی حسنی و حسینی رض و احوالات ایشان در شجرہ چشتیہ مرقوم گردیدہ ست و در تاریخ شایق
در ذکر جامع الکمالات آوردہ است | ملاقات کردہ بشیخان دین | نمود استفادہ ز اہل یقین
ز شیخ جہان شیخ ابن حجر | شدہ بہرہ ور صرفی نامور | اجازت بتحدیث حاصل نمود

کمالِ دگر بر کمالش فزود
پس آن شیخ یعقوب صرفی علم
که در راه اقبال بشتافته
در آنوقت او شیخ الاسلام بود
سر عالمان مفخر اهلِ راز
اجازت دران سلسله یافته
همان بوحنیفه امامِ کرام
ز بغداد برگشت آن مقتدا
بکشمیر آن خرقه است آشکار
دگر ره سوی هند آورده روی

مشایخ بسی دیده آن حق قرین
ببغداد رفته ز بیت الحرم
با آن شیخ چشتی مسمّی سلیم
درین سلسله صاحبِ نام بود
یکی بحر عرفان شده موجزن
ز بغداد زان پس عنان تافته
ببغداد با شیخ صرفی رسید
بیاورد با خویش آن خرقه را
از انجا سوی کربلا شد روان
همیکرد از اولیا جستجوی

بنا رم مفصل نمودن بیان
ببغداد خوش دولتی یافته
سر چشتیان پیشوای علیم
ملاقی شده صرفیِ پاکباز
همه گوهرش شاه وارِ عدن
یکی خرقه بود از امام الانام
چو جان در بغل خرقه را درکشید
درینوقت هم زان نموده شعار
شد از طوف مشهد سجاده نشان
و حضرت شیخ سلیم چشتی

فتحپوری فرزند بهاء الدین از اولاد شیخ فرید الدین گنج شکر است و شیخ در ۸۸۳ه هشتصد و هشتاد و سه متولد شده و کلمه نجم معرفت تاریخ ولادت اوست سه مرتبه بحج رفته و سال تشریف آوردن او از حج بموضع سیکری صوبهٔ اکبر آباد در سال نهصد و هفتاد و یک و اکبر بادشاه را بایشان اخلاص و اعتقاد بسیار بود در اکبر نامه مسطور است مدعا که شیخ سلیم عمری دراز یافته بیست و هفتم رمضان سنه نهصد و هشتاد از جهان انتقال فرمود و سالِ ترحیلِ آن ولی کریم * هاتفم گفت بدر خلد سلیم۔

تحفهٔ دوم در ذکر حضرت شاه قاسمِ حقانی رحمة الله علیه

ابن میر اسماعیل شامی ابن میر ابراهیم شامی ابن میر شمس الدین شامی که اسلاف حضرت شاه ترک سلطنت شام کرده همرکاب حضرت سید علی همدانی رض ترک دنیا نموده بایشان رفیق شدند چون بکشمیر رسیدند در محلهٔ علاء الدین پوره اخلاصمندی زمین سکنی خود بایشان نذر کرد و اولاد و احفاد ایشان درین خطه سکونت کردند شاهِ محمد قاسم را بعضی ملا قاسم و بعضی حاجی قاسم می گفتند در علوم غریبه و فنون عجیبه دستی تمام داشت و در امر و نهی بسیار میکوشید همدران زمان میر محمد خلیفه سرمست رقص و وجد و سماع بود ملا قاسم قصد اجتناب او میداشت و میگفت از مریدانِ او هر کرا صد صد تازیانه خواهم داد

حضرت شیخ نوری در فتحات آورده حضرت ایشان در اکبرآباد بودند و بنام خلیفه قلمی
داشتند که ملا قاسم را قصد احتساب شما مرکوز خاطر ست انشاء الله تعالی حیات بقید
خواهد آمد که دیگران تا دیب نمایند روزی میر محمد خلیفه در قصبه پانیپور سماع می کردند و
ملا قاسم غضبناک درآمده چون روی خلیفه دید لرزه بر اندامش افتاد خلیفه به شیخ یوسف
شوقی اشاره نمودند که وقت سگارست شیخ یوسف بدین بیت ترنم ساخت سه خنجر
کشیده بر سر قلم شتاب چیست ٭ خود کشته می شوم و ترا اضطراب چیست ٭ ملا قاسم بوجد
آمد و بیهوش افتاد تا که وقت نماز ظهر رسید و شیخ یوسف این بیت سرود نمود سه ای
گرفتار وصالش تا کی گردی برون ٭ اندر آ تا گویمت اسرار از راز درون ٭ ملا قاسم چشم
وا کرده بر پای خلیفه افتاد چون اذان ظهر خواندند ملا آب وضو برای خلیفه آورد خلیفه بعد
نماز فرمودند ای ملا قاسم باشی پادشاه گفت هرچه فرمایند خلیفه گفت حضرت ایشان مرا
فرمودند که امروز هر که پیش تو میفرستیم او را شاه باید گفت اکنون ترا خطاب شاهی دادیم
بعد چند روز حضرت خلیفه در موضع کریریه تشریف بردند و جناب شاه برافقت میر حمزه
کریری معتکف داشتند تا که شاه در عرصهٔ چندگاه منازل اطوار سبعه طی کرده بدرجهٔ تکمیل
رسید و افوق همه شد چون حضرت ایشان بکشمیر آمدند حضرت شاه را از خدمت خاص
اختصاص بخشیدند و وقت اخیر خرقهٔ خودش پوشیدند و رتبهٔ خلافتی عطا کردند تا که بعنایات
آنجناب از اهل حال و ذوق و کمال شد تحفه آورده اند چون حضرت شیخ بابا دالی بکشمیر
روانه شد حضرت ایشان در سفر بودند ملاقات همدیگر نموده حضرت شیخ با ایشان گفت که
بقصد سیر کشمیر بر آمدم کسی را از یاران خود بین نشان دهید که رفاقت من کند حضرت ایشان
فرمودند که شاه قاسم را لیاقت خدمت و رفاقت درویشان ست چون بکشمیر رسید حضرت
شاه ملازم صحبت حضرت شیخ ماند روزی حضرت شیخ گفت که میر یعقوب مرا چنین گفت
حضرت شاه از بردن نام حضرت ایشان باین وضع ملول شد در زمان حضرت شیخ را
غنودگی شد دید که جناب مقدس رسالت صلی الله علیه وسلم در کشتی نشسته اند و پیش روی
آنحضرت درویشی دیگر ست عرض کرد که ایشان کیستند آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمود اگر
در مجلس ملفوظ ایشان میگفتی درویش حقانی آزرده نشدی چون بخود آمد نام حضرت
ایشان با ایشان مشهور شد و شاه را حقانی لقب گذاشتند از حضرت صلی الله علیه وسلم

ہر دو بزرگوار بہمان خطاب مخاطب شدند تحفہ روزی حضرت ایشان وقت نماز
جمعہ بہیبت فرمودند کہ ہمراہ من اینوقت کہ می آید کسی جواب نداد حضرت شاہ گفت
من حاضرم فی الحال ہر دو از مجلس غایب شدہ در مکہ معظمہ نماز خواندند و در مدینۂ
مطہرہ سرور کاینات را سلام کردند و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد جواب
سلام بحضرت ایشان فرمودند کہ این پسر تو در عجم بمثل ست و پہلوان آخر ست و نام
تو زندہ خواہد داشت پس اصحاب عظام در حق شاہ دعا کردند چون حضرت ایشان باز
آمدند مجلسیان را فرمودند کہ امروز نثار ہا رفت و باین جوان نصیب شد و حضرت شاہ
بزیارت حرمین بعد انتقال حضرت ایشان ہفت مرتبہ مشرف شدند تحفہ روزی از
حرارت ذکر جامۂ ملبوس او بسوخت تحفہ بعد انتقال حضرت ایشان بزیارت حرمین
مشرف شدند و در اثنای راہ با اکابر اولیا صحبت داشت از انجملہ در صوبہ اجین بزیارت
شیخ فیض اللہ قادری فایز شدند و ایشان در جنگل معتکف بودند و حضرت شاہ ہم بصوم
متوالی یک اربعین در انجا معتکف شدند و بعد اتمام اربعین بشیر مادہ آہو ہر دو افطار کردند
چون شیخ فیض اللہ مجاہدہ ایشان مشاہدہ نمود اجازت سلسلۂ قادریہ بوی عطا فرمود
و کرتۂ مبارک حضرت غوث الاعظم رض و خرقہ و تسبیح حضرت شاہ ہمدان وغیرہ تبرکا بوی
بخشیدند کہ تا حال در محلہ نو پرستان نزد احفاد ایشان موجودند تحفہ می آرند کہ چون
حضرت شاہ در فتحپور رسیدند و با شیخ سلیم چشتی ملاقات نمودند حضرت شیخ استعداد ایشان
دیدہ ارشاد سلسلۂ چشتیہ بایشان بخشیدند و لوپی حضرت خواجہ معین الدین چشتی با تبرکات و
عنایات دیگر با دعا فرمودند و رخصت سلسلۂ شطاریہ با قدم رسول یافتند تحفہ در کتاب
معرفۃ الحقائق از شاہ یعقوب خفانی می نگارند کہ در ایام مرض موت آنجناب یکی از مریدان ایشان
در خانقاہ معلی بود شخصی از وی پرسید کہ احوال پیر تو چگونہ ست مرید گفت ہمچنان بیمار ست
آن شخص گفت انجام او بخیر باد مرید گفت چرا ایچنین مردم را انجام بخیر نباشد کہ بدعای چو تو
حبسی محتاج گردد آن مرد گفت وی برخلاف امر شریعت ہمیشہ ساز و انی می شنید ازان رو
میدانم کہ احوال او چگونہ باشد وقتیکہ مرید در خدمت حضرت شاہ رسید آنجناب فرمودند
کہ در خانقاہ معلی با فلان شخص چگونہ گفتگو کردی راست بگو دی چہ گفت تو چہ گفتی مرید
حقیقت واقعی حرف بحرف بیان نمود حضرت شاہ بجوش آمدہ فرمودند کہ من مدت العمر خود

صدای ساز و نی شنیدم هرگاه انجام من بخیر گردد بعد وفات من نیز از خاک من درختان نی تا قیامت خواهند روئید و اگر انجام من بخیر نگردد و نی از مرقد من فوراً نجوشد پس بر من نفرین کنند و لاشه من از گور کشیده در شمشان مابه سومه بسوزانند که من بعد هیچ کسی دعوای درویشی نکند همین که قبر ایشان پوشیدند و فاتحه خواندند برابر سر ایشان شاخ نی روئید و تا یک شبانروز تمامی مقبره از شاخ نی سبز شد در باب روئیدن نی صاحب بحر العرفان و فتحات آورده اند در چراغ لطایف مرقوم ست مدعا که حضرت شاه فرید دهر و یگانه عصر بود بتاریخ ۲۹ ذی الحجه ۱۰۳۲ سنه یکهزار و سی و دو بحساب کشمیر ۲۹ ماه پھاگن انتقال فرمود و در محله علاء الدین پوره آسوده - مقرب خاص - شیخ الکامل تاریخ اوست -

سلسلۂ شریفه نقشبندیه

راز دار احمد از بو بکر و سلمان آمده	بعد قاسم باقر و صادق بعرفان آمده
بایزید و بو الحسن پس بو علی فارمد	یوسف و پس عبد خالق پیر غجدوان آمده
عارف و پس خواجه محمود و علی رامتین	خواجه بابای سماسی مستِ یزدان آمده
پس کلال و پس بهاء الدین محمد نقشبند	خواجه یعقوب و عبید الله ذیشان آمده
از محمد قاضی آمد فیض احمد خواجگی	خواجه اسلام زان پس کان ایقان آمده
خواجه دیوانست زان پس شاه قاسم لس حبیب	اکمل الدین مرشد نوری بعرفان آمده

حضرت شاه قاسم حقانی در سورت ابندر رسیده از خواجه جمال الدین معروف بخواجه دیوانه سلسله نقشبندیه حاصل نمودند و در صومعه ایشان باجازت ایشان تا یک اربعین معتکف شدند و کمربند حضرت خواجه بزرگ و رومال ایشان تبرک یافتند و حضرت خواجه جمال الدین از خواجه اسلام جویباری پوشیده و وی از مخدوم خواجه احمد کاسانی و این مخدوم اعظم از ترکستان ست سید صحیح النسب و کاسان درمیان بخارا و سمرقند واقع شده و از آنجا هجرت نموده بسمرقند تشریف آورد شب در دشتی از نواحی آن بسر برده و ده شاخ بید خشکی افتاده دید برداشته بدست مبارک خود مغروس ساخت در زمان سبز شد دیگر اقامت همانجا فرموده لهذا بده بیدی معروفست و بعض احفاد ایشان در عهد عالمگیر بادشاه بکشمیر آمده اند

خلفای حضرت شاه قاسم حقانی

شیخ طاهر بحیه که نسبت دامادی نیز بآنجناب داشت و باندک جرائی کارش بجنون کشید

وریش تراشید و در موضع بچهواره عورتی بعقد آورد و از بطن وی فرزندی متولد شد
که او را بابا قایم نام کردند عمر عزیز خود در ورع و تقوی و ارشاد خلق بسر برد شیخ بابا فرزند
دوم شیخ طاهر هر دو فیوض باطنی از والد ماجد خود و ارشاد سلسله کبرویه حاصل کردند هر سه
در بچهواره آسودند خواجه قاسم ناشوانی سوداگرزاده بود بعنایت آلهی در صغر سن نظر عنایت
حضرت شاه یافت و بحالات و کمالات فایز شد در حرارت ذکر شرری از سینه اش سر زد
کرنه را بسوخت آتش بسقف خانه رسید مردم خبردار شده سرد کردند جمعی از خدمت ایشان
بفیض رسیدند و در وقت سفر حج حضرت شاه ایشان را قایم مقام ساخته در سنه ۱۰۵۹ قضا کردند
در محله ناشوان آسود بعد ایشان خواجه محمد محسن قایم مقام گردید مولانا یعقوب نانت
پسر وحید الدهر و فرید العصر حضرت مولانا جوهر نانت علامه است که در سند حدیث خاتم المحدثین
بود و تلمیذ ابن حجر مکی و از صفای باطنی کشف مغیبات داشت ایشان را مفتی الثقلین می گفتند
و در صغر سن بنظر کیمیا اثر حضرت محبوب العالم رح فایز گشت چون حضرت بابا داود خاکی مولانا را
دید قصد نمود که از محبوب العالم این پسر طالب علم بطلبم و در حضور خود تربیت نمایم که قابل
تربیت است حضرت سلطان العارفین همان لحظه مولانا را آورد و تلقین کرد که ای جوان
چه میخوانی گفت شرح عقاید را مطالعه میکنم فرمودند نزد شیخ داود خاکی بخوان پس قبول نمود
مدتها که ملا یعقوب از خدمت پدر بزرگوار علوم ظاهری و باطنی و ارشاد سلسله سهروردیه حاصل
نمود پس بجذبه آلهی بخدمت حضرت شاه قاسم حقانی شتافت تا از خلفای کمل ایشان شد
و در جمیع علوم مهارتی تمام داشت و در مجاهده و ریاضت بسیار کوشید و در افاده خلق الله
همیشه شاغل می بود و چون انتقال نمود در مزار شاعرداری جوار والد خود آسود و مولانای
موصوف جد مادری والد مؤلف است شاه قطب الدین فرزند حضرت شاه است حضرت شاه را
فرزندی تولد نمی شد آخر شاه حسین لاهوری قادری با حضرت شاه عقد اخوت داشت
بشارت فرزند داد در سیرت و صورت خلاصه صنع پروردگار بود در صغر سن بحفظ قرآن و از
بعضی علوم بهره ور شده چون بعمر دوازده سالگی رسید حضرت شاه انتقال فرمود تربیت و
خط ارشاد او حواله خواجه قاسم شد و در اندک زمانی بکمال رسید پس بقده سال خط ارشاد
حاصل کرده و فرزندان او هم نسلا بعد نسل بصلاح و تقوی آراسته بودند و در سنه ۱۰۷۲ ۲۹ ذی الحجه
انتقال فرمود عمر شریف شصت و سه سالی داشت در جوار والد خود آسود شاه محمد مؤمن فرزند

شاہ قطب الدین ست صاحب مقامات و مشاہدات بود رتبہ انتساب از شیخ اکبر خراسانی
یافتہ بسن پنجاہ و چہار در سنہ ۱۰۹۹ بماہ ربیع الثانی انتقال یافت در مقبرہ آبا آسود شاہ محمد
صدیق بن شاہ قطب الدین ست ارشاد کبرویہ از پدر خود حاصل نمود ۲۹ ذیقعدہ در سنہ ۱۱۲۷
انتقال نمود در مقبرہ آبا آسود شاہ مظفر الدین حقانی فرزند شاہ قطب الدین ست صاحب
ورع و تقوی بود در سنہ ۱۱۱۹ رحلت کرد در مزار سلاطین قریب مسجد گاڈہ یار مدفون ست
شاہ یعقوب حقانی نبیرۂ شاہ مظفر الدین ست صاحب معرفت روحانی و عالم ربانی بود
در خدمت خواجہ عبد اللہ بخاری شتافتہ خلعت ارشاد حاصل کرد و کتاب مرقۃ الحقانی تصنیف
اوست در مزار اسلاف آسود بابا عبد الرحمن بلخی فرزند بابا حاجی بلخی از مریدان شاہ ست
مدتی در غار آنجا بجای پدر منزوی شدہ بود و فراز آن غار بر بلندی مدفون ست
شیخ ناصر حجام از مریدان شاہ ست خرقہ خلافت حاصل نمود تا چہل و دو سال پہلو بر زمین
نہادہ در شاہ آباد آسود بابا نور وز ریشی از مریدان شاہ مظفر الدین ست اطراف و نواحی
کشمیر سیاحت نمودہ چون بقریۂ فھاک پرگنہ بیروہ رسید انجا در وسط کوہ مقامی ست
کہ آنرا سوچل پتر گویند در انجا منزوی شد چون وفات یافت انجا مدفون شد شیخ
عبد الرحمن کنیلونی مرید شاہ مظفر الدین ست کنیلون قریہ ایست متصل قصبۂ بیجبارہ شیخ نوری
فرمود فقیر وی را دریافت عزیزی صاحب تصرف دید در ہمان قریہ مدفون ست بابا شریف
ناگامی پیر بش بابا زاہد ناگامی ہر دو از مریدان حضرت شاہ اند صاحب کمال و برگزیدہ
حال بودند بابا زاہد با وجود نظر شاہ حقانی از صحبت خواجہ قاسم ہم مستفید شدہ در حادثۂ
آتش سوختہ برحمت حق پیوست محمد مراد پوشہ ٹینگو مرید زاہد بابا ست کہ درویش آزادی بود
ریاضات و مجاہدات بسیار ورزیدہ آخر عمر خانہ نشین شد در سنہ ۱۱۲۲ نقل فرمود در محلہ نرپرستان
آسود لالہ بابو ہمدانی مرید زاہد بابا ست کہ در اطراف پانپور سکونت داشت و عمر بریاضت
گذرانید والد خواجہ اعظم از مریدان اوست در سنہ ۱۱۲۲ رحلت نمود در مسکن خود آسود و عمر ایشان
نود سال بود عبد الرحیم کبروی از مریدان محمد مراد پوشہ ٹینگو ہفتاد سال در تفرید و تجرید گذرانید
و از فیوض باطنی عالمی مستفید گردانید خواجہ یعقوب منو از مریدان شاہ ست از خود فانی بود
حالات عجیبہ داشت در صحن خانقاہ معلی آسود میر حبیب اللہ فرزند خواجہ حسن آفاقی مرید شاہ ست
از اہل وجد و حال برجستہ احوال ستودہ خصال بود در مقبرہ والد ماجد در نوشہرہ مدفون ست

خواجہ صالح اشائی خواجہ رجب خواجہ احسن اللہ شیخ حسین کلو شیخ عبداللہ چک ہر یکی از مریدان شاہ صاحب کرامات وکمالات عجیبہ بودند لالہ مانجی مرید حضرت شاہ است مدتی در ریاضات وعبادات شاغل وعامل بود عاقبت مغلوب الحال شدہ ہمیشہ در کوہ وصحرا گشت ہفدہم محرم سنہ ۱۰۶۲ رحلت نمود در محلہ باروت سازان متصل نواب بازار قریب مسجد آسود خواجہ حسن پال شیخ داؤد شوقی شیخ سبکی بیگ بہلوج بابا یوسف شیخ مہدی راتہر شیخ ابراہیم سوقی شیخ مہدی وجدی خواجہ عبداللہ بانڈی از مریدان حضرت شاہ اند احوال ومناقب ایشان در چراغ لطایف مرقوم است۔

تحفہ سوم در ذکر چراغ بزم انوار حضرت خواجہ یعقوب دار قدس سرہ

وی از احفاد ملک ریگی دار ست کہ در عہد سلاطین نامدار رئیس با اقتدار بود خانقاہ او بر لب دریای بہت مشہور ست و در عہد طفولیت بصحبت حضرت شاہ قاسم حقانی رسیدہ در اندک زمانی تفوق بر اقران حاصل نمود و در فضل وکمال و وجد وحال دران زمان افضل رجال بود وخوارق بیشمار ازو ظہور نمود در سن سی و دو سال انتقال فرمود تحفہ شیخ نوری آوردہ کہ وقتی کہ در شکم مادر بود شاہ حقانی بتقریب ضیافتی در خانہ والدہ اش رفتہ بفرزندی قبول کرد تحفہ روزی جماعتی از یاران ایشان از بروز چہل وجود ساختن شاہ ہمدان کہ باعث تصنیف چہل اسرار ست تعجب میکردند خواجہ فرمود امروز روز جمعہ است ہر کسی در مسجدی علیحدہ رفتہ نماز بخوانید یاران قریب صد کس در مسجد رفتند و در ہر مسجدی خدمت خواجہ معاینہ کردند تحفہ حضرت خواجہ حبیب اللہ عطار فرمودند کہ در ایام طفولیت روزی براہ میرفتم نظر خواجہ یعقوب بر من افتاد پرسید کہ این پسر کیست مریدان عرض داشتند کہ پسر خواجہ ابراہیم بود پدرش مرد ویتیم ست فرمود این پسر من ست پس مرا بخانہ خود برد تحفہ وقتیکہ حضرت شاہ قاسم بزیارت حرمین تشریف بردند خواجہ یعقوب دار اینجا قایم مقام بود حسب تقدیر روزی یکی از مریدان ایشان محتضر شد و در حالت احتضار دیدار حضرت خواجہ آرزو کرد وایشان آنوقت در مراقبہ بودند ومریض جان داد و در نعش کشیدہ بجنازہ آوردند آنزم خواجہ بر جنازہ او رسید گفت ای فلانی بر خیز چرا تمنای دیدار من بگور میبری فی الحال میت زندہ شد وغذا طلبید پس تا عرصہ سی وشش سال زندہ ماند آنوقت حضرت شاہ در سورت بندر بود واز زبان شاہ نعمۃ اللہ

قادری که بکشمیر برای تربیت حاجه بابا قادری آمده هنگام مراجعت اینحکایت بعرض شاه رسانیدند در زمان شاه را تبدیل حال شد و بشیخ ناصر حجام که همراه رکاب ایشان بود فرمود که امروز موئی از بروت من سخت شده است وی گفت کشیدن بهتر ست و در حال یکموی از بروت ایشان برکشید و همان روز خواجه حبیب الله عطار بعلت حصبه بیمار شده خواجه یعقوب مرض او بتوجه باطنی برخود گرفته تمام بدن ایشان رنگ کبود گرفت و فرمود امروز وقت من بآخر رسید رفاقت من که کند خادم خواجه درده بود بکشف دریافت و بعرض رسانید که مرا قبول فرمایند خواجه فرمود که فلانی درده ست امروز وی از ینعالم میگذرد و بجوار قبر من دفن خواهید کرد لاجرم وی درده رخت حیات بست و بامر ایشان در یک گور میان دو لحد هر دو بزرگوار را دفن نمودند یازدهم ماه صفر سنه یکهزار و سی نقل کرده در محله سازه گری پوره مدفون نمودند (تاریخ) بلبل دل ز باغ سر زده گفت ٭ هادی دهر خواجه یعقوب

تحفهٔ چهارم در ذکر چراغ بزم انوار حضرت خواجه حبیب الله عطار قدس سره

فرزند خواجه ابراهیم گانی ست که از روسای ایندیار بود و پدرش در صغر سن از سر گذشت و در فتحات آورده روزی خواجه یعقوب دار او را سر راه دیده بفرزندی معنوی پذیرفت و از روی استعداد باطنی و حسن صورت ظاهری شیفته او شد تحفه چون حضرت شاه حقانی از سفر حج بکشمیر مراجعت فرمودند مریدان را پرسیدند که احوال حضرت خواجه یعقوب دار که امانت ما بکسی سپرد یا همراه خود برد بعرض رسانید که با خواجه حبیب الله نام پسری طریق عشقبازی می ورزیدند شاید بوی سپرده باشد حضرت خواجه فرمود پس مرا بحضور طلبیدند که دران ایام بسن هژده سال بودم بدان مجلس مشرف شدم حضرت شاه بحضار فرمود که سبحان الله جناب مقدس رسالت صلی الله علیه وسلم در مدینه منوره این جوان بمن سپرده است پس مرا تلقین سلوک و تعلیم مراقبات فرمودند فی الفور ابواب فیوض باطنی بر من مفتوح گشت پس از من پرسید که از احوال پیر خود چیزی بیان کن گفتم آنچه احوال مشایخ شنوده بودم آنرا از ایشان دیدم پس فرمودند که پیر توجه قسم اعتقاد ما داشت عرض کردم کما ینبغی عرض نتوانم کرد مگر یک قصه که بحضور من واقع شد که روزی از شخصی سوال کردند که از کجائی گفت از علاء الدین پوره از همسایگان ملا قاسم گفت آنکه درویش ست غضب بر ایشان مستولی شد ناگاه آن شخص بی اختیار

مانند گرد کان از زمین برمیخواست و بسقف ہمی پیوست بعرض رسانیدم که این می مرد فرمود مگر من مُردم ساعتی نگذشت که آن مرد جان بحق تسلیم کرد بعده حضرت شاه مراد رخدمت خود گرفتند تامن در خدمت خواجه یعقوب بودم ہیچ ذکری وشغلی ندانستم ولهذا حضرت خواجه را دو نسبت مینویسند نسبتهُ الصحبتهِ الی الشیخ یعقوب دار و نسبتهُ الخرقه الی الشاه الحقانی چون وقت شاه بآخر رسید فرمودند که من سرمایهٔ خود را سه حصّه کردم دو حصه بخواجه حبیبُ اللہ دادم ویک حصه برای شاه قطب الدین نهادم چون ایشان را پنجاه و دو خلیفه بودند این معنی بعضی را گران شد پس مرا خرقه ارشاد بخشیدند و بالطافہا مکرم فرمودند تحفه بابا عبد النبی کبروی فرزند بابا نازک ہمدانی که از مشاہیر مشایخ عصر بود بتقریب عرس حضرت شاه ہمدانی رضی اللہ عنہ ضیافتی ساخت علما و مشایخ و سادات را دعوت نمود حضرت خواجه احمد نیز باجابت آن رفتند اتفاقاً ملا سلطان مانتجی مفتی از در درآمد ہمه حضار تعظیم وی برخواستند حضرت خواجه اکثر مراقب می بودند و در آمدن مولوی اطلاع نیافته تعظیم نفرمودند این معنی وی را گران آمده چون سر از مراقبه برداشتند اتفاقاً حرفی مذکور مجلسیان شد حضرت خواجه جواب آن کما ینبغی ادا فرمودند مولوی را کینه عدم تعظیم در دل بود خطاب بحضرت خواجه نمود خاموش باش که تا اہل علم حاضر باشند امّی را کے سزاست که حرف بزند حضرت خواجه فرمود امی لایق مجلس اہل علم نیست و انجا بوی نفاق می آید این بگفت و روی از مجلس برتافت مضیف ایشان را در راه گرفته و بالحاح پیش آمده جای دیگر نشانیدند و درین اثنا شخصی آمده بعرض خواجه رسانید که مولوی بحاضران مجلس گفت که شما گواه باشید که این مردم را منافق گفت فردا سر معدله وی را مثل منصور بسزا رسانم حضرت خواجه فرمودند ؎ چیشم دارم که ہم درین محفل ٭ قہر حق میشود برو نازل ٭ مولوی گر بعلم مغرورست ٭ تا بفرداش راه بس دورست ٭ گر منم جانشین درویشان ٭ مولوی شد حوالهٔ ایشان ٭ ہمین وقت در عین خوردن مولوی را تی شده مفلوج گشت از انجا برداشته بخانه اش بردند پس از معالجهٔ حکما کارش به نشد بنا بران کسان مولوی بدولتخانهٔ ایشان آمدند و عجز و التجا از حد گذرانیدند حضرت خواجه را بر حال وی رحم آمده برای حصول صحت وی دست دعا برداشتند در زمان زبان مولوی کشاده شد گفت علیکه خوانده ام مرا نمودند دیدم که قدری ہیچ ندارد و میگویند تیر که گذشت برگشتنی نیست حضرت خواجه بوی فرمود که اکنون توبه کن که شاید ایمان بسلامت بری پس استغفار خوانده زبانش باز بسته

شد پس وی را بر داشته بردند در راه جان بحق تسلیم کرد **تحفه** حضرت خواجه فرموده که من بعد وفات حضرت شاه در باغ نهال معتکف شدم روزی جناب مقدس نبوی صلی الله علیه وسلم بر من جلوه گر شدند فرمودند سه هر که افتاد قبول تو قبول افتادم **تحفه** و نیز فرمودند که در خواندن اوراد فتحیه چون فقرهٔ الصلوة والسلام علیک یا شفیع المذنبین خواندم سید عالم سه پرتو همایون بر من افکنده فرمودند که این کلمه را از زبان تو مرا بسیار خوش می آید همیشه سه بار تکرار آن باید کرد **تحفه** حضرت شیخ عبد الوهاب نوری فرموده که جدهٔ مادری فقیر که حرم خاصهٔ حضرت خواجه بود گفت روزی از مرض اخیر ایشان در حجرهٔ خود نشسته بودم ناگاه مشکلی پدید آمد و جوانان خوبرو فوج فوج ظاهر شده بدستور بندگان و غلامان ترک تعظیم تمام تسلیمات و نیازمندی بجامی آوردند و باز غایب می شدند عرض نمودم که اینها کیان بودند فرمودند که انفاس های مقبولهٔ من که برای استقبال من آمدند پس همان روز برحمت حق پیوست بتاریخ دوم ماه رجب سنه یکهزار و هشتاد بسن هفتاد سالگی رحلت نمودند در محلهٔ قطب الدین پوره مقبره

سلسلهٔ شریفهٔ قادریه بواسطهٔ حضرت میر نازک قادری

ایشان از احفاد میر علی بخاری در عهد سلطان زین العابدین در کشمیر آمده اند

در طریقت پیشوای پیشوایان نازک است	در حقیقت مقتدای مقتدایان نازک است
نور چشم عارفین و خضر راه اهل دین	شاهباز اوج شوق و ذوق عرفان نازک است
رهنمای سالکان طالب راه هدی	در طریق قادریه پیر پیران نازک است
گفت هادی وصف آن شاهنشه دنیا و دین	بر سپهر عز و حدت ماه تابان نازک است

و حضرت ایشان از اجلهٔ شهر و فرید دهر و یگانه عصر بودند و در علوم صوری و معنوی فرد یکتا و چون متولد شدند والد ماجدش در خدمت جناب محبوب العالم آورده عرض کرد که این پسر بشما نیاز آوردم و جناب حضرت مخدوم بروی نظر عنایت و مهربانی فرمودند و از خدمت حضرت شیخ داؤد خاکی اخذ بیعت و طلب راه خدا حاصل فرمود وقتیکه میر اسماعیل شامی رابطهٔ مواخات با حضرت خاکی منعقد ساخت ایشان میر نازک را از حضرت شیخ گرفته بفرزندی معنوی پذیرفت و طریقهٔ قادریه باو تعلیم داد و خط ارشاد اورا عطا فرمود پس حضرت میر لوازم این سلسله کما هو بظهور آورده عمر عزیز خود در فقر و انزوا گذرانید و بغیر جمعه و جماعت از حجرهٔ خود بیرون نمیرفت و فتوحات بفقرا می بخشید مدعا که حضرت میر بتاریخ نهم ذی الحجه ۱۰۲۲ سنه از دنیا نقل کردند سه

تقیا تقیا تاریخ اوست * و احوالات حضرت میر و فرزندان و مریدان ایشان در چراغ
لطایف بر قلم آورده شد و حضرت اخوند ملا شاه گدا از مریدان ایشان بوده موجب آن ذکر
حضرت میر نیمکنا و تبرکا مرقوم گردید روزی حضرت اخوند بنظر فیض اثر حاجی احمد قاری متاثر
شده ترک دنیا نمود و از حاجی موسی تعلیم علوم ظاهری و باطنی یافته و در علم حقایق درس
بیفرمود ظاهراً اوقات خود بدرس قرآن مجید گذرانیده در سنه ۱۰۲۴ رحلت نمود در محله ملارٹه
در آستانه سید میرک اندرابی مدفون است سه هاتفی سال وصل شاه گدا * بر ملا گفت خادم الفقرا
دیگر سه گدای شاه اقلیم ولایت * و در فتحات آورده نسبت اخوند ملا شاه گدا و اخوند ملا
احمد مظفر که مرقد او در محله بمبالله است در طریقه نقشبندیه بسه واسطه بخواجه عبید الله احرار میرسد
و هر دو ایشان جامع بودند میان علوم ظاهری و باطنی و خوارق ایشان از حد بیرون است
و در کسب طریقه و ارادت شریفه باهم رفاقت داشتند اگرچه اوایل تربیت اویسی داشتند
اما اواخر عمر اخوند ملا شاه گدا از خدمت میر نازک قادری اخذ طریق نمود حضرت خواجه حبیب الله
عطار بعد اقامت صحبت رخصت کبرویه بایشان داد و خلافت در طریقه قادریه و نقشبندیه ایشان گرفتند

سلسله شریفه قادریه بواسطه حضرت میان میر لاهوری

بروح پاک پیمبر باهل بیت طهور	بچار یار و بروح حسن جهان سرور
حبیب و طائی و معروف پس سری و جنید	بشیخ شبلی و بو الفضل و بو الفرج بحضور
بشیخ علی و سعید و بشیخ محی الدین	بشاه عبد وهاب و صفی سراپا نور
بروح احمد و مسعود پس علی و امیر	محمد و بمبارک میان خضر مسرور
بحق میر میان و حبیب و اکمل دین	که بنده ناظم نوری رسان بدار سرور

میان میر قادری لاهوری قاضی ساینده ابن قاضی قلندر فاروقی است از اولاد امیر المومنین
عمر بن الخطاب رض ولادت ایشان در سال نهصد و پنجاه و هفت بمقام سیوستان داشت و سن
هفت سالگی پدر عالیقدرش وفات یافت و چون بسن دوازده سال رسیدند در علوم دینی
طاق و یگانه آفاق شدند و چون بعمر بست و پنج سال رسیدند در شهر لاهور تشریف آوردند و بزهد و
ریاضت بحدی مصروف گردیدند که گاهی بشب خواب نکردی و در یکنفس تمام شب گذرانیدی
و بعد یک هفته افطار میکردند در حالات استغراق گاهی تا یک ماه اتفاق خورد طعام نمی افتاد
اویسی نیز بودند که از روحانیت حضرت غوث الثقلین رض تربیت یافتند نام مبارک حضرت

محبوب سبحانی رہ گاہی بی طہارت بر زبان نیاوردہ اند طریقہ ایشان ہمیشہ بموجب سنت نبوی و شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بود حضرت میرزا رح در بحر العرفان سند ارشاد قادریہ آوردہ اند بودہ ست این بزرگ در لاہور + کرد بر شیخ من زباطن زور + خواجہ رفتند سویش از کشمیر + شد مشرف ببزم حضرت میر + یک دو سہ روز پیش ایشان بود + باز از انجا مراجعت فرمود + ہم میان میر قادری بر مرد + رخصت اندر خلافت خود کرد + وفات حضرت میان میر روز سہ شنبہ بعد از نماز ظہر ہفتم ماہ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ یکہزار و چہل و پنج در بلدۂ لاہور در عہد مملکت شاہجہان پادشاہ جمعی کثیر بر نماز جنازہ ایشان حاضر شدند عمر شریف ہشتاد و ہشت سال بود سہ از ربیع نخست ہفتم بود + در دل ہفتہ رحلتش فرمود + مولد و موطنش بہ بنان ست + اینچنین گوہری کجا کان ست + مرشد آن ولی دوست خدا + کہ بفاروق اعظم از آبا + عمر ہشتاد و ہشت سالش بود + کاز زبان کرد سوی خلد صعود + سال نقلش ملک باوج فلک + زد رقم میر جنتی بیشک

ایضاً سلسلۂ قادریہ بواسطہ شیخ جمال الدین قادری بال چھٹی

خواجہ حبیب اللہ عطار فرمود کہ در ایام قحط روزی بطرف نوشہرہ بسیر رفتم دران اثنا درویشی دیدم پرسید کہ تو چہ نام داری گفتم حبیب گفت پدر و مادر را می شناسی گفتم بنیر نمیشناسم گفت چیزی خواندہ گفتم بخیر پس فرمود سہ یار در خانہ و من گرد جہان میگردم + تو نی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرا بطلب تو از مکہ فرستادہ تا با تو صحبت دارم نام من شیخ جمال الدین ست سہ روز ست کہ بطی زمین از مکہ معظمہ بر آمدم و کیفیت در چراغ لطایف مفصل مرقوم ست مدعا کہ رخصت کبرویہ از خواجہ حبیب اللہ گرفتہ و رخصت قادریہ بخواجہ حبیب اللہ دادہ روان شد عمل درود حضور کہ درین سلسلہ ست از اجازت ایشان

سلسلہ شریفہ سہروردیہ

فیض احمد آمدہ بر اہل بیت و چار یار	پس بصری پس حبیب طائی قطب کبار
پس معروف و سری پس پیشوای رہ جنید	بعد ممشاد ست احمد پس عبد اللہ شمار
شیخ ابو حفص و ضیاء الدین و شیخ دین شہاب	پس بہاء الدین و صدر الدین امام روزگار
شیخ رکن الدین و مخدوم جلال الدین حسین	پس محمد بود و سید حامد عالی تبار
بعد وی بو الفتح و سید قاسم شاہ یقین	پس محمد بود و سید احمد قطب کبار
عبد وہابست مخدوم جمال الدین ولی	شیخ حمزہ شیخ خاکی ہر دو شاہ نامدار
خواجہ مسعود و حبیب و اکمل الدین ہدیٰ	از فیوض خاص ایشان حاجت نوری بر آر

خواجہ مسعود پانپوری مرید شیخ بابا داؤد خاکی و با شیخ ہردی ریشی نیز ارادت داشت از تاجران عالیشان بود بتوفیق آلہی دست از دنیا شستہ در طلب قرب مولی برآمدہ در مغارۂ کوہسار عرصہ سہ ماہ بخلوت گذرانید و از انجا باشارۂ حضرت خضر علیہ السّلام بخدمت شیخ خاکی رسید و حضرت خاکی فرمودش خود دنیا مدی تانرا حضرت خضر امر نکرد الحمد للہ باز شکر ست کہ ترا یافتم حضرت خواجہ قوت خود از مزرع زعفران حاصل نمود و آنچہ از فتوح میر سید صرف مساکین و فقرا میکرد و در کسب کمالات سلوک جہد بلیغ نمود و در قصبۂ پانپور کہ وطنگاہ او بود قرار فرمود و بطفیل حضرت خاکی در صحبت حضرت بابا ہردی ریشی فایز گشت تخفہ وقتیکہ حضرت خواجہ حبیب اللہ عطار بامر حضرت شاہ ختانی برای انزوا طرف بانہال از شہر برآمدہ در قصبہ پانپور در خانقاہ خواجہ مسعود شب گذرانید چون حضرت بابا بعد نماز عشا بخواب رفت حضرت شاہ ختانی ایشان را در واقعہ آمدہ گفت امشب فرزندم حبیب اللہ در خانقاہ شما شب گذرانید عجب کہ ضیف را اکرام نکردی چون حضرت بابا بخود آمد مضطرب گشت و پابرہنہ بمسجد آمد ایشان را دریافت و اعتذار نمود ما حضر پیش آورد باہم نشست و از حسن اعتقاد ایشان خوش شدہ رخصت طریقہ خویش و خرقہ بخواجہ سپرد فرمود کہ این خرقہ را من پوشیدم از مخدوم بابا داؤد خاکی و بابا ہردی ریشی و آنہا از محبوب العالم و وی از سید جمال الدین بخاری تا حضرت شیخ الشیوخ فرمودند پس ایشان را رخصت دادند پنجم ماہ صفر سنہ ۱۰۲۱ یکہزار و بیست و یک رحلت فرمودہ در قصبۂ پانپور بمقام مسکن خود آسودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ❊

خلفای حضرت خواجہ حبیب اللہ عطّار

خواجہ محمّد از یاران خواجہ ست صاحب فتحات آوردہ کہ حضرت میرزا اکمل الدین میفرمودند کہ خواجہ محمد قطب زمان بود چون رحلت نمود در صحن آستانہ شیخ گنج بخش آسود خواجہ عبد الرحیم گانی از یاران حضرت خواجہ ست صاحب مجاہدہ و مشاہدہ و نامدار بود و عمر عزیز خود در خدمت خواجہ گذرانیدہ در مقبرۂ ایشان آسود خواجہ حُسین از یاران خواجہ در حالات و کمالات نامی و گرامی بود حضرت خواجہ او را بسیاحت امر فرمود چون در سورت بندر رسید ند جمعی را بر میمونی و تربیت بحق رسانید حضرت میرزا فرمود کہ روزی در خدمت خواجہ نشستہ بودم فرمود کہ مرا در دکن بہر سید بمیدانم کہ احوال خواجہ حسین چہ طور خواہد شد تاریخ نوشتہ گذاشتند ہمان روز دریافت مرتبۂ شہادت وی بود و در سورت بندر آسودہ گردید خواجہ یوسف از مریدان حضرت خواجہ ست مصدر کمالات

عجیبہ و حالات نجیبہ بود در وجد و حال قیل و قالی داشت چون رحلت نمود در حظیرہ حضرت
خواجہ آسودہ گردید میر نعمت اللہ کنٹ بن میر شکور اللہ کنٹ بن شہزادہ میر عنایت اللہ
کنٹ بن خواجہ میر محمد حسین کنٹ کہ ذکر ایشان در نظام الوقایع مرقوم ست داماد و خلیفہ
خواجہ حبیب اللہ عطار ست و میر عنایت اللہ ثانی کہ شاعر فصاحت اثر بودہ و در صحن زیارت
حضرت محبوب العالم قدس سرہ مدفون ست فرزند ارجمند میر نعمۃ اللہ مذکورست ذکر ایشان ہم در
کتب تواریخ و نظام الوقایع مسطورست و میر غلام نبی خانیاری کہ مرجع صلحا و فضلای عصر بودہ از احفاد اوست

تحفہ پنجم در ذکر حضرت میرزا اکمل الدین بیگخان بدخشی علیہ الرحمہ

حضرت خواجہ حبیب اللہ عطار در القاب ایشان نوشتہ اند الشیخ الرضی والصاحب
المرضی المتوجہ الی رحمۃ رب العالمین المتوکل علی مالک یوم الدین شیخ الاسلام
والمسلمین غیاث الحق والشرع والدین شیخ اکمل الدین میرزا محمد کامل
البدخشی رحمۃ اللہ علیہ انتساب نسب ظاہری آنجناب بحضرت قطب الواصلین
سلطان العارفین حضرت سلطان خواجہ احمد یسوی العلوی میرسد کہ اجل خلفای خواجہ یوسف
ہمدانی رض کہ سر حلقہ نقشبندیہ ذہبویہ بودند اتصال نسب بحضرت امام محمد حنیف ابن امام المسلمین
شاہ ولایت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ می پیوندد کہ جد امجد حضرت میرزا مبارک محمد خان
بدخشی کہ یکی از اعاظم امرای تاشکند بود بنا بر انقلاب زمان از انجا برآمدہ در سرزمین بدخشان
سکونت پذیر فتند از ان جہت نسبت بدخشی یافت رفتہ رفتہ وبہندوستان آوردہ و خود را
در دربار جلال الدین ابو المظفر محمد اکبر رسانیدہ در زمرۂ ملازمان منتظم گردید و روز بروز در اعزاز و
اکرام پادشاہی عروج نمود بخطاب محمد قلی خان سربلند شد در اثنا باعزاز نظامت کشمیر
مقرر شدہ وارد خطہ کشمیر گردید و در عہد حکومتش رعایا بعیش و آرام زندگانی کردند و فسادی
کہ در انزمان میان اہل سنت وجماعت و اہل تشیعہ بذریعہ بعض مفسدان برپا شدہ بود فرو نشانید
و عمارت اندرون قلعہ گرداگرد کوہ ماران جروکہ شاہی ناگر نگر وروشنی باغ وغیرہ بجد وجہد
آراست بجہت آن از پادشاہ مورد آفرین وتحسین گردید پانزدہ سال جلوہ افروز انتظام کشمیر
بودند و در سال ... جان بحق تسلیم نمودند در محلہ سنگین دروازہ بالا تر از محلہ حول بیرون
قلعہ شاہی جانب گوشہ مدفون گردید تاریخ وصالش بر لوح تربتش بخط جلی منقوش است

ازوی دو فرزند بظهور آمدند یکی عادل بیگ خان دوم کامل بیگ خان عادل بیگ خان
در عهد شاه جهان پادشاه باعزاز امیر الامرا سرافرازی یافت دران اثنا که از عهد حکومت شاه
جهان چند سال منقضی شده بودند از عادل بیگخان مطابق ۱۰۵۴ھ یکهزار و پنجاه و چهار در محله
سرای پادشاهی آن نوباوه گلشن سعادت قدم فیض توام در عالم دنیا نهاد و چون کامل
بیگ خان مذکور که نیز از عزیزان پادشاهی بود پیش از ولادت باسعادت حضرت میرزا
رخت هستی بعالم بقا کشیده بودند بنابران شاه جهان بزبان خود ایشان را کامل بیگخان نام
نهاد و همانوقت جاگیر بنام ایشان تقرر یافت چنانچه از تقریر اسم خود در قصیده بیان فرمودند
؎ کاملم شاه جهان نام نهاده است آن روز که درین دار فنا کرد خدا امیلادم چون قدم درین
یک و نیم سال نهادند والد ماجدش عادل بیگخان انتقال نمود و در سر زمین دهلی آسود بعدازان
خود پادشاه ذیجاه بتربیت و پرورش ایشان مصروف شد تا زمانیکه عنان عزیمت پادشاهی
بطرف کشمیر مبذول شد ایشان کشمیر را بقدوم خود رشک ارم فرمودند تحفه روزی حضرت
خواجه حبیب الله عطار ایشان را بر دوش پدر رضاعی خود دیده پرسیدند که این پسر کیست
وی از حسب و نسب ایشان نشان داد خواجه تبسم فرمودند که این پسر معنوی من است میدانم
که نام مرادوش خواهد کرد و نام اکمل الدین ست چنانچه اشاره آن در قصیده فرموده اند ؎
اکمل الدین لقبم کرد ز احسان مرشد ٭ چونکه بسیار بخاک در او افتادم ٭ چون آنجناب بهفت
سال رسیدند از تعلیم فارغ شدند برای حصول علوم دینی بخدمت حضرت مولنا ابوالفتح کلو
از تلامیذ ارشد حضرت الشیخ حیدر چرخی ایشان از تلامیذ حضرت خاتم المحدثین مفتی الثقلین
مولسنا جوهر تات مدعا که حضرت میرزا الفنون علوم اعلم العلما و افضل الفضلا شدند و در موزون
دانی فارسی مانندش کسی نه بر خواست مختصر که چون بسن پانزده سال رسیدند طلب مرشد
بهر سا بیدشی در دل مبارک ایشان قلق و اضطراب پدید گردید وقت صبح پدر رضاعی دست
ایشان گرفته بحضور حضرت خواجه رسانید پس تا مدت سیزده سال و نه ماه در ملازمت حضرت پیر
بزرگوار در لیل و نهار بودند بتعلیم و تلقین اذکار و اوراد و اشغال بهره اندوز حقایق و دقایق اسرار
سلوک گردید سالک مسالک خدادانی مظهر انوار ربانی شد ابواب فیض و فتوح بر دل معارف
منزلش کشاده یافت چون بعمر بیست و شش سالگی قدم نهادند از حضرت خواجه بدولت ارشاد تامه
مستفیض شدند و بخرقه خلافت سرافراز گردیدند صدر آرای مسند ارشاد شده قدوه ارباب صفا و

زبدهٔ ارباب تقا و مرجع خلق الله شد جوق جوق مردمان از اطراف و اکناف و ترکستان و
ولایت و پنجاب از خدمت فیضه رجعت سراسر سعادت ایشان بقبول بیعت و تعلیم بهره اندوز
عنایت ابدی و الطاف سرمدی شدند پنجاه سال بر مسند ارشاد داشتند تحفه روزی جمعی
از مریدان خواجه بوقت اکثر خاص چله رمضان از حضرت خواجه التماس نمودند که اگر امسال
خلوت نشستن حضرت موقوف شود پس محمد کامل رفیق ما باشد خواجه بغضب تمام باینها فرمود
که مدتی است که وی در کعبهٔ حقیقی نشسته است و این بیت برخواندے خلوت و چله برین لازم
نماند + هیچ غیبی هم برین خاتم نماند تحفه و نیز فرموده اند که بعد از چند سال در مقام خوف
بودم که آرام روز و قرار شب از من فرسنگ ها دور شد لیل و نهار بگریه های زار زار میگذرانیدم
روزی از خانه خود بر آمده گذرم بر مرقد حضرت سید نوری افتاد فاتحه خواندم در اثنای آن مقامی
که مابین خوف و رجاست بر من مکشوف گردید دیدنیها دیدم و شنیدنیها شنیدم معنی آیهٔ
الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون متحقق گشت چون بخدمت خواجه
رسیدم در زمان وحید الدهر ملا ابو الفتح کلو در خدمت ایشان آمد و این حدیث برخواند
الایمان بین الخوف والرجاء مولوی باشارهٔ شرح این حدیث داد پس خواجه فرمود که شرح
این حدیث درپیش صوفیه دارد مخاطب من شده فرمودند باین جوان حاصل شد ابیات قصیدهٔ
شاهد این مقام اند ے خوفم از پای درآورد رجا دستم داد + بود مابین مقامی که در و افتادم
تا چهل روز زهیبت نه غذا بود و نه آب + نی ز آمال جهان هیچ بخاطر یادم تحفه و هم میفرمودند
که شبی بر من حالی خوش و کیفیتی دلکش مکشوف گشت پرده و حجب بشریت از میان برخاسته
در محفل قرب الهی بار یافتم مناجات کردم که یارب دل و جانم فدای تو باد ندا آمد که فدای من
آنچیز کن که بر آن مالک باشی در خود نگاه کردم چیزی نیافتم معترف بعجز و قصور شدم اشارهٔ
اینحال نیز فرموده اند ے عاجزم در کفم آمد چه با تمام سلوک + مذهب و ملت من عجز که
شرحت دادم + تحفه عادت شریف ایشان بدین نهج بود که هرچه از نقد و جنس ایشان را
بهم می شد حصهٔ دهم آن هدیه بخدمت خواجه می بردند تا مثال آن مخزون آخرت که من
جاء بالحسنة فله عشر امثالها باشد تا هنگام رحلت حضرت خواجه هرگز و اصلا هیچ
اطعمه لذیذه از قسم ماکولات و مشروبات در خانه خود نخوردند بلکه در خدمت ایشان حاضر
میساختند و گاهی تمکن نشده و صورت نه بسته که در خدمت حضرت خواجه خالی دست

نمی آمدند هنگامیکه هیچ تحفه بدست ایشان نداشت کفایت بدست گل یا برگ سبزی نمود
بدیدار آن مطلع انوار حاضر میشدند تحفه روزی برادران وخویشان حضرت میرزا عازم
زیارت مرقد منور حضرت شیخ نورالدین ریشی شدند وایشان را تکلیف رفاقت نمودند ایشان
شب با خود اندیشیدند زیارت مستحب و خدمت مرشد فرض عین شمرده اند ذمه نگرفتند در انشب
واقعه مشاهده گردید که گویا در خدمت حضرت خواجه نشسته بودند اتفاقا درویشی تشریف آورد حضرت
خواجه وی را بتعظیم تمام بالا نشاندند مجلس بهمکلامی ممتلا شد دران هنگام نماز عصر رسیده هردو
صاحب بعد فراغ وضو بتکلیف امامت بیکدیگر نمودند بالآخر حضرت خواجه در پیش شده درویش
معه ایشان اقتدا نمود نماز عصر گذاردند بعد ازان آنصاحب بر شیخ بکمال عنایت خود مبذول فرمود
از حضرت خواجه مرخص شدند ایشان در خدمت مرشد بزرگوار التماس نمودند که این کدام صاحب بود
فرمودند که برادر دینی ما شیخ نورالدین ریشی داشت چون از واقعه بیدار شدند صبح بخدمت مرشد
بزرگوار رسیدند بعوض مردم محل عرض این واقعه نیافتند تا وقتیکه رشته داران ایشان در خدمت حضرت
خواجه برای اذن رفاقت ایشان آمدند والتماس آن نمودند ایشان بجواب آنها فرمودند که این عزیز قصد ثبت
نیت زیارت شیخ نورالدین همین جا کرده و بتوجهات وی فایض شده بعد ساعتی رخصت رفاقت
ایشان دادند تحفه وقتی در شغل تحریر کتاب نفحات الانس مصروف بودند در اثنای تحریر آن بر ذکر
محبوب سبحانی غوث الاعظم رض رسیدند بعد تحریر آن خواستند که فاتحه بنام اوشان هدیه فرستند باخود
اندیشیدند که مرا با ایشان چه نسبت اگر فیض باطن مرشد خودم شامل حال نداشت چگونه با نوار آنحضرت
فایض النور شدم لهذا لازم ست که اول فاتحه بنام حضرت خواجه خوانده پس ازان بروح ذی فتوح غوث
الاعظم رض چون چنین کردند بعد ازان در دل ایشان هتلی شد که چرا بدینسان گستاخی روا داشتم و در زمان
حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم رض بر ایشان جلوه گر شدند و فرمودند که من از تو خوشنودم در حق
پیری و مریدی چنین باید بود تحفه روزی از روزها حضرت میرزا در قریه جاگرین بودند دران اثنا
حضرت خواجه بر ایشان جلوه گر شدند ته وکتابی در دست داشت بعرض رسانیدند که این کدام کتابست
فرمودند کتاب نو بحر العرفان فرشیخ این پنج مصراع ازان برخواندند سه حمد لله حامد و محمود ✽ فوق
فعل خویش را معبود ✽ از جمال و جلال خود بیچون ✽ کرد چون را پدید خود بیچون ✽ جلوه گر ذاتش از
صفات آمد ✽ چون ازین حال ایشان باز آمدند دیدند که مصراع ششم در دل عرفان منزل خود القا شده
سه این صفتها دلیل ذات آمد ✽ بعد ازان بحر ذخاری از فیضان باطن از منبع مکرمتش بظهور آمده

قریب ہشتاد ہزار بیت کتابی مرتب فرمودند مسمی بہ بحر العرفان نمودند الیوم در اکناف عالم متداول
ہست حضرت شیخ نوری بتعریفش در عین العرفان فرمودہ اند ؎ مرشد من کہ یافت فضل خطاب +
کرد تصنیف چار جلد کتاب + بحر العرفان نہاد آن را نام + فیض بخش ہمہ چہ خاص و چہ عام +
عاملان را ز دست عیش و طرب + بذل تعلیم و اکتساب ادب + طالبان را ز دست علم و ادب +
نازلان را ز دست قہر و غضب + زاہدان را زہد بعون خدا + نفرتی از جہان و ما فیہا + عاشقان را
از و فنای وجود + عارفان را حضور بزم شہود تحفہ نقل ست کہ چون در تحریر و تصنیف آن
مصروف بودند ہنگامی کہ با ملای این بیت رسیدند ؎ با ہزاران ہزار دستانم + محفل آرای دوستانم
بہر صوفی ست این ہمہ سازم + صوفی کو کہ خوب بنوازم + در حال دو مرد بزرگوار بر ایشان جلوہ
افگندند یکی از انہا قدمی پیش داشت گفت کہ من فرید عطارم و این برادرم مولوی جلال الدین رومی
ہر قدر نغمہ داری بنواز ہر دو برای استماع آن حاضریم از مشاہدہ این حالتی و کیفیتی بر ایشان پیدا شد
تا مدت در وجد و حال مستغرق بودند پس این بیت املا فرمودند ؎ از مریدان شیخ عطارم + ہمچنانت
ز مولوی دارم + و چند ابیات از بحر العرفان تیمنا آوردم ؎ سلسلہ بگسل و خدا بجو + تا نماید راہت
از ہر سو + سلسلہ تا ز رہ نہ برداری + پای رفتار از کجا آری + فارغ باید از ہمہ آزاد + بی مراد و مراد
و ارشاد + فارغ از قید دام چون و چرا + غل و زنجیر از سر او دا + گر نہ زینگونہ حال داری تو + سر
بدعوی چہ می برآری تو + قادری قادری شود آنگاہ + خود شود لا و ماند الا اللہ + گر نہ اعمال صالح
ہست برد + ناز بر حسن غیر نتوان کرد + کبروی بودنت ندارد سود + تا نگردد خدا ز تو خوشنود +
روز و شب در طریق ایشان کوش + تا کنی جام بحر عرفان نوش + میزنی لاف سہروردی تو +
آنچہ کردند چون نکردی تو + نام ایشان کہ میبری بر خویش + ہمچو ایشان عمل کن ای درویش + نقشبندی
ز قید ہستی رست + نقش اللہ بر دل خود بست + نقش حق تا بدل نہ بستی تو + نقشبندی چگونہ ہستی
تو + چنیان جست ترک خود کردن + ذکر اللہ برگ خود کردن + پیر شان باز ز طبیعت گشت +
پشت با حق قوی ز ایقان گشت + خویش را بستہ شطاری + صادقی گر چنان قدم داری
بر اب جد منا ز در این راہ + در عمل کوش تا شوی آگاہ + آن عزیزان کہ حق پرستارند +
ہیچ بہ غیر از این نہ پندارند + دمبدم در فنای خود کوشند + جام عرفان حق ہمی نوشند + چہ زنی
لاف حرف درویشان + ترک دنیا نمیکنی چون شان + از کرامات شان چہ میگوئی + در رہ رسم
شان نمی پوئی + شرم از روح پاک ایشان دار + ہمچو ایشان بکن درین رہ کار + دیگر بزرگے

فرموده ست ؎ گویند پدر تو بود فاضل + زان فاضلیت ترا چه حاصل + ناخوش بود آن عروس در بر + کو ناز کند بحسن مادر + حضرت جامی میفرماید ؎ بندهٔ عشق شدی ترک نسب کن جامی + که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست + سوای بحر العرفان غزلیات وقصاید بظهور آمده باعث تصنیف مخبر الاسرار که مشتملبر اسرار و معارفست چنین شده ست **تحفه** روزی شخصی از ایشان التماس کرد که ایشان بچند واسطه با حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم اتصال دارند که نسبت ارباب طریق بیان کنند فی الحال روح فتوح حضرت خواجه جلوه گر شده بایشان فرمودند که چرا در قانون نظم جوابش نگوئی این واقعه وقت ایشان خوش شده در زمان قصیدهٔ مخبر الاسرار که متضمن بر دوصد و هفتاد و نه بیت ست املا فرمودند میر سید محرم لاهوری که از اولاد میر سید محمد همدانی سر حلقهٔ نقشبندیه بر آن قصیده شرحی نوشته که قریب بیست هزار بیت است **تحفه** شخصی ظاهربین در حق ایشان کمر عداوت بسته با هلاک آنحضرت شد جوانی را برین کار بگماشت شبی حضرت ایشان بعزم تهجد از مکان خود برآمده رو بمشرب نمودند تا وضو کرده ادای نماز تهجد کنند در اثنای راه آوازی از عقب بگوش ایشان رسید دیدند که خنجری از دست جوانی ترک افتاده و دستش بالا مانده از حقیقت پرسان نمودند آن جوان بتمامه التماس نمود که فلانی شخص مرا بغرض هلاک ایشان آماده کرده بود اکنون موقعه یافته بودم مگر دستم فرو ماند آخر الامر آن جوان تایب شده فی الحال دستش باز بحال اصلی رسید **تحفه** نقل ست که جمی نام زنی در بازار سنگین دروازه میوه فروشی دوکانداری میکرد و در حسن و جمال یوسف مثال بود روزی گذر آنحضرت بدانجانب افتاد چون نظر مبارک ایشان بروی افتاد و لمعات جمال دوست زآئینهٔ رخسارش مشاهده کردند فی الحال این رباعی فرمودند ؎ هر جا که جمال دوست لامع گردد عاشق زنیاز و عجز طامع گردد + زاعجاز جمال اینقدر می دانم + دوکان جمی مسجد جامع گردد + پس در زمان اندک اهل محله اتفاق نموده دوکان جمی با دوکان های دیگر که بازی بودند داخل مسجد نمودند **تحفه** و نیز فرموده اند وقتی مرض دختر من بدرازی کشید که امید منقطع شد پاس اخیر زنی زشت رو بنظر آمده وحاضر شده گفت این دختر زیستنی نیست از استماع این کلمه بسیار متکدر شدم چون نماز صبح شد بمسجد رفتم امام دعای صبح میخواند مشکی پیدا شده پسران خوش رو فوج فوج حاضر شدند پرسیدم که شما چه کسانید گفتند که ما سورهٔ الحمد که برای دختر خوانده میدمید بر پیش آمدیم که ترا بشارت صحتش میدهیم و مخبرهٔ سابقه جنی بود آنچه گفت دروغ بود **تحفه**

شیخ نوری فرمود که یکی از اصحاب حضرت میرزا گفت که شبی در واقعه دیدم که گویا در خانقاه معلی ام و زیر بغل من جلد بحر العرفان ست ناگاه حضرت شیخ فرید الدین عطار و مولینا جلال الدین رومی بر من جلوه گر شد از من پرسیدند که اینچه کتابست گفتم کتاب پیر من بحر العرفان ست فرمودند که ما این کتاب بوی داده ایم تحفه ہم فرمودند که چون وقت حضرت خواجه بآخر رسید عرض نمودم که بعد حضرت پیش که میروم بغضب تمام فرمودند که آنچه داشتم تمام تو بردی حالا چه میخواهی پیش مشایخ تمام شهر برو که صورت کار معلوم خواهی کرد بعد وفات بعشق مجازی مقید شدم و بقصد استخلاص ازان و استغاثه بدان زیارت همه مشایخ نمودم معلوم کردم که هیچ احدی بقاعده مکملانه که طریق بران مربوط ست سلوک نکرده ست تحفه روزی از روزها حضرت خواجه ایشان را امر کرد که فردا معه قلمدان حاضر شوی آنچکه بشیخ فرید الدین عطار و مولوی رومی دادند مرا هم دادند بتو ارزانی خواهم داشت بحکم ایشان فردا معه قلم و کاغذ حاضر شدند حضرت خواجه در انوقت بمراقبه بودند چون سر مبارک از مراقبه برداشتند با یشان فرمودند که این امر خالی از حکمت نیست آنچه مرا دادند بتو بخشیدم انشاء الله بعد چندی بظهور خواهد آمد ناطلبان ازان بهره مند شوند چنانچه بعد وفات حضرت خواجه اینچنین بظهور آمد تحفه حضرت خواجه را در قریه درده پوره باغی بود و درمیان آن باغی کنده مدتی در انجا خلوت نشین شده بودند آخرها مریدی در انجا منزوی داشتند روزی آن مرید آمده التماس نمود که درویشی دیگر در باغ ایشان سکونت گرفت و مرجع مردم شد و مرا طاقت اخراج کردن آن نماند این رو جمعیت من بتفرقه مبدل گشت حضرت خواجه بحضرت میرزا فرمودند که وی را از باغ ما اخراج سازند ایشان عرض کردند که بزور ظاهری اخراج کنم یا بزور باطنی حضرت خواجه فرمود که کار ما بظاهر نیست پس ایشان در باغ رفتند و متصل آن غار بر درخت سفیدار زنبور خانه کلان دیدند و بیک نظر آنجناب زنبور خانه بجوش آمده تمامی زنبوران بر خلوتی هجوم کردند و از غار برآوردند که دو باره در انجا نیامد تحفه جناب حضرت میرزا میفرمودند که روزی در چمن گل و ریحان آبپاشی میکردم چون حضرت خواجه مرا دیدند مسرور شدند و حرفی بر زبان راندند فرمودند که شنیدی گفتم نی بعده بر روی من طبانچه نواخت فرمودند که اکنون بشنو لیس سامعه مسدود گشت و از درون من نغمه پدید آمد که اثر آن تا قیامت از من زایل نشود چنانچه اشاره آن در قصیده فرموده اند سه رگ رگم نغمه سر گشته چو وینا ست حوالی آخر ما قال

تحفه دهم آنجناب فرموده اند که روزی شروع بنمازی کردم که ناگاه قلندری از
مریدان شاه صادق قلندر بر سبیل طیبت گفت که مگر خدا را بطرف همین قبله ست و حالتی
برمن واقع شدمی بینم که قبله بمن متوجه ست همچنان که من بقبله متوجه ام پس در رکعت دوم
بطرف مشرق برگشتم و قبله از انطرف بخود متوجه دیدم پس رو بیمین و یسار آوردم همچنان
میدیدم تا که چهار رکعت بچهار طرف ادا کردم و قبله پیش روی خود دیدم و ساجد خود می یافتم
سه قبله را قبله منم چون بسجود افتادم + چون بقعده آخیر نشستم شخصی برمن متجلی شد و ا
انگشت بدندان گرفت پس اینواقعه بخدمت مرشد اظهار کردم فرمودند که آن شخص حضرت
سرور عالم صلی الله علیه وسلم بود و انگشت در دهان گرفتن کنایه ازین ست که هر چند این قسم
حالات رو دهد پا از جادهٔ شرع بیرون نباید نهاد پس فرمودند که نماز بچهار جهت ادا کردی
و طرف فوق و تحت ندیدی و در زمان ایشان بمن متوجه شدند آن هم دست داد تحفه دهم
ایشان فرموده اند که روزی حضرت خواجه مرا رخصت ارشاد بخشید درانحال بتجلی صمدیت سرافراز
شدم و مرا حالتی رو بداد که از اکل و شرب مستغنی گشتم و از احوال عالم بیخبر ماندم علی الصباح بی
اختیار از خانهٔ خود بدولتخانهٔ مرشد نامدار می آمدم و شب بخانه میرفتم و از هر دو جا هیچ نخوردم
تا آنکه چهل و چهار روز فاقه گذشت روزی حضرت خواجه فرمودند که هیچ خبر داری امروز چهل
و چهار روز ست که هیچ نخوردهٔ برو امروز بازنان خود بی آنکه چیزی میخوری صحبت کن و باز
خود را در اینجا برسان پس همچنان کردم در زمان سکر من بصحو مبدل گشت و خود را در عالم
دیگر یافتم و در خود ضعفی بغایت دیدم آنگاه خود را افتان و خیزان بخدمت آنجناب رسانیدم
و ایشان آن روز قدری برنج آب خورده و من هم دادند و روز بروز ترقی کردند که بعد سیزده روز
بغذای معتاد رسیدم تحفه حضرت میرزا فرمود که شبی برای نماز تهجد برخاستم و بطرف مشرب آ
روانه شدم چون بساحل دریا رسیدم آوازی بگوش من رسید وا پیرا وا پیرا این لفظ بسیار تکرار میشد
گمان بردم که مرد طالب پیرست و از فقدان شیخ کامل مکمل مینالد بوی خطاب کردم اگر پیر
میطلبی فردا همراه من بیا که ترا بمرشد خود میرسانم در زمان غایب شد روز دیگر چون در خدمت
مرشد آمدم خواستم که احوال طالب شب بعرض رسانم بمجرد قصد از انطرف فرمودند که نالیدن
شب جنی بود میخواست که ترا تصرف نماید حمایت مرشد ترا محافظت نمود از ان می نالید وا پیر
وا پیر زنهار تا خروش خروس بگوش نرسد قدم از حجره بیرون نیاری تحفه حضرت میرزا

فرمود وقتی بیمار شدم و از شدت مرض مایوس شدم خواستم که فرہاد بیگ را خلیفه سازم
درزمان ندا آمد سه خرقهٔ خویش را باین مسپار ✦ چشم برسوی فضل ما مبدار ✦ پیشوائی و مسندِ
ارشاد ✦ کس کسی را نمیتواند داد ✦ کار دین نیست لهو و بازی بیت ✦ مکر و زرق و زمانه سازی نیست
گفتم ای کردگار ربانی ✦ از ازل تا ابد همه دانی ✦ منقطع میشود کنون ارشاد ✦ حکم کن حکم برکه
باید داد ✦ باز کردند در دلم الهام ✦ ما رحیمیم و رحمتِ ما عام ✦ داده ام زین مرض شفا بر تو ✦
هست ما را بسی عطا بر تو ✦ پیش از ایجاد عالم و آدم ✦ هر کرا خواستم برو دادم ✦ آید اینوقت
بعد ازین در پیش ✦ میشوند خلیفه بس درویش ✦ خرقه بر هر که فضل ما باشد ✦ او درین ره
بصدق می کوشد ✦ چون رسد وقت آن نماید رو ✦ راز ما را بگوش آنها گو ✦ درزمان شد
مفارقت از تب ✦ ضعف من هم برفت اندر شب ✦ یکدو سالی ازان میان بگذشت ✦ حالتِ
آن مرید دیگر گشت ✦ جهد کردم بنا مد اندر راه ✦ گشت صوفی ولی نشد دلخواه ✦ هست صوفی
از همه آزاد ✦ لیکنش نیست رتبهٔ ارشاد ✦ نخل او بعد ازین نیابد بر ✦ چونکه بر تافت او ز مرشد
سر ✦ بهر تنبیه دیگران این بود ✦ شد ازین نیز لطف حق مشهود ✦ بعد چندگاه روزی براهی
میرفتم ناگاه گردبادی برخاست و جمعی از غیب نمودار شد ندای غیب در رسید که اینها آن
کسانند که از تو بفیض کلی رسند و نام ترا زنده خواهند گذاشت **تحفه** حضرت شیخ نوری فرمود
که مرا همسایهٔ بود که از شرارت دکان خود را مرتفع ساخت تا طبقه حمام ما تاریک شد روزی
ارشاد ما بی تشریف آورده جد مادری کاتب الحروف که شیخ ابوالخیر نام داشت وقتِ چاشت
بروشنائی شمع تلاوتِ قرآن میکرد آنحضرت از کیفیت آن پرسیدند حاضری از شرارت همسایه
بیان نمود فرمودند که انشاء الله فردا خانهٔ شما روشن خواهد شد و خانهٔ او ابدالآباد تاریک پس
همانروز حمام روشن شد و خانه وی روز بروز ویران شد **تحفه** نهم شیخ نوری فرمود
وقتیکه این احقر را اجازت ارشاد دادند بخطاب این فقیر فرمودند که سلسله را پیش بر بده شرم
ریش من خواهی داشت وقتیکه حضرت خواجه مرا خلیفه کرد فرمود که ای مغل تو خوشروئی لباس
خوش ترا زیباست پس برطبق همان وصیت کوشش زهاد را ترک دادم **تحفه** دهم شیخ
نوری فرمود روزی این ضعیف بعد نماز جنازه حضرت شیخ محمد مراد لنگ نقشبندی علیه الرحمه
بقعبه بوسی آنجناب مشرف شد و این فقیر که از مریدان ایشان حسرت تمامی داشت عرض نمود
از بعضی شیخ مراد که دست بدامن ایشان زده بودند اکنون ناقص ماندند مرا حسرت بهتر آن بود

که مثل خادم خواجه یعقوب دام قدس سره فقیر را همراه می بردند آنحضرت چشم تر کرده فرمودند که وسواس مکن که خیر است مرا با شما کارها است بعد ساعتی رخصت فرمودند روز دیگر ضعف برایشان مستولی شد روز سوم یوم جمعه همه یاران حاضر آمده و این فقیر را بواسطه نماز جمعه تاخیر واقع شد بعضی یاران را فاتحه رخصت ارشاد و تکمیل دادند و بعضی فاتحه قبولیت منهم شیخ نعمة الله کلو و حاجی عبد السلام قلندر و میرزا فرهاد بیگ و مولینا نور الدین و خواجه ابو الفتح و ملا عبد العزیز و شیخ عطاء الله و خواجه حیات و خواجه مقیم و این فقیر که بعتبه بوسی رسید و احوال ایشان بآئین دیگر یافت و از عروض ضعف و ماجرا اطلاع این فقیر حاصل شده بغایت مکدر و مشوش شد و بعد چند روز ارشاد مآبی اینفقیر را تاکید کردند که بنام قایم هم نوشته خواهی آورد قایم الدین خواهی نوشت و این فقیر در تاریخ آن گفته سر ده یار بهشت از اکمل الدین + و در مجلس دیگر هم بعضی یاران دیگر نیز فاتحه خوانده اند مثل شیخ زمان ملک وغیره و آنحضرت بواسطه مصلحت تعیین خلافت نمود و تفضیل یکی بر دیگری ظاهر نمود مدعا که کرامتهای بی پایان و خرق عادات فراوان از ایشان بظهور آمدند اگر در تحریر آن کوشش رود حرفی از دفتری صورت نه بندد و دانه از خرمنی برداشته نشود وجود باجودش خورشیدی بود نورانی که تمام عالم را بشعشعه انوار عنایات منور ساخت تا قیام قیامت انوار الطاف بی پایانش روشن ساز قلوب عاشقان است و مرهم جان مشتاقان چون من گنگ و لال را چه یارا دارد که از مدیح و مناقب آن گل گلشن محبوبی رطب اللسان شوم - سایه را چه طاقت که سخن از آفتاب گوید و خاک را چه ادعا که در مدح نافه زبان درازی کند مختصر آنکه جناب موصوف از اولیای کبار این دیار بود و مشایخ کرام و اولیای عظام خلفا و مریدان آن نامدار هستند چون سن مبارک بهفتاد و هفت رسید بتاریخ بیست و نهم ماه ذی الحجه بوقت چاشت روز یکشنبه سنه یکهزار و یکصد و سی و یک رحلت کرده در محله حول آسوده شدند و مقبره آنجناب مشهور و مرقد ایشان فایض الانوار است تاریخ از شیخ نوری

شهباز اوج وحدت جانباز فوج عشق
از ماه حج به بیست [۲۹] و نهم ساعت دوم
بعد از وصال آن شه کامل فرید وقت
نوری خیال او شده دمساز بیکسان

آن رافع لوای عمل قاطع امل
یوم الاحد چشید می از جام لم یزل
در کار ملک دین و دل افتاد صد خلل
تاریخ وصل یافته ام خاتم کمل

دریغا پیر کامل بحر عرفان
طراوت بخش بزم اهل ایقان
بسوی گلشن جنت روان شد

ز هجرش چشم جان گوهرفشان شد
گرفتاران خورشید جمالش
همه از سوز دل وا مرشدا گو
بمژگان گوهر تاریخ سفتم

گذشت از ماه حج چون بست و نه روز
چو ذره محو نور لایزالش
من از حرمان خود بس دلفگارم
ز عالم پیر کامل رفت گفتم

به یکشنبه شد او فردوس افروز
همه از جان فغان مان بیکسو
بجز مدحتگری کاری ندارم
از ملا عبد الرسول بینوا

آه ازین دنیا که آمد خانهٔ رنج و ملال
مرگ باد تند و انسان شمع فانوس خیال
میرود هر کس بنوبت زین جهان بمیدار
برکند باز اجل این مرغ جان را پر و بال
ای دریغ از رفتن پیر طریقت ای دریغ
آنکه اندر فقر عالیقدر بود و بی‌مثال
با جوانان چون جوان در خلق با پیران چو پیر
با خلایق صاف مشرب بود چون آب زلال
کامل اندر راه شرع و اکمل اندر راه دین
صورتش لعل بدخشان سیرتش چون اهل حال
شب همه از شوق همچون شمع در سوز و گداز
روز با نور و صفا چون آفتاب بی زوال
مدعای مخلصان می یافت از کشف ضمیر
بلکه میگفتی جواب جمله را پیش از سوال
آن معارف دستگاه و آن حقایق را پناه
مرشد مخلص نواز و شاه بی مال و منال
پیش هر روشن عقیده پیش هر صاحبدلی
هست پیدا من چگویم وصف آن نیکو خصال
روز یکشنبه دو ساعت رفته او کرده سفر
آخر ذی حجه بود و یافت او نور وصال

بهر تاریخ وصالش بی الف گفتا خرد
پیر کامل بحر عرفان اکمل اهل کمال

عزة النسا خانم بانو دختر حضرت میرزاست حضرت شیخ نوری فرمود که حضرت میرزا را همگی یکدختر بود و بحکم الولد سر لابیه ینابیع حکمت از سینه اش در جوش بود و ذکاوت کیاست بکمال با هر که مناظره کردی از ذکور و اناث حرف کسی پیش او سبز نشدی و وی را بمقتضای سنت نبویه با ابن عم خود عزیز الله بیگ فرزند کامل بیگ که عم حضرت میرزاست منعقد ساختند و از وی همگی یکدختر عصمت پناه شاهزاده خانم ماند وی بعد وفات حضرت میرزا متصل مقبرهٔ ایشان خانقاهی دو طبقه بنا نمود چنانچه در تاریخ آن عبادتخانه گفته شد در سنه ۱۱۵۳ یکهزار و یکصد و پنجاه و سه ازینعالم نقل کرده در جوار قبر والدهٔ خود مدفون شد شاهزاده خانم دختر زادی حضرت میرزاست فرزند هر چند عزیز است فرزند فرزند عزیزتر می باشد اگر فرزند حکم استخوان دارد فرزند فرزند بمثابه مغز استخوان است منظور نظر کیمیا اثر حضرت میرزا می بود و از ضروریات خانه در هر مسئله

در هر کار و بار آن قطب کبار در گفت و شنود وی را خطاب میفرمودند و در ریاضت و مجاهده مثلش نیست و در کشف و قایع همتایش نه و از فرقهٔ زنان باین ریاضت و صفائی بی نظیر ست و این همه بسبب حسن خدمت حضرت میرزاست وی را بمقتضای سنت نبویه با خواجه قایم الدین بتلو منعقد ساختند و از وی یک پسر خواجه عزیز الله بتلو ماند بالآخر بتاریخ ماه سنه ۱ انتقال نمود در جوار والدهٔ خود مدفون شد * خلیفهٔ اول حقایق و معارف آگاه مخدوم حضرت شیخ نعمت الله کلو لقب ایشان غیاث الدین و کنیت وی ابو الوقت از اجل خلفای حضرت میرزاست و در فتحات آورده که در سن پانزده سالگی شرف یاب صحبت گشته بتلقین ذکر و قبول بیعت سربلندی یافت و بجذبات ثابته قدام نمود در اوایل سلوک بر دوکان بزازی می نشستند چون از دنیا در دل ایشان نفرتی پیدا شد و اقاربان ایشان بران واقف شده اندران اثنا حضرت شیخ کامل در خانه اش رسیدند عمهٔ ایشان در خدمت آنحضرت عرض این واقعه کرد آنحضرت ایشان را فرمود که همین وقت حضرت خواجه ام جلوه گر شدند فرمودند که نعمت را بگوئید هنوز وقت آن نشده ست هرگاه که وقت شود مردم قبیلهٔ خود اجازت تو خواهند داد و مخاطب بعمهٔ ایشان فرمودند که این جوان مقبول درگاه ست انشاء الله نام مرا زنده خواهد گذاشت آورده اند که مریدی از مریدان ایشان در موضعی سکونت داشت بیمار شد که قریب بموت گردید کلاه خودش فرستادند بمجرد بر سر گذاشتن از بیماری شفا یافت مختصر که بعد شیخ کامل تا مدت رونق افروز مسند ارشاد بودند و شاه فضل الله نوری مرید ایشان ست در سنه ۱۱۴۹ یکهزار و یکصد و چهل و نه بیست و یکم ذی قعده انتقال فرمود زیر پای حضرت میرزا آسوده عقل سال فوت آن شیخ حقایق انتباه * مصدر خلق و کرم ها بود گفتا بایکی * خواجه ابو الفتح ابن شیخ ابو الخیر از مریدان حضرت میرزاست از حضرت خواجه حبیب الله عطار هم تربیت داشت بعنوان تجارت می گذرانید در زیر پای مادر خود در مقبره حضرت خواجه مدفون ست معارف آگاه حضرت خواجه نعمت الله ترنبو خلیفه حضرت میرزاست از طفولیت رفیق شیخ نوری بود لاجرم هر جا که شیخ نوری میرفت وی همراه می بود تا آنکه بعتبه بوسی حضرت میرزا فایض شده و شرف صحبت آنجناب حاصل نموده بقبول بیعت و تلقین ذکر و آداب عبودیت مشرف گشت نقلست در مرض اخیر آنحضرت یاران گرداگرد نشسته بودند بدلش خطره شد که غالباً آنحضرت از خیال بنده بیخبر باشند در زمان فرمودند که نعمت

حضرت شیخ نعمت الله کلو شنیده پیش رفت فرمودند ترنو ترنو که لقب وی بود فی الحال
پیش رفت و نگاه آنحضرت بروی افتاد فرمودند که غریب ست یاران متوجه این باشید
سه جان میدهم در آرزوای قاصد آخر باز گو ٭ در مجلس آن نازنین حرفی که از ما میرود ٭ حضرت
شیخ نوری فرمود ازین سبب بصحبت هر سه کس حضرت مخدومی و حاجی عبد السلام و فقیر عبد
الوهاب نوری نوبت منقسم بود مولینا عبد العزیز اول کسی که دست ارادت ارشاد مآبی
گرفته او بود اوقات عمر عزیز خود بکسب تحریر کتب می گذرانید و گاهی بافادهٔ علمی هم اقدام می
نمود چنانچه میرزا فرهاد بیگ از خدمت وی استفاده می کرد و در هنگام آخر عمر وقت انتقال
آنحضرت بارشاد نامه هم سرافراز گردید ارشاد مآبی بوی خطاب کرده گفت دیدنیها دیدی و
شنیدنیها شنیدی و این مقامی ست بس ارفع و عالی صوفی آزاد حضرت میرزا فرهاد
از روی نسب ظاهری منسوب بحضرت میرزاست در صغر سن از مولوی عبد العزیز کتب درسیه
گذرانید همراه وی بشرف صحبت و اخذ بیعت آنجناب و تلقین و تعلیم اذکار و اوراد بهره مند
شد تا آنکه بمنصب ولایت رسید تحفه روزی برای زیارت موی مبارک در آثار شریف
رفتند مردمان از دیدن موی مبارک فارغ شده بودند منغص شده گریه و زاری و ناله و بیقراری
آغاز نهاد آهی کشیده برخاک غلطیدند در حال عنایت الهی و شفقت امت پناهی بجوش آمده
جمال باکمال خود برایشان جلوه گر شد تمنای سالها بمراد پیوست حضرت آنحضرت م فرمودند
فرهاد مردمان موی مبارک دیدند شما روی مبارک ببینید ایشان نعره برداشتند سه این توئی
یا بخواب می بینم ٭ یا بشب آفتاب می بینم ٭ چون ازین حال باز آمد این ابیات فرموده سه
دیدن روی محمد اهل کراست ٭ کی قناعت او بموئی می کند ٭ هر که در دریای وحدت غرق شد
کی سر خود خم بجوئی میکند ٭ در ماه شوال ۱۱۵۶ھ یکهزار و یکصد و پنجاه و شش انتقال نمود
درون قلعهٔ شاهی جوار باچه بدن بر سر راه در دامن کوه ماران قبرش هویداست خانقاه
ایشان در انجا بود اکنون مفقود است خواجه قایم الدین تیتلو نبیرهٔ مولانا عبد الشکور بتاج
ارشاد و اجازت از حضرت میرزا سرافراز گردید و از شیخ نعمت الله و شیخ عبد الوهاب نوری
تربیت و صحبت حاصل نمود و بعد از شیخ نعمت الله بر مسند خلافت قایم مقام شد و صبیهٔ
دختر حضرت میرزا در عقد ایشان بود تحفه شیخ نوری فرمود وقتی که همراه آنجناب بطرف
پرگنهٔ دیوسر یا میر بالا رفت چون بمرقد بالا قایم الدین که خلیفهٔ حضرت شیخ نور الدین ریشی ست

رسید متوجه بجال وی شده حسن استعدادش بر ایشان ظاهر شده بوی فرمودند که نقش خاتم خواهی کند قایم الدین اکمل ست بعده قبولیت تمام در خدمت ایشان حاصل داشت و بالطاف و عنایات بی پایاں سرافرازی می یافت تا آنکه وقتی از اوقات در باغ عاقل خان مراقب نشسته بودند ناگاه خواجه محمد قایم بهم رسیده وی از راه کمال ادب مدت مدید بایستاد تا آنکه چشمان مبارک وا نمودند و بطرف وی خطاب فرمودند که قایم بوقت رسیده بودی ولیکن کامل خواهی شد بعد چندی بامر والدین بسفر هند بقصد تجارت رفتند و هنگام رخصت دیوان حضرت حافظ شیرازی و یک شال پشمینه قلمی بوی مرحمت فرمودند اگرچه مردم پنداشتند که خرقه تبرک ست ثانی الحال معلوم شد که خرقه خلافت بود و چون عمر آنحضرت باخر رسید باین راقم ارشاد فرمودند که بنام قایم هم خط ارشاد بنویس ولیکن قایم الدین خواهی نوشت پس این کاتب سطور بر کاغذ خوب نوشته از نظر فیض اثر ایشان گذرانید خوش شده مهر بر آن گذاشته حواله دختر نیک اختر نمودند هنگام مراجعت سفر بوی خواهی داد و چون خواجه محمد قایم بکشمیر رسید بزیارت مرقد مرشد کامل خود آمد و رفت نمود بعد چند گاه پدر وی را باز امر مسافرت نمود مخدومی شیخ نعمة الله روزی بوی گفت که امشب جناب ارشاد مآب حاضر شده مرا فرمودند که بمحمد قایم بگوئید که دیگر بار بسفر نرود که من با وی کارها دارم پس توقف نمود بعد چند گاه وی را انعقاد با نواسهٔ ایشان پذیرفت و مجاورت آن آستانه بوی تعلق گرفت مدعا که حضرت خواجه بعد طی منازل سلوک در افادهٔ خلق الله کوشید ایام زندگانی در ورع و تقوی بسر برد و اجازت خواندن حرز یمانی از حضرت سید غلام شاه آزاد حاصل کرد بتاریخ ۱۳ ماه صیام سنه ۱۱۰۰ هجری یکهزار و یکصد رحلت نموده در مقبره حضرت میرزا آسود شاه عبد الله از فیض یافتگان حضرت میرزا ست از طفولیت بخدمت آمد و رفت داشت تا از ین عالم نقل فرمود شیخ عطاء الله بن شیخ محمد مومن بن شیخ ابو الحسن بن میر محمد که خلیفه و برادر حضرت صرفی ست داروغهٔ عدالت بود با وصف اعتلای منصب شاهی با آنحضرت میرزا دست بیعت داده کمالات طریقت حاصل نمود و بخلعت ارشاد مباهی گشت طبعی موزون داشت از اشعار اوست ~ تو که شب بخواب غفلت همه شب خمیده باشی + بخدا ز صبح صادق اثری ندیده باشی + ره وصل او نمایان نشود بقطع منزل + چو ز خود در میده باشی بخدا رسیده باشی + بیرون مقبرهٔ شیخ بهاء الدین در مزار آبا آسود محمد زمان ملک

از مریدان حضرت میرزاست صاحب وجد و حال و ذوق و شوق و عشق و درد بود صحبت
وی در تمام اهل و عیال سرایت کرده بود و در آخر عمر بارشاد نامه هم سرافراز گردید شیخ
عطاء الله ثانی از اولاد میر محمد خلیفه مرید حضرت میرزاست و در فتحات آورده که حضرت
میرزا در مرض اخیر فرمودند اگر زیستم شیخ عطاء الله را عرفان خواهم کرد و بتعلیم و تلقین آنجناب
چراغ معرفت افروخته و در اندک زمانی واصل گردید خواجه حیات از قوم مغل بود از خدام
کرام حضرت میرزاست بجذبهٔ آلهی ترک مناهی کرده بتربیت حضرت میرزا طی مراحل معنوی
فرموده رتبه آگاهی حاصل کرد خواجه اعظم دیده مری مرید حضرت میرزاست فرزند خواجه
خیر الزمان که از نجبای این دیار بود چون باکتساب علوم عقلیه و نقلیه کمالات انسانی حاصل
نمود بجاذبهٔ عشق آلهی در خدمت شیخ محمد مراد ٹنگ نقشبندی منازل طریقت طی کرده خلعت
ارشاد در بر نمود و با اولیای کرام صحبت داشت و از خدمت شیخ محمد مراد منو و شیخ علی
رضا و مولانا عبد الله شهید و میر هاشم قادری و خلیفه عبد الله بهره اندوز شد در جود و سخا
بی همتا بود و طبعی موزون داشت در نظم و نثر درهای سُفت چنانچه از تصانیف او رساله فیض
مراد و فواید الرضا و فراق نامه در مرثیه خلیفه عبد الله و قواعد المشایخ و تجربة الطالبین و اشجار الخلد
و ثمرة الاشجار و شرح کبریت احمر و تاریخ کشمیر وغیره هست و در اشجار الخلد آورده است چون جدهٔ
والده در عقد پیر بزرگوار حضرت میرزا بود والده و جدهٔ راقم ارادت خاص با ایشان داشتند راقم
از اوان طفولیت منظور نظر آنجناب بود و پرورش بسیار یافته چون در بدو بلوغ بجناب
حضرت ایشان مراد دل ایشان رسید گوارای خاطر مبارک حضرت میرزا چندان نشد بعد دوازده
سال که واقعهٔ حضرت ایشان بمیان آمد راقم بطوع و رغبت بخدمت ایشان رسید و تجدید
توبه نمود و اشتغال سلسلهٔ جلیلهٔ کبرویه اخذ کرد در مرض اخیر عنایات کثیر شامل حال این فقیر شد
یک روزی در مجمع خاص اصحاب فرمودند که جلد چهارم بحر العرفان را تو دادم و دو حکایت که
باقی است درست خواهی کرد تا کتاب من تمام شود سوای آن الطاف دیگر هم فرمودند مختصر که
حضرت خواجه اعظم قدوهٔ ارباب صفا و زبدهٔ اصحاب تقا روشن ضمیر و صاحب تاثیر بود و در آخر
عمر بمرض ضعف گرفتار گردید بتاریخ دهم محرم سنه یکهزار و یکصد و هفتاد و نه انتقال کرد هنگام نزع
شخصی بعیادت آمده از حکیم پرسید چه علت دارد گفت ضعف گردید حضرت خواجه فرمود که اسم
تاریخ رحلت من است مزار او در زنده مرتی بیرون مقبرهٔ شیخ بهاء الدین آمد شیخ محمود این

شیخ رحمت الله العاصمی الگنائی در سنه ۱۱۲۴ متولد شده از پدر بزرگوار خود علوم منقول و
معقول حاصل نمود خلیفه خواجه اعظم دیده مری است صاحب حالات عجیبه بود چهاردهم ماه
ربیع الثانی بعمر هشتاد سالی در سنه ۱۲۰۱ انتقال نمود در مزار اجداد آسود شیخ مرحوم تاریخ ساست
خواجه محمد مقیم مرید حضرت میرزاست در فتحات نبیره زاده خواجه محمد ذاکر است مدتی تعلیم قرآن
صبیه آن قدوة الابرار میکرد در آخر خدمت مؤذنی و امامت بوی بخشیدند شیخ نوری آورده است
جناب ارشاد مآبی یاران را فاتحه ارشاد و قبولیت دادند این راقم را بخاطر رسید تا شجره
سلسلة الذهب در دوایر مرقوم سازد بعضی اعزه در آن ثبت نمود در تحریر خواجه مقیم و خواجه
حیات تردد شد در زمان عزیزی بصورت مغلیه از عالم غیب جلوه گر شد باین راقم
خطاب نمود که اگر این هر دو کس را نویسی چه میشود فی الحال قلم برداشتم و این دو کس را بر صحیفه
برنگاشتم و پیش آنحضرت عرض اینواقعه نمودم چشم مبارک تر کرده شکر ایزد تعالی بجا آوردند
که مبارکست و این دلیل قبولیت شما ها ست و صاحب تاریخ حسن نوشته که این خواجه محمد
مقیم خلف خواجه حبیب الله عطار ست خواجه عزیز الله نیلو فرزند خواجه قایم الدین نیلو
فرزند صبیه دختر نیک اختر حضرت شیخ اکمل ست از ایشان سه دختر موجود مانده یکی در عقد
نکاح خواجه عارف نیلو بوده دوم در عقد خواجه ابو المعالی پنڈت بوده دختر سوم در عقد
شیخ کمال الدین گوجواری و این هر سه صاحب از تربیت یافتگان و مریدان حضرت شیخ
مهدی پاندانی ست ۲۷ شوال سنه انتقال نمود در مقبره حضرت میرزا مدفون ست
ملا عبد الحکیم متو از تربیت یافتگان حضرت میرزاست از طبقه تجار نامدار بود بعمر سی سالگی
توفیق تعلیم علم بخدمت ملا عبد الشکور بدخشی یافته دران اشنا وزی برابر کنج غربی مسجد جامع
بصحبت حضرت الخضر علیه السلام مستفیض گشته آنجناب زبان مبارک خود در دهان او انداخت
بجهت باوصف کبر سن بپایه مولویت رسید و بلوجود کمالات علمیه از معارف علوم باطنی
بهرهٔ وافر داشت و نیز در خدمت شاه جمال الدین قلندر آمد و رفت میداشت آخر عمر
بعلت سرسام انتقال نمود در مقبره خواجه باقی بانند آسود مؤسسنا مولوی میر الدین
از احفاد اوست در سنه ۱۱۵۳ یکهزار و یکصد و پنجاه و سه انتقال نمود خلیفه سیوم
ابو المعالی حاجی عبد السلام قلندر کنیت ایشان ابو المعالی و لقب جلال الدین ست
در فتحات آورده نبیره زاده حضرت خواجه یعقوب دارست خلیفه حضرت میرزاست

درخوردی آثار بزرگی در ناصیۂ او ہویدا بود چون بحد تمیز رسید دست ببعیت آنحضرت گرفته در سلک مریدان ایشان منتظم گردید و تعلیم اوراد و اذکار و تلقین اشغال بهره مند شد و برادرانش بقصد تجارت بصوبه اکبر آباد فرستادند و در انجا بموجب قول بزرگان دست درکار و دل بایار بعمل آورد برای برادران حقیقت دل سردی از دنیا نوشته آنها باور نکردند تحفه روزی بر دوکان خود نشسته بودند بزرگی از جانب شمال پیدا شده بر دوکان ایشان ایستاد و بایشان مخاطب شده فرمود که چه شغل میکنی بجواب آن بزرگ فرمودند که سوداگری میکنم بازبوی فرمودند که این سودا را چه سود است اگر بسودای سرمدی می افتی بهتر است مختصر که بجذب نگاه آن بزرگ از دوکان جست غسل کرده جامه که در بر داشت کشیده در کوٹھی گذاشت و لباس قلندری در بر کرده و قفل بر در زده کلید را بدریا انداخته توشه توکل در بغل و نقد شوق در کیسه راه حرمین شریفین پیش گرفت ؎ تا نیاید پیک جذبه ترک دنیا کے بود ÷ با وجود ما سوی الله راه مولی کی بود ؎ آنکس که تر اشناخت جانرا چه کند ÷ فرزند و عیال و خانمان را چه کند ÷ بعد قطع منازل بهره اندوز طواف و حصول زیارت روضه منوره حضرت سید البشر صلی الله علیه وسلم نمود و بسیاحت نهاد تا مدت سی و شش سال در اطراف و اکناف عالم سیر و سیاحت کرد میگویند که سی و شش سال بطواف کعبه و زیارت روضه مطهره مشرف شدند اندرین مدت از ایشان هیچ پیغامی به وابستگانش صادر نشد آخر بحضرت شیخ کامل التجا آوردند روزی ایشان در مجلس نشسته بودند فی الحال بیاران فرمودند که سیاح بحر و بر حاجی عبد السلام قلندر را از راه سورت بندر پدید اگشت باعث لقب ایشان بسیاح بحر و بر چنین شده است بالجمله در دار الملک برہان پور رسیده به برادر معنوی خود حضرت خواجه قایم الدین ملاقات نمودند ایشان بخدمت پیر بزرگوار نوشتند که حاجی عبد السلام قلندر آمد در شوق ملاقات آنحضرت پابر آتش است آنحضرت خوشوقت شده منتظر بودند تا ہنگامیکه موصوف در کشمیر رسید بعد ازان تا مدت شش ماه خدمت پیر بزرگوار فرض عین دانسته داد اطاعت داد تحفه روزی حضرت میرزا بایشان فرمودند که میراث جد خود خواجه یعقوب دار رسیدی اگر استقامت کنی کسی خواہی شد بدرجه اعلے رسیدند و دولت ارشاد نامه و خلافت حاصل نمودند بعد وفات آنحضرت باحضرت شیخ نعمت الله کلو عهد بستند که تا چهل اربعین در یکجا نشینیم مخدومی در خانهٔ

خود منزوی شدند و ایشان در غار یا نزن بجهل چله نشستند و برتبهٔ بلند رسیدند بسیار مردمان را براه حقیقت آوردند قریب سه صد خلفا داشتند بعضی ازان بدرجهٔ ارشاد بعضی بفاتحه رسیدند تحفه نقل ست که عادت مبارک ایشان بدینگونه بود که تمام یاران بمجرد بیعت حکم بکاسه گدائی کردن فرمودند آنها روزانه اندوده خود بوقت شام در خدمت پیر حاضر میکردند چون تمام یاران جمع شدند ایشان لقمه لقمه تقسیم کرده میدادند تا هر کسی قوت لایموت خود ازان می نمود و خود بذات اقدس هم ازان تناول میفرمودند علت غائیهٔ این امر همین معلوم شود که تا هر کسی باین ذلت از کبر و نخوت و رعونت وارهد بتاریخ دوازدهم ربیع الاول ۱۱۷۲ یکهزار و یکصد و هفتاد و دو وانتقال نمود در محله عالیکدل در صحن خود آسوده رفت در خلد حاجی حرمین ÷ تن پاکش بقبر شد شد مدفون ÷ هاتفی گفت سالِ تاریخش ÷ خاص حق بود حاجی الحرمین شیخ سیف الله از خلفای برجستهٔ حاجی عبد السلام قلندر صاحب مجاهده و مشاهده و اسرار بود و در عبادات و ریاضات از اقران خود گوی سبقت ربود و در زندگی حضرت مرشد رحلت کرده در مزار خود او را مدفون ساختند شیخ دولت بائی سفالگرزاده بود و از حاجی عبد السلام واقف اسرار شده در اذکار و افکار زبده ابرار بود مقامات عالیهٔ و آیات بینه داشت عمری طویل یافت و بعد رفتن مرشد گاهی بشهر بیامد و در موضع چکرو پرگنه کوهیامه عمر خود در ریاضات شاقه بسر نمود و در انجا بخواب آخرت آسود بابا محمود از مریدان دولت بائی و عمر خود در تجرید و تفرید گذرانید در شهر مدفون ست میر مقصود کریری از اولادان سید حاجی مراد کریری از یاران حاجی عبد السلام قلندر متقی و پرهیزگار و صاحب مجاهده و اذکار بود چون بسن شیخوخت رسید سردار عبد الله خان بزیارت او چند بار مشرف گشت چون رحلت نمود در موضع کریری آسود میر نظام الدین نوشهری از اولاد میر شمس الدین نوشهری و مرید میر مقصود کریری زبدهٔ افراد رجال و پیشوای ارباب حال بود ملا عبد المومن پسر خواجه احسن الله گنج مرید حاجی عبد السلام قلندر شاگرد ملا محمد مقیم در امور شریعت و طریقت بدرجه اعلے ارتقا نمود و در عهد کریم داد خان بر خدمت فتوای اعلا یافت در ۱۱۹۰ بعالم آخرت بشتافت بابا محمد میرزا داماد و خلیفه حاجی عبد السلام قلندر بود و بتربیت آنجناب راه سلوک

پیمود منازل و مقامات طریقت و سلوک راطی نموده خرقه ارشاد یافت و نیز از
بزرگان زمانه استفاضه کرده خصوصا از شیخ نوری فایز گشته روزی فیمابین ایشان
کدورتی واقع شده بابا عزم نمود که فردا در پیش شیخ عبدالرحمن که درویش کامل بود میروم
شبانه بخواب دید که در صحن خانه شیخ عبدالوهاب نوری رسید و حضرت میرزا
اکمل الدین در انجا دید و آنجناب بجانب وی خطاب فرمود که ای میرزا بابا اگر اسلام
ملال داری پیش وهاب بیا که آنهم از ماست فردا بخدمت شیخ عبدالوهاب مشرف
شده بتربیت ایشان فایز گشت پس حضرت شیخ نوری بخدمت حضرت حاجی عبد
السلام قلندر رسانید در سنه ۱۲۰۷ یکهزار و دوصد و هفت رحلت فرمودند در مقبرهٔ حضرت
عبدالسلام قلندر مدفون شد- شیخ محمد یحیی خلف و خلیفهٔ شیخ محمد میرزا نواسه
حاجی عبدالسلام قلندر و در عبادات و ریاضات و مشاهدات بسیار کوشید و از جدّ
مادری هم نظری داشت و بعنایات ایشان مستفیض گردید و بر سجّادهٔ ایشان نشست
و عالمی را فیض بخشی فرمود نهم جمید الاول سنه ۱۲۵ رحلت نمود در مزار اسلاف آسود-
واعظ غلام رسول المعروف به لسه بابا صاحب مرید شیخ محمد یحیی و از ایشان بتعلیم و
تلقین و اشغال باطنی فایز گردیده و بدرجه ارشاد رسیده و از مشایخان دیگر هم استفاده
نمود و از بابا امان الله پانپوری و شیخ عبدالله مخدومی وغیره تعلیم علوم معنوی حاصل
کرده و تحصیل علوم از آخون زاده ملا رفیق و مولانا غلام الدین جامکی و علم حدیث از
خدمت شیخ عبدالنبی محدث مرجان پوری و از علمای دیگر هم استفاده نمود و در حسن
تقریر لسانی و تشریح لطایف معانی و توضیح بیانی و نکته دانی فرد یکتا در علوم صوری و
معنوی مرد بی همتا بود در اندک فرصتی بدرجه اعلا ارتقا نمود مصدر کرامات و مرجع
مخلوقات بود مجمع علوم ظاهری و منبع فیوض باطنی محی السنه قامع البدعه بود و تمامی
عمر خود را در وعظ و نصایح و تعلیم حدیث و تفسیر و فقه و درس و سلوک راه خدادانی نمود
و مجاهدات و ریاضات و ورع و تقوی استقامت ورزیده بدرجه تکمیل واصل گردید
خوارق عادات که از وی بظهور آمده اند بر السنهٔ خاص و عام مشهور اند مقامات و احوالات
ایشان در چراغ لطایف مرقوم است بتاریخ بیست و یکم ماه محرم سنه ۱۲۶۱ هزار و دوصد و
شصت و یک نقل فرموده در مقبرهٔ ملکهواه آسود + تاریخ از حضرت شیخ المشایخ

مولنا حضرت شیخ احمد نارہ بلی سے ایدریغا میر واعظ صاحب وعظ و بیان ٭ ناگہانی رفت و ماندہ داغ بر اسلامیان ٭ نام و سال وصل او گرد داز ین مصرع عیان ٭ ناصح دین رسول اللہ بی مثل زمان ٭ شاہ فرخ الدین المعروف شاہ فاروق قلندر متو خلیفۂ حاجی عبد السلام قلندر از نجبای این شہر بود در عالم رویا از جناب حضرت محبوب العالم رحمۃ اللہ علیہ ترک دنیا مامور شد و مطابق فرمان عالیشان از ہمہ درگذشتہ دار محلہ جامع مسجد سکونت داشتہ بسن دو نیم سالگی یا زیادہ در خدمت حضرت میرزا پدر بزرگوار خود برای شفاء درد چشم وغیرہ آوردند از منظوران نظر کیمیا اثر ایشان شدند بلکہ در حق ایشان فرمودہ اند کہ این فرزند کوس خاندانِ ما خواہد نواخت چنانچہ بعمل آمدہ بعد تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ باشارہ باطنی ترک دنیا نمودہ در خدمت شاہ طاہر ہارونی شتافتہ تعلیم آداب طریقت و تلقین رموز معرفت یافتہ بدرجہ ارشاد و خلافت واصل گردید بعد ازان از خدمت حاجی عبد السلام قلندر بشرف بیعت و ارشاد فایز گردیدہ مظہر خوارق عادات و مشرق انوار تجلیات گردیدند وارث رتبۂ ابو الجناب شدہ ہر کہ نظر فیض اثر ایشان می افتاد در حال بدرجۂ ولایت میرسید ہزاران ہزار مردم را بجذب نگاہ بدولت ولایت رسانید زیادہ از یک لک بواسطہ ایشان برتبۂ کمال رسیدند بعض ازان برتبۂ ارشاد سرافراز شدند و بعض جامۂ جذب و بیت در بر کردند مختصر کہ از مجانین عشق عالمی را در ولولہ افکندند و مشعل خلافت سلسلہ کبرویہ افروخت و با وجود مرجعیت انام ایام خود در کسوت سادہ بسر برد و اصلا میل شہرت و سجادہ نشینی نمیداشت و شب و روز در وجد و سماع شاغل و بنالہای حزین و آتشین عامل می بود تحفہ نقل ست کہ ہر کجا تازہ جوانی و قوی ہیکلی بنظر ایشان در آمدی میفرمودندی کہ سبحان اللہ چہ عجب طاقت قابل ذکر چار ضرب دارد فی الحال آنجوان ترک دنیا نمودہ بقدر وسعت خود بدرجہ اعلی میرسید یاران را بمجرد بیعت حکم بکاسہ گدائی کردن فرمودند در سلخ شعبان سنہ ۱۱۹۱ یکہزار و یکصد و نود و یک رحلت فرمود و اندرون باچہ برلب بر نزد بان حضرت محبوب العالم آسود شیخ فاروق نارو از مریدان شاہ ست چشمی گریان و دلی بریان داشت ہمیشہ در وجد و حال می بود بیزدہم ذی الحجہ در نارو پرگنہ

اچهه مدفون گردید شیخ محمّد صدیق فرزند شیخ عنایت الله در ابتدا اخذ فیوض
باطنی از والد ماجد خود نمود پس از خدمت شاه مشرف شده در عبادات و ریاضات
اشتغال ورزیده در گورگاڑی محله در صحن خود آسود شیخ محمّد برادر شیخ محمد صدیق
مرید حضرت شاه ست همیشه در وجد و حال می بود شاگرد و داماد مولانا عبد اللطیف
نانت بود در مله کهواه آسود شیخ محمد فرزند شیخ محمد صدیق مرید عم خود بود طی مراحل
سلوک نموده همیشه رقیق القلب و چشم تر بود در مله کهواه آسود درویش محمد اشرف
معروف آچن شاه بعشق مولی ترک دنیا کرده دست انابت بدامن حضرت شاه
زده در مجاهده بسیار کوشید و بدرجه مشاهده رسید ذوقی وافر و دردی متکاثر داشت
هر چکه از فتوحات می یافت براه خدا صرف می کرد و مرقداو در موضع گاڈره پرگنه لار
مشهور ست شاه حبیب الله ریشی مرید حضرت شاه ست در مقبره مرشد آسود شیخ
محمد مومن ببه گامی مرید حضرت شاه ست صاحب کمالات و خرق عادات بود میر محمد
منور حطبی فرزند میر عبد الرزاق از مریدان حضرت شاه ست صاحب ورع و تقوی چنان
بود که بغیر از آیات کلام الله و احادیث و اقوال سلف صالحین کلامی دیگر بر زبان نمی آورد
عجب ذوقی و شوقی داشت در وجد و حال صاحب کمال و زبده افراد رجال بود هژدهم ربیع
الاول سنه ۱۰۳۸ له انتقال نمود در جوار مرشد آسود میر عزیز الله حطبی برادر میر محمد منور از مریدان
حضرت شاه ست متشرع و متورع و مرتاض و محتاط بود عمر خود در افاضه و استفاضه
گذرانید در صحن خانقاه معلی نزدیک مدرسه آسود میر احمد حطبی خلف و خلیفه میر عزیز الله
صاحب ورع و تقوی بود ۱۷ شوال سنه انتقال نمود دو فرزندش بودند یکی میر عبد الله
حطبی دوم میر صدر الدین هر سه در صحن خانقاه معلی آسودند شاه حمید الله از مریدان میر
عزیز الله حطبی عمر خود در ریاضت و عبادت صرف نمود در فتح کدل در مزار بابا عبد الکریم
آسود شیخ عثمان و شیخ هاری مریدان شاه حمید الله اند شیخ محمود گنائی ولد خواجه اعظم بن
خواجه مکرم از مردمان بخارا این دیار بودند از مریدان میر عزیز الله حطبی و بنظر کیمیا اثر حضرت
محمد فاروق قلندر مشرف شده بود در ریاضات و عبادات فرد یکتا بود حالات عجیبه داشت
نهم ربیع الاول سنه ۱۲۴۲ له هزار و دو صد و چهل و دو انتقال نمود در سوکالی پوره در صحن خود آسود
سه شیخ محمود از سر اخلاص باد دل جمع شد بخلد برین شیخ اعظم کبروی فرزند و خلیفه

شیخ محمود گنائی عمر خود در ریاضت و تقوی بسر برده و از اخوند ولی الله زنگیر باخذ فیوض باطنی مستفید گردیده و در آخر عمرش مغلوب الحال بود هفدهم رجب ۱۲۸۸ سنه هزار و دو صد و هشتاد و هشت رحلت کرد در مقبرهٔ والد آسود و سه پی سال تاریخ او عقل گفت که آمد شفیعش امیر کبیر شیخ محمد گنائی فرزند شیخ اعظم از خدمت اخوند ولی الله زنگیر باخذ فیوضات مستفید شده دختر میر تاج الدین متولی خانقاه معلی در عقد وی بود بعد وفات پدر بزرگوار خود ده ماه گذشته انتقال نمود در جوار اسلاف آسود بتاریخ دوازدهم جمیدالاول ۱۲۸۹ سنه عبد السلام وانگن پوری از مریدان میر محمد منور حطبی مردی صلاحیت آثار و ستوده اطوار عمر خود در گمنامی و عزلت نشینی بسر برده بیست و یکم صفر ۱۲۷۳ سنه رحلت نمود و در وانگن پوره آسود صدیق خان کبروی بتوفیق ازلی در خدمت شیخ محمد منور حطبی که خلیفه شاه ست روی ارادت آورده طی مراحل سلوک نموده عمر خود را در استفاده و افاده بسر برده خلفای برجسته بهم ساینده در قریه ره پوره مدت العمر بسر برده آخر همانجا آسود شیخ احمد حسین ترالی مرید صدیق خان صاحب رهه پوری و از خدمت مولوی غلام الدین جامعی در علوم کمال حاصل کرده از مولسنا نور الدین قاری خانیاری علم قرأت حاصل نمود در ۱۲۱۸ سنه تولد ایشان بوده ست چون بسال شانزدهم رسید روز عید در میان کودکان بود بیهوش افتاده بعد مدتی در خانقاه ترال استخاره نمود حضرت قطب ربانی سید علی همدانی رح جلوه داده فرمودند نزد صدیق صاحب برو صباحی برخاسته بخدمت ایشان شتافت ایشانرا حضرت سید محمد منور در واقع تربیت کردن او امر فرموده بودند موجب آن بلادرنگی بیعت داد و بتعلیم اذکار مشرف نمود صدیق صاحب را فرزندی بود احمد نام در همان ایام وفات یافته بود بوالده اش فرمودند اگر احمد فوت شد بجایش حسین را احمد نام نهادم از آن پس کسی او را حسین نگفت اجازت پنج سلسله از ایشان حاصل کرده و خرقهٔ خلافت پوشانیدند چون مرشد ایشان انتقال فرمود بسفر هندوستان رفتند و در دهلی از مولوی محمد اسحاق دهلوی در علم حدیث استفاده کرده و صحیح بخاری بدرس خوانده اجازت حدیث حاصل نمود و از بزرگان دیگر هم مستفید گردید و از حضرت شیخ ابو سعید دهلوی طریقهٔ مجددیه یافت و اجازت حاصل کرد و چراغ معرفت افروخت و سعادت ابدی اندوخت و کرته و کلاه مبارک و اجازت بمهر خود عنایت فرمودند بعد چند سال بکشمیر آمده بافادهٔ خلق مشغول شد و در آخر عمر

بزیارت حرمین شریفین مشرف شده مراجعت نمود و رساله ها تصنیف کرده است از انجمله چراغ احمدی و شرط المشایخ و توصیل المرید و رساله در تحریم تنباکو و غیره و نزد مؤلف اکثر رساله ها موجود است و در ۱۲۹۶ھ انتقال نموده در قصبهٔ ترال آسود شیخ عبد الاحد خلف و خلیفهٔ شیخ احمد ترالی از خدمت مولوی عبد القدوس جامعی و از مولوی واعظ محمد یحیی استفاده علم دینی نموده بعد وفات والد ماجد خود بزیارت حرمین مشرف شده همیشه رفیق القلب و چشم تر بود و در مهمان داری مردی یکتا بیست و ششم ماه صیام ۱۳۱۱ھ انتقال نموده در قصبهٔ ترال در مقبرهٔ پدر آسود مولوی محمد شاه ترالی نبیرهٔ شاه حبیب الله که خلیفهٔ شاه محمد فاروق است خلیفه و داماد شیخ احمد ترالی علم قراءت از نور الدین قاری عالیکدلی حاصل کرده و از حضرت شیخ احمد ترالی بتعلیم و تلقین فیض یاب گردیده خلافت و ارشاد از ایشان حاصل نمود و از خدمت خواجه محمد نقشبندی تاشکندی هم استفاده کرده مؤلف از خدمت ایشان بعض اذکار و اوراد مشرف شده است بتاریخ هفتم محرم ۱۳۱۹ھ رحلت کرده در قصبهٔ ترال آسود شیخ محمد سعید تاره بلی فرزند شیخ محمد تاره بلی بتعلیم و تلقین از عم خود شیخ احمد تاره بلی فیضیاب گردیده در ۱۲۴۱ھ متولد شده و از مولوی غلام الدین جامعی و از سید سعید اندرابی بهره از علوم حاصل فرمود روزی از عم بزرگوار خود مطالبه راه خدا نموده فرمودند که نزد احمد صاحب ترالی که در طریقهٔ مجددیه و کبرویه مجاز است می بریم پس آنجناب و برادرش هر دو صاحبان در بازار مسجد رفته احمد صاحب در انجا بود سپرد ایشان فرمودند در فصول خمسه که در طریق قادریه و کبرویه و نقشبندیه و سهروردیه و چشتیه آورده اند فقیر احقر عباد الله الاکبر احمد سعید تاره بلی اخذ این طریقه شریفه کبرویه کاملیه صدیقیه و نقشبندیهٔ مجددیه سرهندیه که اخذ این هر دو طریقه حسب الامر حضرت عموی افخمی مرشدی امجدی قدس سره بوجه اتم و اکمل بمعه اجازت اجرای طرق خمسه و تعویذات و بیعت و استغفار و اخذ فتوح و هدایا و نذورات نموده است از خدمت کثیر البرکه حاجی الحرمین الشریفین شیخنا الامجد جناب شیخ احمد حسین ترالی روح الله روحه و اوشان اخذ این طریقه نموده است از خدمت قدوهٔ اهل تحقیق و در بحر عرفان غریق شیخ محمد صدیق شجرهٔ شریفه که معنعن است و مسلسل تا حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم قلمی نموده است مدعا که شیخ محمد سعید صاحب ریاضات و مجاهدات بود و از بزرگان زمانه بامر عم بزرگوار خود

تاریخ احبیب الاول

مثل شیخ امیر الدین بکہلیوال و شیخ عبد اللہ ترالی و شیخ عبد اللہ مخدومی و اخوند ولی اللہ
زہگیر و شیخ ضیاء الدین زہگیر مجالست و مصاحبت نمودہ متقی و محتاط بود بوضع بے
تکلفی میرفت و تشبیہ عم بزرگوار در صورت ظاہری بود و بسیرت ایشان آراستہ ہژدہم
شوال ۱۳۰۹ سنہ ہزار و سہ صد و نہ یوم دوشنبہ لعلت و باشہادت یافتہ در مقبرہ شیخ احمد
آسودہ ؎ حسن از پی سال وصلش بگفت * سعید ازازل شد بجنت قرین * ایضاً شیخ
عارف امجد تاریخ ست حاجی واعظ محمد یحیی فرزند مولینا واعظ غلام رسول مرید
شیخ احمد تارہ بلی و از خدمت بابرکت شیخ احمد حسین ترالی تعلیم اذکار و اوراد و اجازات
سلاسل خمسہ حاصل فرمودند ولادت او در ۱۲۵۱ سنہ یکہزار و دو صد و پنجاہ و یک و بعمر ہشت
سالگی حفظ کلام اللہ کردند و چون بسن نہ سالگی رسیدند والد ایشان انتقال نمود پس از علمای وقت علم
معقول و منقول اخذ نمودہ خصوصاً از خدمت اعلم العلماء حضرت سید سعید اندرابی علم حدیث
و تفسیر و فقہ وغیرہ حاصل کردہ و از آخون صدیق اللہ کہ از شاگردان شیخ عباد اللہ قاری و
ملا نور الدین خانیاری ست از قراءت عشرہ بہرہ اندوز شدند مدعا کہ در صغر سنی و حالت
یتیمی در تحصیل بزرگی و علم ضروری و خدا پرستی مشغول شدند ؎ این سعادت بزور بازو
نیست * تا نہ بخشد خدای بخشندہ * و از تعلیم اذکار و افکار و درس سلوک و اجازات
اوراد و احزاب از خدمت اخوند ولی اللہ زہگیر و کرم صاحب شاہ آبادی و دیگر مشایخان
ابندیار مستفید شدند و در سفر حج از علماء و مشایخ حرمین شریفین اجازات حاصل نمودند
و از شیخ احمد کانہامی درس قصیدہ شاطبیہ فرمودہ حافظ آن شدند مدعا کہ از افراد
روزگار بودہ در افادہ خلق اللہ و تعلیم و تدریس و اجازت اوراد و اذکار و درس
سلوک کما حقہ می کوشید و رسالہ ہا در بارہ تحقیقات مسایل تالیف کردہ ست و شاگردان و
مریدان بر جستہ بہم رسانیدہ ست و اقبال وی روز بروز در ترقی می بود چنانچہ حضرت
شیخ احمد تارہ بلی در مکتوب شریف کہ بنام ایشان نوشتہ اند اشارہ آن فرمودہ ست و
مکتوب شریف در آخر کتاب تیمناً و تبرکاً برقم آوردہ شود و در آخر عمر در سنہ ہزار و سہ
صد و ہفت بزیارت حرمین شریفین مشرف گشت چون باز بوطن خود مراجعت نمودہ چہاردہم
صفر ۱۳۰۸ سنہ وارد خطہ کشمیر شدند ؎ بیمار افتادند و بروز دوشنبہ پیش از نماز ظہر بیست و
چہارم ماہ رمضان سنہ ہزار و سہ صد و ہشت بعمر پنجاہ و ہفت سال انتقال فرمود

وبنابر کثرت مردمان نماز جنازه اش در عیدگاه خواندند و در مقبره والد ماجد خود آسوده
شد قاضی ثناء الله مرید شیخ احمد ترالی عمر خود را در صلاح و پرهیزگاری بسر برده هفدهم
ربیع الاول ۱۳۰۹ھ جوار مسجد خود در نور باغ آسود شیخ محمد خلیل ولد عبد الرحیم زونیمری
مرید شیخ احمد حسین ترالی عمر خود در ریاضت و تقوی بسر برده و از خدمت شیخ محمد
سعید ناره بلی باخذ فیوض باطنی مستفید گردیده اجازت طریق قادریه و کبرویه و نقشبندیه و
سهروردیه و چشتیه حاصل کرده اجرای طریقت فرمودند اکثر طالبان از خدمت ایشان مستفیض
شدند و اجازت اوراد و اذکار از خدمت شیخ عبد السلام وغیره حاصل نمودند و باجازت
ورد اعظم و حرز یمانی و حزب البحر وغیره از خدمت ایشان اکثر مردمان مستفید شدند ؎
محمد خلیل آنکه بوده سعید ❊ نکوکار و پرهیزگار و رشید ❊ پی سال تاریخ فوتش خرد ❊ بگفتا خلیل
خدای مجید ❊ زماه صفر بست و هفتم بده ❊ که اندر جنان مرغ روحش پرید ❊ ۲۷ صفر ۱۳۴۲ھ انتقال
نمودند در مقبره ملا حافظ بصیر خنده ابدنی مدفون شد راقم الحروف از خدمت ایشان باجازات
اوراد و اذکار مشرف شده است محمد کاظم ٹاک مرید شاه فاروق قلندر است بقبول بیعت و
تلقین از ایشان مشرف شده در ورع و تقوی دستی تمام داشت از شاه اسد الله نوری اجازت
اوراد داشت در بچیاره مدفون است بابا محمد صدیق مرید محمد کاظم است طی منازل و مراحل
سلوک نموده در اقسام ریاضت همتی بس ارفع داشت برتبهٔ ارشاد فایض شده در صحن
خانقاه معلی بطرف والی صاحب مدفون است ۱۲ شعبان وفات یافت عبد الصمد ترنبو
ولد غلام نبی ترنبو از خوردی نشان بزرگی داشت بخدمت بابا محمد صدیق مشرف شده
بتعلیم اذکار بهره ور شد و بامر مرشد بسفر هندوستان و بلاد دیگر رفت مدت دراز در سفر
گذرانیده بخدمت بزرگان رسید و از خدمت ایشان مستفید گردید از مولوی حمید الله قاضی
یعقوب خان تاشکندی اجازات حاصل نموده راقم الحروف از ایشان باجازت اسماء بدوح
ختم حسبنا الله وغیره مشرف شده مظهر حالات عجیبه و اطوار غریبه بود و در حل رموز مثنوی
دستی تمام داشت بسیار مردمان از خدمت ایشان مستفید گردیدند پانزدهم ربیع الاول
سنه ۱۳۱۳ھ هزار و سه صد و سیزده انتقال نموده در مزار اسلاف در محله کهواه آسود سنه ز اخلاص
قابی صمد در جنان میر محمد یوسف دوارکی ولد میر عبد الرسول دوارکی مرید بابا محمد صدیق
بود ۱۷ محرم سنه ۱۲۹۳ھ انتقال نموده در مقبره میر لطف الله دوارکی آسود مالہ بابا صاحب

شمس پوری عبد القدوس خضر صاحب کبر صاحب آخون حبیب الله از مریدان
بابا محمد صدیق ست شیخ عبد الکبیر نروره مرید شاه محمد فاروق قلندر صاحب ورع و
تقوی بود کرم صاحب شاه آبادی مرید شاه اسد الله بقائی صاحب حالات علیه و کرامات
جلیه بود پس از خدمت شیخ عبد الکبیر نروره باخذ فیوض باطنی هم مستفید گردید بتاریخ ۲۸
رجب سنه ۱۲ انتقال فرمود در موضع شاه آباد مدفون ست بابا عبد الغفور بوسر لوگی
مرید شیخ قطب الدین و ایشان مرید شیخ عبد المجید سازه گری بوده پس از خدمت کرم صاحب
بمرتبه ارفع رسید در شوق و ذوق و درد زندگانی کرد و از بزرگان دیگر هم مثل عبد الولی
مستفید گردید در سنه ۱۲۹۶ بیست و دوم ماه شعبان انتقال نمود در پرگنه چهاک موضع کهله موله
آسود غفور بابا تاریخ ست سید شاه یوسف بقائی ابن شاه احمد بن شاه اسد الله از
احفاد شاه ابو البقا مرید کرم صاحب که مرید جد ایشان بود بمعراج حقیقی پیوست گنجینهٔ اسرار
الهی و مظهر انوار نامتناهی بود خلق را بسبیل هدایت آورده و بدولت سعادت رسانید
خرق عاداتش بسیار فقیر بخدمت ایشان مشرف شده مدتی جاده تقوی آراسته که
طریق آبای کرام ایشان داشت و ورد خوانی همیشه می کرد هفدهم ربیع الثانی سنه ۱۳۰۶ ه
انتقال نموده در مقبرهٔ اجداد آسوده شاه یوسف چو رفت از دنیا * در زوال آمده کمالش لا
هاتف غیب دوش در گوشم * گفت خاص خدای سالش را سید یوسف شاه نوشهری
ولد میر محمد شاه نوشهری از احفاد میر شمس الدین نوشهری مرید کرم صاحب و از پیش دیگران
هم استفاده کرده بود داماد میر واعظ لسه بابا صاحب بود و حافظ کلام الله و تمام عمر در
کتابت کلام الله بسر برد هفتم ماه جمید الاول سنه ۱۳۱۸ رحلت نمود بیرون آستانه خواجه حبیب الله
آسود میر حبیب الله بقائی باره موله مرید کرم صاحب صاحب ورع و تقوی بود ۱۹ محرم
سنه ۱۳۰۲ انتقال نمود در مقبرهٔ سید محمد صادق اندرابی درباره موله آسود بهار صاحب
مرید غفور صاحب بوسرلوگی و بشرف دامادی ایشان سرافراز گردید و از بزرگان دیگر هم
مستفید گشته ذکر جهر در طریقه چشتیه ورد او بود در سنه انتقال نموده در جوار مرشد آسود
عبد العلی کراله پوری فرزند محمد اکبر اصل از موضع لوگام بود مرید غفور صاحب ست در ورع و
تقوی شانی رفیع داشت حافظ کلام الله بود هفتم ماه ذیقعده در سنه انتقال نموده در
موضع کراله پوره مدفون شد میر علی صاحب اندرابی داماد و خلیفهٔ او ست و وی تاریخ

۱۹ شعبان ۱۳۴۷ھ انتقال نمود میر عبد اللہ از خدمت میر حبیب اللہ بشرف بیعت و تعلیم مستفیض شد بعد انتقال ایشان در خدمت غفور صاحب شتافت بتعلیم ذکری چند بہ تکمیل این طریق پیوست آخر عمر در توبہ و ندامت و گریہ و زاری بسر برد در ۱۳۳۱ھ انتقال نمود و در علاقۂ لار در موضع چھوہ آسود غلام رسول فرزند شیخ اسد اللہ گوجواری مرید کرم صاحب ست بتعلیم و تلقین ایشان بہرہ اندوز الطاف باطنی گردیدہ بر طریق اسلاف خود از جادۂ صلاحیت تجاوز نکرد در شوق و ذوق و درد و عشق کیفیتی عجیب و حالی غریب داشت بتاریخ پانزدہم محرم ۱۳۲۸ھ بروز جمعہ انتقال نمودہ در آستانۂ حضرت شیخ کامل آسود خلیفۂ چہارم ہادی حق یقین اخوند مولینا نور الدین نوشہری بن عبد الکریم ریشی ست خلیفہ بابا صبور الدین ریشی از خوردی آثار بزرگی داشت در رموز دانی فارسی مہارتی کامل حاصل نمودہ بود چنانچہ کتابی در ذکر بزرگان تصنیف نمودہ ست بسن نہ سالگی در خدمت حضرت میرزا رسیدند دست بیعت ایشان واسطۂ فیوض سرمدی و رابطۂ حصول دولت ابدی نمودند قدوۂ ارباب شوق و زبدۂ اصحاب ذوق بود تحفہ نقل ست کہ شبی بعد وفات آنحضرت شیخ نعمت اللہ در واقعہ مشاہدہ کرد کہ گویا محفلی منعقد بود و آن حضرت دران محفل بودند چہار کس از یاران ایشان من و شیخ عبد الوہاب نوری و حاجی عبد السلام قلندر و مولانا نور الدین حاضر بودند گویا آنوقت وقت احتضار حضرت بود فرمودند کہ من اکنون این چہار عنصر را گذاشتم باین چہار عنصر در آمدم فی الحال از چشم ایشان غایب شد و اشکال ما چہار کس بشکل آنحضرت نمودار شد بتاریخ بیست و سوم شعبان در سال یکہزار و شصت و ہشت انتقال نمودہ در محلہ نوشہرہ مدفون شد تاریخ چون از عالم رفت پیر نیک کیش + بست و سوم بود شعبان کم نہ بیش + ہاتفی تاریخ فوت شان بگفت + شدہ بابا بُد ولی عہد خویش شیخ فقیر اللہ شیخ عنایت اللہ شیخ محمد باقر ہر سہ از فرزندان مولینا نور الدین ہستند آداب طریقت از پدر بزرگوار خود حاصل نمودند درجۂ رہبری و رہنمائی حاصل کردند در نوشہرہ آسودند و مریدان مولانا نور الدین بسیارند منجملۂ آن میر عبد اللہ خانیاری در موضع رتن پورہ مدفون ہست و شیخ نور اللہ بطکپوری بابا محمد سعید سوپوری سودہ میر جبری شیخ اسد اللہ خلیل زدیمری شیخ عبد الغنی متو شیخ ابو الفتح نانت ودی بتاریخ ۱۱ صفر ۱۱۸۵ھ انتقال نمودہ در مقبرہ خواجہ حبیب اللہ نوشہری مدفون شد شیخ دائم درویش

درحدود نوشهره می بود دست انابت بدامن اخوند نورالدین زده فی الفورطی مقامات سلوک نمود وبخلافت ممتاز گشت وکار درزی می کرد وقوت خود ازان می نمود می آرند که چهار هزار و چهار صد بار ذکر نفی واثبات می کرد وحجره اونیز درحرکت می آمد وموافقت می کرد ۸ ربیع الثانی سنه ۱۱۹۷ انتقال نمود درلکهری پوره نوشهره مدفون ست شیخ عبدالمجید سازه گری پوره مرید شیخ دایم درطریقه کبرویه ممتاز وصاحب ارشاد بود وشیخ طیب رفیقی دررفقاء الفقر بتفصیل آورده ست درمحله وانته پوره زیرپای مبارک حضرت خواجه یعقوب دار آسود شیخ طیب رفیقی فرزند احمد صاحب رفیقی ست ارشاد سلسلهٔ کبرویه از عبدالمجید سازه گری پوره واجازات اذکار واوراد ونوافل حاصل نمود وبابزرگان دیگر مثل محمد حیات نقشبندی وحضرت میان گل محمد کنگال بواسطه میان عبدالمجید کرناوی صحبت داشتند واز میر مقصود کریری که خلیفهٔ حاجی عبدالسلام قلندر ست درود حضور بعد اوراد فتحیه وختم حسبنا الله حاصل کردند مدعا که درسلسلهٔ قادریه وکبرویه ونقشبندیه وسهروردیه وچشتیه ارشاد بدست آورده بودند وعمر گرامی دربذل وعطا وجود وسخا ورهبری خلق الله بسر برده مریدان برجسته بهم رسایند مفصل درچراغ لطایف مرقوم ست بتاریخ دهم ماه شوال سنه ۱۲۶۶ رحلت کرده درمقبرهٔ اسلاف آسود شیخ محمد درویش عرف دار مرید شیخ دایم صاحب حالات بود درمقبره خواجه زین علی دار ولی مدفون ست ملا عبدالجبار مرید شیخ محمد درویش درریاضات ومجاهدات رتبهٔ عالی داشت درمسجد لاله مانتجی صاحب امامت میکرد شاه محی الدین نوری ازخدمت ایشان اجازت سلسلهٔ کبرویه وچشتیه حاصل نمود بتاریخ ۱۶ ماه رجب انتقال نموده درصحن مسجد مذکور مدفون ست رحمة الله علیهم اجمعین +

تحفهٔ ششم درذکر شیخ عبدالوهاب نوری

خورشید هدایت شمس ولایت مخزن اسرار یزدانی عندلیب گلشن دلپذیری شیخ ابوالفضل فخرالدین عبدالوهاب نوری فرزند شیخ رشیدالدین بن شیخ شریف الدین گنائی ازاحفاد شیخ محمد ابراهیم ست ولادتش درسنه ۱۰۹۵ ه شیخ عبدالوهاب نوری زاد + رهبر مخزم شد بش میلاد + دو نیم سالگی قدم نهاده پدر بزرگوارش رخت ازهستی بعالم بقا کشید شیخ ابوالخیر گندشوی بن محمد امین بن میرحیدر که برادرهفتم جامع الکمالات ست وجد مادری ایشان

داشت ایشان را در خانهٔ خود برده بتکفل تربیت و پرورش ایشان پرداخت و بعرف
آن قبیله معروف گردید میلان خاطر عاطر بخواندن علوم ظاهری بود که ابا عنجد وراثت
داشت تا آنکه درین آرزو در خدمت میر کمال رفته که در کمالات و فضایل علمی دستی تمام
داشت از مقاصد فارسیه و روش خط ها بهره ور شده پس بخدمت میر یعقوب ثانی که عم زاده
پدرش و خالوی ایشان داشت استفاده علمی نموده چون از خوردی آثار بزرگی و سعادت
از جبینش هویدا بود در خدمت حاجی بابا محمد نقشبندی رسیده با شغل ذکر یه و فکریه اشتغال
ورزید چندی در خدمت ایشان مانده روزی در اثنای راه در نظر کیمیا اثر حضرت میرزا
محمد کامل بیگ خان بدخشی در آمده قبول ایشان گردیدند چنانچه همان شب در واقعه
مامور بخدمت عالیه رجعت ایشان شدند فردا از خدمت آنحضرت شرف اندوز ملاقات
گردید و بقبول بیعت سرافرازی یافت واز تعلیم و تلقین اذکار و اوراد بهره اندوز شده
مورد عنایات بی نهایات آلهی و تجلیات نامتناهی گردید طی مراحل مجاهده و ریاضات
شاقه نموده حله محبوبیت و خلعت منظوری در بر کرد و بر وجود ذی جودش پیرایهٔ قبول زیبا
شد بالجمله مرجع خاص و عام شده بسیاری خلایق را رو بهدایت آورد خلفای ایشان
بتعداد سه صد و چهل و یک داشت بعضی ازان بدولت ارشاد رسیدند و بعض باجازت
فاتحه مشرف شدند معدودی چند از آنها بنظر آمده ذکر آنها بجای خود آورده شود تحفه
روزی خلفا از حضرت میرزا بامر ایشان باعتکاف مرخص شدند ایشان هم استدعا کردند
آنحضرت فرمودند تو با ما باش آنچه یاران را بخلوت رود بتر ا بحضور ما بحصول انجامد
تحفه نقل است چون از ریاضات شاقه و بیداری شبهای دراز رنگ رخسار مبارک ایشان
زرد میشد آنحضرت بمقتضای رابطهٔ عشق که با ایشان داشتند با ایشان فرمودند روی تو از
کثرت اذکار زرد میشود و دل اکمل الدین سرد میشود و ماهتاب تو بخواب کار تو پیر تو اکمل الدین
خواهد کرد تحفه نقل است روزی با خلفای خود از راه چچه پل میرفتند ناگاه به پیری ملاقی
شده آن پیر دیده مصافحه با ایشان فرمود و گفت هر گاه تو نبی بودی آفتاب و ماه طلوع نمیکرد
این بگفت و رفت ایشان بیاران خود اینطور کنایه نمودند که همچنین با اولیای سابقه ابو العباس
خضر ملاقی شده باشد تا یاران نیز بوی نگریستند وی از نظر غایب شد تحفه نقل است از
سید کمال الدین اندرابی که روزی وضو میکردند دستار بر سر زانو گذاشت یکی از اصحاب

پرسید که قطب وقت کیست فرمودند که وضو می کند و دستار بر سر زانو دارد تحفه
نقل است که ابو البرکات خان را که صوبه کشمیر زیر نظامت وی بود بعضی راجگان اطراف
به بغاوت آمدند بر کنار دریای بهت در اطراف چپه بل خیمه و علم بر پا کردند ابو البرکات
خان نظر بشجاعت و صولت آنها نموده مضطر شد در خدمت ایشان برای مدافعه آن
استمداد نمود ایشان مشتی ریگ برداشته بوی دادند تا در جمع دشمن اندازد وی همچنین
کرد چون صبح شد همه ها از انجا گریخته بودند نشان آنها در انجا یافته نشد تحفه اجازت طریقه
یسویه از حضرت شیخ عبد الغنی نونی که مرید حضرت قاضی شاه دولت بخاری اخذ نمود و بمبادله
اجازت یکدیگر فرمودند و اجازت حرز یمانی که بایشان از شاه محمد علی رضا ابن شاه فرخ
سرهندی رسیده است سند حرز یمانی نزد فقیر موجود است و اجازت سیف الله و دعاء
حزب البحر نیز از ایشان یافته اند تیمناً و تبرکاً ارشادنامه حضرت میرزا رحمة الله علیه بحضرت
فخر الدین ابو الفضل اینجا قلمی نموده شود بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی جعل بعض
الصالحین هادیا و مهدیا لیهتدی بهدایته الناس الی کنز کان مخفیا والصلوة
والسلام علی حبیبه الذی یکون بالغا محتویا و علی آله و اصحابه الذین هم کالنجوم
للاقتداء والاهتداء فیقول الفقیر الحقیر الراجی الی شفاعة سید المرسلین محمد
کامل المخاطب بشیخ اکمل الدین البدخشی ان الاخ الاعز الرضی والصاحب المرضی
المتوجه الی رحمة رب العلمین ابو الفضل شیخ عبد الوهاب الملقب بفخر الدین
لا زال فی العشق غریقا و فی المعرفة عمیقا و من النار عتیقا الماصح قصد الینا
واشتغل بالذکر والفکر شغلا کاملا وتفقه بالعلم الالهی عندنا البسته خرقة
الخلافة واجزت له بالارشاد للطالبین الصادقین کما اجازنی شیخی وامامی قدوة
المتقین والابرار الشیخ حبیب الله العطار دام ظله بطریقة الکبرویة نیابة و بطریقة
القادریة والنقشبندیة والسهروردیة والچشتیة اجازة وشرطت علیه ان لا یخلو
عن الاشتغال المعرفة فی هذه السلسلة والملتمس منه ان یذکرنی بالدعوات
الصالحة فی مظان استجابة دعواته اللهم وفقه لما تحب وترضی وصلی الله علی
سیدنا محمد واله واصحابه اجمعین ÷ بتاریخ یازدهم ماه ربیع الثانی انتقال فرمود
در سنه ۱۱۸۶ یکهزار و یکصد و هشتاد و شش عمر شریفش نود و یک بود در مقبره سید بدر الدین و

نور الدین آسود * تاریخ از حضرت سید کمال الدین اندرابی سه از سر یاری خرد فرمود در گوش کمال * شیخ نوری گوی سال وصل آن صاحب کمال * از شیخ محی الدین مهدی هست تاریخ سال او زسنین * شیخ عبد الوهاب اکمل دین مولینا محمد اسلم توپیکرو فرزند خواجه اعظم توپیکرو چون ذوق خدا طلبی بهم رسانید و فیض یاب از شیخ رجب اندرواری بود و با جازت بزرگی در مسجد عالی که در عیدگاه واقع ست بخلوت نشست ده روز بوای دو خوشه شنگ چیزی تناول نمود بعد حصول مکاشفه بگفته بزرگی در خانقاه شاه بدیع الدین که در میان گورستان واقع بود یک چله کشید و همیشه تا دو پهر روز در مدرسه تعلیم و تدریس خلق مشغول می بود و آخر روز در عیدگاه رفته کسب نظری کرد و عاقبت باشاره بابون شیخ که خلیفه میر حسن خان مجذوب بود در خدمت شیخ عبد الوهاب نوری شرف سعادت حاصل کرده خلعت خلافت و ارشاد پوشید نوزدهم رجب ۱۱۹۱ سنه پنج سال پیش از وفات شیخ نوری انتقال نمود در میر میدان نزد پدر آسود و قاضی جمال الدین عالیکدلی نوشته اوست شیخ سید کمال الدین اندرابی فرزند سید عتیق الله بن میر محمد عنایت الله بن میر محمد افضل اندرابی که خلیفه شیخ عبد الوهاب نوری عمده زاهدین و زبده عارفین بود در ۱۱۴۶ الله تولد یافت و هنگامیکه والد بزرگوارش در سنه یکهزار و یکصد و پنجاه و ند از دست و لسپنگان افراسیاب بیگخان بشهادت رسید وی بسن یازده سالگی بود و مدتی مع متعلقان در ورطه پریشانی و پراکندگی که خاصان آلهی را لازمه حال ست ماندند بعضی راه فرار گرفتند بعضی در کتم اختفا ماندند و بعضی شربت موت چشیدند آخرانه ایشان بتحریک والده خود که از صالحات بود بطلب مرشد افتادند چنانچه در خدمت خواجه اعظم دیده مری رفت وی در اول ملاقات گفته که از ما نصیب شما چیزی نیست آن بجای دیگر ست انشاء الله خود بخود خواهی یافت چون ایشان را عشق و جذبه غلبه آمد فردا باز بخدمت ایشان شتافت باجازت صلوٰة استخاره از خدمت ایشان بهره ور شد بکه تعجیل اجازت آن نمودند همان شب حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم معه چند کس از اولیای نامدار مثل حضرت محبوب سبحانی و حضرت سلطان العارفین شیخ حمزه و حضرت شیخ عبد الوهاب نوری بر وی جلوه گر شدند مشرف بانوار آنها گردید دران اثنا حضرت سید المرسلین ها دست بسته گرفته سپرد شیخ عبد الوهاب نوری کردند فرمودند که این فرزند من ست حق تربیت از ین دریغ نفرمایند حضرت سید چنان عالی همم بودند که دوازده سال نماز

تهجد در بارگاه سلطان العارفین و نماز تهجد عقب پیر خود یعنی شیخ عبد الوهاب نوری در خانقاه حضرت صرفی ادا نمودند پیش از انکه در خدمت حضرت آخون عبد السلام و کبل پادشاهی بشرف صحبت رسیده بود و مدت شش ماه در ملازمت ایشان بود چون وفات ایشان رویداد حسب اجازت سید غلام شاه صاحب قادری آزاد و اشاره غیبی مشرف بشرف خدمت حضرت شیخ نوری گردید تا مدت در خدمت ایشان داد مجاهده و ریاضات داده قدوه ارباب حال گردید و بیعت و تربیت و خرقه خلافت حاصل نمود و بدرجهٔ ارشاد رسید و مؤلف بزیارت خرقه خلافت حضرت سید مشرف شده چون حضرت نوری سفر آخرت اختیار فرمودند تردد ی بحالش راه یافته در خدمت درویش نعیم که وضع قلندری داشت رفت وی پاره کاغذ نوشته و پیچیده بدستش داد برو در خانه ببین چون در خانه رسید در پاره کاغذ نظر کرد نوشته بود سه گر شهره شوی بشهر شر الناسی + ور گوشه نشین شوی همه وسواسی بر زان نبود که خضر و گر الیاسی + کس نشناسد ترا نو کس نشناسی + پس باشارهٔ ایشان در خانقاه جد خود حضرت سید میر میرک اندرابی منزوی شد مدتی قرار گزین بودند و فرزند فرزند خود سید احمد بن سید جمال الدین در زیر تربیت خود گرفته تا آخر عمر شریف برای خدمت خود برگزید و ارشاد بوی داد ۲۵ ذی قعده ۱۲۳۹ روز یکشنبه بعد از نماز عصر انتقال فرمود در شب غسل داده شد علی الصباح در مسجد جامع ادای نماز جنازه نمودند در مقبره اسلاف نزدیک قبر حضرت شاه گدا مدفون ست از حضرت قاضی جمال الدین تاریخ وفاتش اینچنین ست سه دریغا سید پاکیزه طینت تمکین بود کوه بیتون رفت + بسر برده نود سال اندر ارشاد + ندای ارجعی آمد کنون رفت + سه سال وصل سید ما ناتفی + اکمل شیخان کمال الدین بگفت + سید جمال الدین اندرابی فرزند سید کمال الدین اندرابی خلیفه شاه حفیظ الله نوری ست که تا نود سال اشغال طریقه ایشان گاهی فوت نشد همواره در گریه میبود در ۱۱۸۱ تولد یافته اولا از پدر بزرگوار خود فیوض صوری و معنوی بهم کردند پس از شاه حفیظ الله نوری به بیعت و تلقین اذکار و اوراد و ارشاد سرافراز گردیدند تحفه میفرمود که وقتی با مرشد خود شاه حفیظ الله در خانقاه ترال معتکف شدم شبی تصرف جن در من اثر کرد خواستم که کانگری بر سینهٔ خود اندازم دران حال شاه حفیظ الله بنور باطن دریافت با ایشان آواز داد که جمال الدین خبردار باش فی الحال خبردار شدم و باز آمدم فردا چون پیش وی در آمدم فرمود که دیوی متصرف این مکان ست وی بر هلاکت تو مستعد شده بود

خبردار شدم دمار از بنیا داو بر آوردیم بیا ازین دریچه نظر کن چون دیدم گربه بد شکل
مرده بود تحفه اجازت کبریت احمر بلا واسطه از حضرت غوث الاعظم رسیده وقصهٔ
آن همچنین ست که مخدوم بهاء الدین صفاپوری که کمالات وکرامات ایشان بدرجهٔ اشتهار
رسیده ومیر جمال الدین داماد مخدوم بود مخدوم بداماد خود بارها ترغیب فرمود که
اجازت کبریت احمر بر شما لازم است میر بتغافل گذرانیده التماس نمود از مخدوم بهاء الدین
که من بشرطی اجازت کبریت شریف دوستدارم که بلاواسطه از زبان حضرت غوث
الاعظم بشنوم و مخدوم التماس قبول نمود تا چند روز مهلت خواست بعد چند روز میر
جمال الدین را جناب غوث الاعظم در واقعه جلوه گر شدند فرمودند که بخوان کبریت احمر را
که از قبل من مجازی وبر طالبان مجیز العبد از آن بطریقی که مخدوم بهاء الدین او را نشان
داده همان طور خوانده باش بتاریخ پنجم ماه شعبان ۱۲۷۱ه در مقبرهٔ اسلاف آسوده
بلغ العلی بکماله تاریخ وفات اوست میر محمد کاظم بن میر محمد عاصم مرید حضرت شیخ
نوری بتلقین اذکار واوراد مستفید شده برتبهٔ عالی رسیده در مقبرهٔ ملا باباصاحب
مدفون ست میر خیر الدین مرید شیخ نوری در موضع گوری پوره سکونت داشت
بتلقین اذکار واوراد در طریق قادریه مستفیض شده در موضع مذکور مدفون است
میر محمد کاظم مرید شیخ نوری ست در موضع گیرو مراج سکونت داشت صاحب
حالات بود در موضع گیرو مزار میر بار مدفون ست میر حمید الله مرید شیخ نوری از ارباب
حال واصحاب منال بود در موضع سبل در تحصیل وانتی پوره مدفون ست میر سید
بهاء الدین منطقی بن میر نجم الدین بن میر عبد الله منطقی مرید جد خود میر عبد الله
واز صحبت بابرکت شاه عبد الرحمن قلندر مستفید شده وبعد رحلت حضرت شاه
بواسطه حضرت سید کمال الدین اندرابی بر پنج سلسله مجاز شدند وبارشاد اوراد و
اذکار از خدمت ایشان مشرف شدند وذر فتوحات قادریه شجره پیران خود برقم
آورده اند نظم یارب از بهر سید لاهور + بمیان میر در جهان مسرور + یارب تا
از بهر خواجه عطار + آن حبیب الله نکو کردار + یارب از بهر میرزا کامل + به بدخشان
معرفت واصل + یارب از بهر شیخ کشمیری + عبد وهاب مشتهر نوری + یارب از بهر آن
کمال الدین + که بیادت از وست باتزئین + یارب از بهر کان صدق ویقین + میر

عالی نسب بہاء الدین ؛ مدعا کہ میر موصوف در ورع و زہد و تقوی معروف بود باوجود کثرت عیال اصلا میل دنیا نمیکرد نہم ربیع الاول ۱۲۴۹ھ در حظیرہ خواجہ عبدالرحیم قادری آسود میر احمد اندرابی خلف و خلیفۂ میر جمال الدین اندرابی بعد رحلت والد بزرگوار خود قایم مقام شد صاحب حالات و مقامات بود و از خدمت جد خود میر کمال الدین اندرابی و از میر بہاء الدین منطقی طی مراحل سلوک نمود عجب ذوقی و شوقی داشت و نیز بنظر شاہ عبدالرحمن قلندر رسیدہ بہرہ مند گردید و با شیخ احمد تارہ بلی ہم صحبت داشت ۱۴ محرم ۱۲۵۴ھ رحلت نمودہ در مقبرہ اسلاف آسود میر سید سعید اندرابی فرزند میر جمال الدین اندرابی در خدمت مولانا غلام الدین جامعی کمالات علوم حاصل نمود و از خدمت قاضی جمال الدین باجازات و ارشاد و درس علوم معنوی مشرف شدند و از پدر بزرگوار خود و شیخ اکبر ہادی استفادہ فرمودہ در جہان آباد رفتند و در انجا از مولنا مولوی محمد اسحق دہلوی در علوم تحصیل کل نمودند و باسناد حدیث و ارشاد و اجازات سرافراز و ممتاز گردیدند و از علمای دیگر ہم استفادہ کردند و در خدمت مولوی محمد شریف مشرف گردیدہ تحصیل علم مکاشفات نمودند و بطریقۂ نقشبندیہ آداب سلوک آموختند و مدت شش سال در ہندوستان بسر بردہ باز بکشمیر مراجعت فرمودند و در اینجا بر جادۂ افادہ نشستہ شاگردان بر جستہ بہم ساییدند و دو تفسیر قرآن یکی بعبارت عربی دوم بزبان فارسی تصنیف نمودند شانزدہم ربیع الاول ۱۲۸۲ھ انتقال فرمودہ در مقبرہ اسلاف آسود تاریخ میر پاک آمدہ امیر بہشت میر جلال الدین اندرابی میر عزیز الدین اندرابی میر یوسف اندرابی ہر سہ صاحبان از فرزندان سید جمال الدین اندرابی ہستند شیخ محی الدین مہدی ابن قاضی مختار ابن قاضی عبد القادر خلیفۂ شیخ عبدالوہاب نوری استفادۂ تعلیم ظاہری نمودہ اعلم العلما و افضل الفضلا گردید چون بسن تمیز پیوست مدتی بیقرار و بی آرام داشت آتش عشقش ہر دم شعلہ زن بود بعد ازان باشارہ غیبی از خدمت حضرت شیخ نوری فایز و بہرہ ور شدہ قطع تعلقات نمود تا مدت دوازدہ سال در خدمت شیخ نوری انجام دہی خدمات نیابستہ و بابستہ نمود تا بواسطۂ آن در چشم حضرت مرشد عزیز و اعز گردید و بقبول بیعت و تلقین اذکار و اوراد مستفیض شدہ مجاہدات و ریاضات شاقہ و چلہ کشی نمود و اشغال

سلوک را بجدی کارپرداز شده مظهر کمالات و معدن مشاهدات گردید اندرین مدت
لحظه از اطاعت پیر بزرگوار خود بیاسود بعد رحلت مرشد خود در خدمت خواجه
قایم الدین نیلو شتافت و بدرجهٔ تکمیل اعتلا فرموده جادهٔ طریقت بگستر انید و بافادهٔ
طالبان مشغول گشت و در حالات و خوارق عادات برجستهٔ احوال بود مفصل در حدایق
لطایف مرقوم است چهاردهم شوال سنه ۱۲۴۵ رحلت فرمود و در محلهٔ پاندان جوار خانهٔ خود
آسود شیخ حبیب الله خلف و خلیفهٔ شیخ مهدی در علم ظاهری کامل شده از والد ماجد
خود تعلیم و تلقین اخذ نمود و بر سجّادهٔ ایشان نشست و در سنه ۱۲۸۳ رحلت کرده در مقبرهٔ
پدر خود آسود سه مهدیِ وقت و هادیِ دوران ÷ شد حبیب الله از جهان بجنان شیخ
محمد مختار خلف و خلیفهٔ شیخ حبیب الله کاملی تعلیم علوم صوری و معنوی حاصل کرده از
والد ماجد خود تعلیم و تلقین و ارشاد اخذ نمود و بر سجّادهٔ ایشان بعد از رحلت ایشان
جلوس نمود ۱۷ ماه رجب سنه ۱۲۹۶ رحلت نموده در مقبرهٔ اسلاف آسود شیخ عبد المجید
خلف و خلیفهٔ شیخ حبیب الله کاملی بر سجّادهٔ اسلاف بعد رحلت میر محمد مختار جلوس نمود
آخر در سنه ۱۳۲۱ رحلت نموده در مقبرهٔ اسلاف آسود شیخ الاسلام مولوی نظام الدین محمد
بن شیخ الاسلام مولوی قوام الدین مرید شیخ مهدی قدوهٔ علماء فحول و حاوی علوم
معقول و منقول بود از خدمت والد ماجد خود تحصیل کلی نموده فرد یگانه و مفتی زمانه بود
و در زمان حکومت شاهان افاغنه مدتی بر منصب قضا یا می کشمیر و امینی عدالت استقلال
داشت و مقدمات شریعت بدیانت فیصله میکرد در مجاهده و تقوی بی همتا بود در تاریخ
وقایع نظامیه ضمیمهٔ تاریخ خواجه اعظم از تالیف اوست روزی سوادی شیخ محی الدین
مهدی زیرهٔ بوالخانهٔ مولوی میرفت شور مردم بود مولوی نظام الدین محمد استفسار کرد
که کدام کس میرود عرض کردند که شیخ محی الدین مهدی شیخ الاسلام در اضطراب شده برادر
زادهٔ خود مولوی خیر الدین را فرستاد و گفت شیخ محی الدین را تکلیف بدهید که عیادت من
بکنند حضرت شیخ تشریف آورده شده مولوی از بستر برخاست روبروی شیخ نشستند
و فرمودند که من استغفار میخواهم ایشان شاهد باشند ابد ختم استغفار و بیعت فرمودند نزد
من سه قسم اراضی و کتابخانه و نقود و فرزندان سه دارم مولوی عماد الدین و ناصر الدین
و بهاء الدین هرچه که پسند خاطر باشد پیشکش کنم شیخ فرمودند که مال دنیا بکار ندارم فقط

از فرزندان مولوی ناصرالدین را بمن بخشید فرمودند که ناصرالدین بمرض چیچک مبتلا است فرمودند همان میخواهم بفرزندی بمن دهید حسب الحکم پیش کردند شیخ بد و دست در کنار خود گرفتند و رخصت یافته بمعه طفل چنیان سوار شدند از آن طفلی بقاضی مولوی ناصرالدین یاد کردند و این از کرامات شیخ بود شر دہم ماہ ذی الحجہ ۱۲۴۰ھ رحلت نموده در مزار آبا آسود فخر عصر تاریخ است شیخ الاسلام مولوی ناصرالدین بن مولوی نظام الدین محمد مرید شیخ مهدی شاگرد پدر خود و ملا غلام الدین مفتی بود و در عہد گلاب سنگه و رنبیر سنگه بر محکمهٔ قضایای کشمیر حکمرانی بدستور آبای کرام خود میکرد و در بلوای عامه شیعه و سنی ناحق متہم شده دو ہزار روپیه او را جرمانه کردند موجب آن ترک منصب کرده اوقات خود در عزلت بیاد مولی بسر برد آخر عمر کسر نفس و رقت قلب بسیار داشت و اشک میریخت و از ناصیهٔ او آثار خیر و سعادت لائح بود ہشتم ماہ صفر ۱۲۹۳ھ انتقال فرمود در مقبرهٔ آبا آسود تاریخ ناصردین خوشخصال ساخت چو با حق واصال + گفت حسن بہر سال کرد بہشت آشیان + مریدان شیخ محی الدین مهدی بسیارند منجمله آن والد بزرگوار ایشان قاضی مختار صاحب و میر عبدالمومن صفاپوری و میر قدرت الله ڈورو و فادر صاحب نشالمار و رحیم صاحب زالورہ و شیخ کامل الدین کاملی فرزند شیخ محمد اکبر ۱۴ ربیع الثانی انتقال فرموده در مقبره حضرت میرزا مدفون است و میر لطف الله صاحب دانامزاری و حافظ المحصن ولی صاحب دانامزاری میر محمد شاه نوشہری خواجه عبدالقادر صاحب خادم زیارت کلاشپوره که بتاریخ ۶ رجب ۱۲۸۱ھ وفات یافت و در جوار زیارت مذکور آسود رحمه بابو صاحب و سلطان مظفر خان و شیخ اسدالله کاملی و محمد شاه صاحب از فرزندان شیخ کمال الدین و میر امیرالدین کنٹ جد مادری راقم الحروف و شیخ مسعود ولی کامل که در موضع چاگل آسود و میر عبدالله کنٹ فرزند میر فاضل کنٹ مولوی ناصر الدین دختر زادهٔ او ہست و میر عبدالنبی ولد میر عبدالله وغیره

تحفهٔ ہفتم در ذکر شاه فضل الله نوری

عارف بالله شیخ کامل السنه ابوالمکارم شاه فضل الله نوری خلف و خلیفه شیخ عبدالوہاب نوری در علم و عمل یکتا و در مجاہدات و ریاضات فرد بی ہمتا و محافظت

شرع و رعایت سنت قدم بقدم بمتابعت سنت نبویه صلی الله علیه وسلم همیشه همت
او مصروف بود حضرت شیخ نوری بفرزند خود میفرمود که ای حفیظ الله جیو سماع شنیده
باش که شاه فضل الله را رعایت شرع و تقوی غالب ست و از سماع احتراز می کند
بعد اکتساب علوم عقلیه و نقلیه از ملا محمد مقیم مقدمهٔ قیصری و رسایل تصوف بدرس
خوانده و از ملا اکبر بابر خان برادر ملا امان الله شهید علم قراءت آموخت پس بعمر یازده
سالگی دست ارادت بدامن ابو الوقت شیخ نعمت الله کلو زده بریاضات شاقه عامل
و در علم معنوی کامل گشت بعد ارتحال آن صاحب کمال بخدمت بابا محمد مقیم سلطانی
رفته اجازت طریقه یسویه حاصل نمود انگاه در خدمت والد ماجد خود بخلعت خلافت
ممتاز گشته در مجاهده و ریاضت بسیار کوشید که در اکثر شبها بوضوء عشا نماز اشراق
ادا میکرد و در افادهٔ مردم همیشه شاغل میبود تحفه می آرند که مریدی در پیش شیخ محمد
اشرف درویش اظهار کرد که بخانهٔ آقای من دزدان درآمدند و مال و منال او بغارت
بردند هرگاه امروز دزد ظاهر نشود البته تهمت دزدی بمن منسوب گردد اکنون مرا اعانت
فرمائید بابا محمد اشرف گفت بیا پیش شاه فضل الله میرویم و از و استعانت نمائیم چون
پیش شاه رسیدند و اظهار مطلب خود نمودند شاه بجانب مرید گفت که همین وقت برو
و از فلان کبابی برای ما نان و کباب بیار تا که در حق تو دعا میکنم چون مرید پیش آن
کبابی رفت بر جامهٔ چرگین او نارهای زرین درخشان دید فی الحال در دوکان او درآمده
مال مسروقهٔ آقای خود بدر کشید مدعا که حضرت شاه فرید زمانه بود دهم صفر ۱۲۱۷ رحلت
فرمود که امروز تعزیهٔ تمام اهل عالم ست که مثل او شیخی صاحب الشریعه و الطریقه بعد ازین
نخواهد بود در مقبرهٔ پدر بزرگوار آسود ٭ تاریخ از قاضی جمال الدین سه یافتم پیر کمال فضل
وهاب شاه حفیظ الله فرزند دوم شیخ عبد الوهاب نوری ست بعد اکتساب علوم
ظاهری در خدمت والد ماجد خود طی منازل سلوک نموده حظ ارشاد حاصل نمود در ریاضات
و مجاهدات جان بازیها نمود و خلق خدا را فیض بخشی کرد مدعا که حضرت شاه فرد یگانه و
فخر زمانه بود پیش از وفات برادر خود بمدت یک و نیم سال رحلت فرمود نوزدهم ماه
شعبان یوم دوشنبه ۱۲۱۵ انتقال نمود و در مقبرهٔ شیخ نوری آسود شاه الله خلف و
خلیفهٔ شاه فضل الله نوری ست در ورع و تقوی عامل و در ریاضات و مجاهدات

کامل بود اما در مزاج اندکی تلخی داشت چون رتبهٔ ارشاد حاصل کرد شخصی بخدمت شاه
فضل الله از تلخی مزاج او شکایت آورد حضرت شاه فرمود وقتیکه برین مسند نشیند
انشاء الله نخواهد بود سه مرتبه فرمودند پس همچنان بظهور پیوست که عمر خود در وضع حلم و تواضع
گذرانید و در مرض موت با وجود ضعف نماز تراویح از دست نداد در شب بیست و ششم
ماه صیام بعد قعدهٔ اخیرهٔ وتر که خود امام بودند جان بحق تسلیم نموده در ۱۲۵۸ھ در مقبرهٔ اسلاف
آسود تاریخ ایشان مولانا جمال الدین گفته سه سال عمر وی همه خطا و عفت * هیچ وقتش
غیر یاد حق نبود * سر کشید از بند عالم عقل گفت * اکمل الدین شیخ اسد الله بود شاه
سیف الله ابن شاه فضل الله در خدمت پدر بزرگوار خود باجازت فاتحه سرافراز شدند
انفاس طیبهٔ خود در یاد الٰهی فرمودند شاه احسن الله بن شاه فضل الله نوری از خدمت
ایشان برتبهٔ اجازت فاتحه مشرف شد در مقبرهٔ اسلاف آسود شاه قمر الدین بن شاه
حفیظ الله نوری از خدمت ایشان با خدمت سرافراز شده بدولت سرمدی رسید ۲۹
جمید الثانی ۱۲۵۴ھ انتقال نمود در صحن خانقاه معلی در مقبرهٔ حضرات کبرویه مدفون است
درویش نور الدین مرید شاه فضل الله نوری و از صحبت شیخ عبد الوهاب نوری هم
مشرف گشته و بنظر شاه نظام الدین قلندر رسیده و عمر خود را بوضع رندی گذرانید
روشن ضمیر و صاحب تاثیر بود هژدهم شعبان ۱۲۴۱ھ انتقال کرده در محله سید پوره جوار
حسن آباد مدفون است رحمه شاه مردی درویش بسیرت بود بشرف صحبت شاه
فضل الله نوری رسیده مردی برجسته داشت در قصبهٔ لار رحلت کرده در انجا مدفون است ۱
شیخ علی لیسوی نبیرهٔ مخزن اسرار یزدانی بابا محمد مقیم سلطانی خلیفه شاه فضل الله نوری است ۲
محمد مقیم سلطانی مرید و خلیفه شیخ عبد الحق توتی لیسوی ایشان مرید حضرت قاضی شاه دولت
بخاری لیسوی در کشف و شهود فرد لاثانی بود و ایام جوانی در تجرید گذرانید آخر عمر در خدمت
شیخ عبد الوهاب نوری نشسته بود سه بار لفظ تقصیر بر زبان آورد شیخ سبب آن پرسید
گفت مرا از غیب ندا آمد که کتخدائی بکن من تقصیر گفتم باز ندا رسید که دو زن بگیر تقصیر گفتم
بار سوم ندا کردند که سه زن بخواه باز تقصیر گفتم شیخ گفت مبارک باد که بسنت مامور شدی
بابا گفت استطاعت آن ندارم چکنم شیخ گفت که بهندوستان برو که ترا بضاعت حاصل
شود پس بگفتهٔ ایشان بهندوستان رفت و مبلغ بسیاری فتوح آورد و در اینجا سه بار

۱ از اولاد سلطان خواجه [illegible] لیسوی

متاہل شد وقتیکه مرشد او شیخ عبدالحق در سفر حج میان جهاز انتقال فرمود بابا را در کشمیر
اشک جاری شده فرمود مرشد من امروز در میان جهاز میرفت و در جدّهٔ شریفه دفن
کردند همیشه در بحر استغراق مستغرق می بود که بوقت اقامت نماز او را می جنبانیدند - و
حاجتمندان بوقت خوردن طعام او را التماس میکردند مدعا که شیخ علی بسوی در کشف و
شهود فرد لاثانی بود و در تعبیر رویا مهارتی عجیب داشت بیست و نهم ربیع الاول انتقال
نمود و خط ارشاد از شاه فضل الله نوری حاصل کرده و نقل آن تیمناً و تبرکاً درینجا آوردم
بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی جعل بعض الصالحین هادیا و مهدیا لیهتدی
بهدایته الناس الی کنز کان مخفیا والصلوٰة والسلام علی خیر خلقه محمد سید الرسل
والانبیاء وعلی آله واصحابه الذین هم کالنجوم للاقتداء والاهتداء اما بعد
فیقول الفقیر الحقیر الراجی الی شفاعة سید المرسلین محمد فضل الله ان الاخ الاعز
الرضی والصاحب المرضی المتوجه الی رحمة رب العلمین بابا محمد علی من ابناء عارف
بالله ربانی بابا محمد مقیم سلطانی فی العشق غریقا ومن النار عتیقا لما صح قصده
الینا واشتغل بالذکر والفکر شغلا کاملا اجزت له بارشاد الطالبین الصادقین
کما اجازنی شیخی وامامی قدوة المتقین الملقب بفخر الدین شیخ عبد الوهاب
نوری نور الله مرقده بطریق القادریة نیابة وبطریق الکبرویة اجازة وشرطت
علیه ان لایخلو عن الاشغال المعروفة فی هذه السلسلة والتمس ان یذکرنی
بالدعوات فی مظان استجابة دعوته اللهم وفقه لما تحب وترضی وصلی الله علی
خیر خلقه محمد وعلی آله واصحابه اجمعین حرر فی تاریخ یوم الجمعة الرابع عشر من
رمضان المبارک ۱۲۱۵ه {فضل} و بتاریخ بستم ماه مبارک رمضان ۱۲۵۴ه هزار و دو
صد و پنجاه و چهار رحلت کرده در سازه گری پوره در مقبره اسلاف آسود شاه عظیم الدین
نوری خلف و خلیفه شاه اسد الله از خدمت جد بزرگوار خود حضرت شاه فضل الله بیعت و
صحبت یافته و باشارهٔ والدهٔ ماجدهٔ خود بسلسلهٔ قادریه انابت آورد تحصیل علوم صوری و
معنوی از ملا نور الله مانجی و از قاضی جمال الدین و از مولانا محمد رفیق آخون زاده حاصل
کرده و حافظ قرآن بود با وجود سن جوانی پدر بزرگوار خود قبل از انتقال خود بشانزده سالگی
سجاده نشین خانقاه حضرت ایشان کردند و در مجاهدات و عبادات فرد لاثانی بود ۲۱

محرم روز جمعه در سنه ۱۲۵۸ انتقال فرمود تاریخ از شیخ احمد تاره بلی ؎ چون ز دنیا پا کشیده
هاتفی + گفت تاریخش له اجر عظیم + و از میر سید سعید اندرابی ؎ چون بردن سر از جهان
برده پی تاریخ سال + قیل فی تاریخه ان له الفوز العظیم + از شیخ مصطفی رفیقی ؎ شاه عظیم
الدین براه اخروی + رفت سالش گو عظیم کبروی شاه نظام الدین نوری فرزند شاه
عظیم الدین از خدمت سید سعید اندرابی تحصیل علوم ظاهری کرده و از قاضی حبیب الله علم
تصوف وغیره اخذ نموده و از خدمت والد ماجد خود بفیوضات باطنی مستفید گردید و از ولی
صاحب زنگیر و ولی صاحب عرب و از برادر خود استفاده نموده و از شیخ احمد تاره بلی علم
قرات حاصل نمود و در سن چهل و نه سالگی دهم ربیع الاول سنه ۱۲۹۰ انتقال نموده در مقبره
اسلاف آسود ؎ نظام الدین نوری شد ز دنیا + تاریخ اوست + ایضاً ؎ نیز بر لوح مه
بسم بر نوشت + سال و احفظ قرا بنوشت شاه محی الدین نوری فرزند شاه عظیم الدین
نوری تولد ایشان در سنه ۱۲۳۷ علوم ظاهری از سید سعید اندرابی و علم تصوف از مولوی
حبیب الله قاضی و علم قرات از شیخ احمد تاره بلی حاصل نمود و از پدر بزرگوار خود
ارشاد حاصل کرده و از شیخ احمد فرید قریب شش سال گذرانید و از ایشان بفیوضات
معنوی مستفید گردید و از خدمت ملا عبد الجبار که خلیفه شیخ محمد دار است و وی خلیفه دایم شاه
و وی خلیفه اخوند نور الدین است ارشاد سلسله چشتیه و کبرویه حاصل نمود و از میر نظام الدین
بوتهری که خلیفه میر مقصود کبری است کسب فیوضات نمود پس بر جاده طریقت جلوس
نموده برهبری طالبان اشتغال پذیرفت عمر خود را در خدمت خلق الله بسر برده جمعی کثیر را
تربیت فرمود و فقیر حقیر بصحبت ایشان مشرف شده است بسن هفتاد و سه سال تاریخ
۲۹ رجب یوم سه شنبه سنه ۱۳۱۱ یکهزار و سه صد و یازده انتقال نمود تاریخ زاد خورشید حسن
دین جو زیست + رحلتش شیخ هادی فقرا + ایضاً ؎ آن شیخ زمانه محی الدین از همه به +
در جنت عدن گشت چون زینت ده + روز و مه و سال گفتم از روی ادب + از ماه رجب
بست و نهم یوم سه شنبه + ایضاً ؎ چراغ مزین چراغ زمین + عظیم الکریم نیر سر العظیم [illegible]
طالبان شاه محی الدین نوری بسیارند منجمله آن محمد عنایت الله سوپی ابن شیخ احمد سوپی
از ابتدای طفولیت آثار رشد و هدایت از جبین پر تمکین وی روشن و هویدا بود عمر خود در
صلاح و پرهیزگاری بسر برد آخر ۲۵ شوال سنه ۱۳۰۹ انتقال فرموده جوار پدر بزرگوار خود آسود

و برادرش عبد الغنی لیسوی نیز از مریدان اوست و میر حیدر اندرابی گیری ۶ ربیع الاول ۱۳۱۵ سنه
وفات یافت و میر احد الله پوچهل و میر مصطفی اندرابی پوچهل و میر مقبول صاحب اندرابی
بن میر مختار بن میر عنایت الله بعد انتقال عم خود میر احسن الله اندرابی از خدمت شاه
محی الدین نوری تلقین و تعلیم اذکار و اوراد حاصل نمود ۲۶ ماه ربیع الاول ۱۳۲۱ سنه انتقال
کرده در زیارت سید مبرک اندرابی مدفون است و میر محمد سعید اندرابی در شوق و ذوق و
درد و عشق محبت درگاه نبویه کامل بود و کثرت درود شغل وی بتاریخ ۱۱ جمید الاول ۱۳۳۹ سنه
در شب جمعه انتقال نمود و برادرش میر احمد سعید اندرابی نیز از مریدان شاه محی الدین نوری است
و غلام مصطفی صاحب تاره بلی که ۶ جمید الثانی ۱۳۱۸ سنه وفات یافت و محمد یحیی ولد عبد السلام
قلندر عالیکدلی که ۲۸ صیام ۱۳۱۹ سنه وفات یافت و میر عبد الکبیر گوجواری که همشیره زاده
ایشان است و پدرش میر امیر الدین مرید شاه عظیم الدین نوری است ۱۸ صیام ۱۳۲۶ سنه انتقال نمود

تحفهٔ هشتم در ذکر اخوند مولنا قاضی جمال الدین

بن قاضی حضور الله بن قاضی عاصم از احفاد ملا جمال الدین سیالکوتی و نواسهٔ ملا محمد اسلم
ڈوپیگرو است در آوان طفولیت وی والد ماجدش قاضی حضور الله بجهان آباد رفته در انجا
انتقال از دنیا نمود و وی بخواندن علوم متوجه شده بهره وافر از علوم حاصل کرد و علم تصوف و
دیگر علوم از خدمت شیخ الاسلام مولنا قوام الدین و فرزندش شیخ الاسلام مولوی نظام الدین
محمد شاه استفاده نموده گوی از اقران خود برد آنگاه دست ارادت بدامن شاه فضل الله
نوری زده طی مقامات سلوک نمود روزی خدمت شاه بوی فرمود که من کاغذ پارهٔ خود
در خانهٔ تو خواهم گذاشت که بسیار مبارک باشد اخوند عرض نمود که شرایط آن از دست من نیاید
حضرت شاه فرمودند پدر بزرگوارم در خدمت شیخ اکمل الدین در اخذ خط ارشاد بهانهٔ فضول
شرایط بیان نمود شیخ جواب فرمود آنچه ما میکنیم برای شما می کنیم من هم باتو همین سخن میگویم
بعد چند روز در خانه اخوندی شرف ورود بخشیده کاغذ و دوات حاضر آوردند حضرت
شاه بدست حق پرست تحریر فرموده است نقل آن تیمناً و تبرکاً آورده بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعین اما
بعد فیقول الفقیر الحقیر الراجی الی شفاعة سید الانبیاء والمرسلین محمد فضل الله

ان الاخ الاعز الرضی والصاحب المرضی المتوجه الی رحمة رب العلمین مولوی
جمال الدین فی بحر العشق غریقا ومن نار المحبة حریقا المناصح فقصد الینا واشتغل
بالذکر والفکر المعمولة فی طریق القادریة شغلا کاملا واجزت له بالارشاد
للطالبین الصادقین کما اجازنی شیخی وامامی قدوة المحققین والمتقین شیخ
عبد الوهاب الملقب بفخر الدین نوری نور الله مرقده بطریق القادریة انتسابا
وبطریق الکبرویة والسهروردیة والنقشبندیة اجازة وشرطت علیه ان لا یخلو
عن الاشغال المعروفة فی هذه السلسلة الشریفة والتمس ان یذکرنی بالدعوات
فی مظان الاستجابة اللهم وفقه لما تحب وترضی وصلی الله علی سیدنا محمد واله
اجمعین حرر یوم الاثنین فی تاریخ اثنان والعشرین من ربیع الاول ۱۲۱۶ھ یکهزار
دوصد وشانزده اخوندی بعد آن درکتمان الحال میکوشید و در تمام روز بدرس وتعلیم
مشغول میبود که تمامی اهل شهر و روسای دهر از تعلیم ایشان مستفید می شدند چنانچه شاه
عبد الرحمن قلندر که مکاشفاتش بر السنهٔ عوام وخواص لا تعد ولا تحصی ست درحقش میفرمود
کوتوال روز وبایزید شب ست ودرفنا فی الرسول شانی عجیب داشت چنانچه از نعوت و
غزلیاتش معلوم ومفهوم می شود وجمیل تخلص او ست چون بسن سنون رسید جام مواصلت
کشیده در ۱۲۴۹ھ یکهزار و دوصد وچهل و نه بیست وهفتم ماه شعبان درمحله ملچهر درصحن خود آسود
وایشان باحفاد خود وصیت کرده بودند که مدفن من زیر پای شیخ الاسلام مولوی قوام الدین
علیه الرحمه باید کرد که استاد و پیر من ست ومیفرمود که در عالم سوای مولوی قوام الدین مولوی
روم بکسی دیگر مولوی گفتن مناسب نیست سه تاریخ وفاتش غم دهر آمده ست + ایضا سه ها تفی
سال وصلش فرموده + سبع وعشرین مه شعبان بوده + ایضا سه از سر اوصال سال انتقال آن
فرید + گو جمال الحق بفضل اکمل وهاب دید + خواجه امیر الدین پکهلیوال از احفاد خواجه یعقوب
پکهلیوال اولا درخدمت قاضی جمال الدین کمالات صوری ومعنوی بهم رسانید انگاه درذیل تربیت و
خدمت میر محمد منور حطبی درآمده استفاده طریقه کبرویه وارشاد حاصل نموده بعد آن درخدمت
شیخ عطاء الله دربه گامی اجازت سلسله قادریه اخذ فرمود انگاه درخدمت شیخ اکبر هادی
مشرف شده بطریق نقشبندیه وسهروردیه مجاز گردید پس بسیر هندوستان رفته بجدو دملتان
بخدمت شیخ سلیمان فایز گشته نجابت تکمل آنجناب افتخار یافت بعد مراجعت سجّاده

ارشاد گسترده بافاده وافاضهٔ خلق خدا مشغول شد و تحفهٔ احمدی و تحفهٔ محمدی در علم تصوف
منظوم کرده بخدمت شیخ احمد تاره بلی گذرانید و رسالهٔ تربیع و تحقیقات امیری مصنفهٔ ایشان
در این دیار یادگار است مدعا که در علوم صوری و معنوی فرد بی همتا بود هشتم ذی الحجه سنه ۱۲۸۳
رحلت نموده در مقبرهٔ شیخ بهاء الدین گنج بخش آسوده سپی تاریخ وصلش گفت هاتف +
بهشتم ماه حج یوم سه شنبه + میر عزیز الله اندرابی در حین جوانی بمقام لدیانه دست ارادت
بدامن خواجه امیر الدین آویخته در اندک فرصتی طی مراحل سلوک نمود و بفرمان مرشد در کشمیر
آمده در موضع پاریگام سکونت ورزید و متاهل گشت پس عمر خود در اینجا بتوکل و قناعت
گذرانید نهم ماه رمضان سنه ۱۳۰۷ نقل فرموده در موضع مذکور آسوده قاضی مولوی حبیب الله خلف
و خلیفهٔ اخوند قاضی جمال الدین در علوم صوری و معنوی صاحب کمال و برجستهٔ احوال
بود و عمر خود را در تدریس و تعلیم درس سلوک گذرانید صبیهٔ شیخ نعیم تاره بلی در عقد داشت
و در کتمان حال بسیار میکوشید و از خدمت شیخ نعیم الدین مذکور بعلوم معقول و منقول بهره ور
شده پس دست انابت بذیل مکرمت والد ماجد خود داده آداب سلوک آموخت و طی منازل
مراحل سلوک نمود بعمر ۵۸ سال ۱۶ ذی الحجه سنه ۱۲۸۰ انتقال فرموده در محلهٔ ملچمر در مقبرهٔ پدر خود
آسوده شیخ احمد تاره بلی تاریخ ایشان فرموده است سه لقی الحبیب الله رضیا + الذین آمنوا
اشد حبا لله + آزاد از غم دهر نیز تاریخ ایشان است + قاضی نور الدین قاری فرزند دوم
قاضی جمال الدین شاگرد پدر خود و سید سعید اندرابی بود و علم قراءت و تجوید از خضر صاحب
قاری حاصل نمود و در علم معنوی هم کمال داشت و ایام خود در تدریس و تعلیم قراءت قرآن و
کتابت کلام الله بسر برده بیست و چهارم صفر سنه ۱۲۹۴ رحلت نموده در مقبرهٔ والد خود آسوده
قاضی غلام الدین تاره بلی ابن قاضی حبیب الله فرزند صبیهٔ دختر حضرت شیخ اکبر هادی در سنه ۱۲۴۹
متولد شده حفظ کلام الله بقراءت عشره نمود و علوم عقلیه و نقلیه و بعینت واخذ طریقه از ایشان
حاصل نمود پس دست ارادت بدامن عاطفت خالوی خود جناب شیخ احمد تاره بلی زده تربیت
و تلقین و آداب سلوک آموخت و چراغ معرفت افروخت و بدرجهٔ کمال واصل گردید و از خدمت
حضرت سید سعید اندرابی تحصیل علوم و اجازت حدیث حاصل کرده و از بزرگان دیگر هم
مثل اخوند ولی الله زهگیر و بابا محمد خضر القاری و خواجه امیر الدین وغیره مستفیض و بهره مند شده اند
بعد از انتقال شیخ احمد تاره بلی بر سجادهٔ ایشان جلوس فرمود صاحب حالات عجیبه و کمالات

عزیزه بود دو فرزندش بوجود آمد یکی نعمت الله که بتحصیل علوم و فیوض باطنی از پدر خود فایز شده در سنه ۱۲۹۵ بتاریخ ۲۷ محرم انتقال فرمود دوم محمد امین در علوم صوری و معنوی از پدر خود کامیاب گردیده در خانه محمود صاحب ز هگیر بمتبنی رفت و در سنه ۱۳۰۴ ۱۵ ماه صفر هر دو صاحبان در حیات پدر بزرگوار انتقال کردند و هر دو در مقبرهٔ شیخ احمد زاده بلی آسودند قاضی غلام الدین هفدهم ربیع الاول سنه ۱۳۰۷ هزار و سه صد و هفت روز سه شنبه انتقال نموده در مقبرهٔ شیخ احمد آسود و عمر ایشان ۵۸ سال بود ٭ تاریخ بقرآن ز جبرئل تاریخ او ٭ زفد فاز فوزا عظیما بجو ٭

دریغا پیشوای مسلمین رفت
که آن نور مبین زیر زمین رفت
دریغا سرو باغ اکبری دوش
که خون دل ز چشمان چکین رفت
خرد تاریخ وصلش گفت در گوش

غلام الدین امام متقین رفت
دریغا خاندان اشرفی را
قضا از پا فکند و در کمین رفت
ده و هفت از ربیع اولین بود
بگو آه آفتاب عابدین رفت

دریغا تیره گشته چشم دلها
چراغ معرفت در ماء و طین رفت
جگرها پاره شد از خنجر غم
که روح او بفردوس برین رفت
ایضاً خاک درگاه شاه

هم‌دایم ٭ مولنا قاضی قمر الدین خلف و خلیفهٔ قاضی حبیب الله است در سنه ۱۲۵۱ متولد شده قاضی قمر تاریخ است از خدمت والد بزرگوار خود و از سید سعید اندرابی علوم معقول و منقول بردخته و اجازت حدیث حاصل کرده و از خدمت شاه عظیم الدین نوری و از فرزند ایشان شاه محی الدین و از خدمت بابا خضر الغاری و از اخوند ولی الله ازهگیر آداب سلوک آموخت و از بزرگان زمانه بفیوضات و فتوحات سرشار گردید در حسن اخلاق فرد یکتا بود و از خدمت خواجه امیر الدین پکلیوال هم مستفید شده چنانچه یک رساله بنام ایشان ارقام فرمودند که نزد مؤلف موجود است چند سطور تبرکاً برقم آورده شود فقیر حقیر امیر سراپا تقصیر عفی الله عنه ربه القدیر آنچه درین اوراق مرقوم کرد طریقه و روزش حضرات علیه عالیه کبرویه همدانیه است قدس الله تعالی اسرارهم که باعث تحریر این سطور و تالیف این مسطور حسب الالتماس و رعایت خاطر اعزی ارشدی مظهر نور جمال حبیب خداوندی حافظ قمر الدین قاضی ثبته الله و ایای علی الهدی و التقی و جعله الله للسالکین اماماً گردیده و فقیر الحقیر از ترجمانی ازین گفتگو که در میان آید نصیبی نه بیند از ند حصه بغیر از التماس یادآوری بدعای مغفرت عصیان و نجات از عذاب نیران و لقای حق من غیر عذاب سبق و الغضبان از رهروان این راه توقع نه او سبحانه جل شانه آن عزیز را موفق بتوفیق اعمال صالحه و ادای حقوق ما فی هذه الرساله داراد بالنبی و آله الامجاد و لله در من قال رباعی

بااین ہمہ بیجا صلی و ہیچکسی	در ماندہ بنارسائی و بوالہوسی
دادیم نزا زگنج مقصود نشان	گرما نرسیدیم تو شاید برسی

مدعاکہ در ریاضات و مجاہدات جانبازی بہنہایات بجا آوردہ و بر مسند رہنمائی و رہبری بعد وفات برادر خود تمکن یافتہ و جلوس نمودہ مریدان را براہ حق آورد راقم الحروف از خدمت ایشان مستفید گردیدہ ست بیست و یکم ماہ رجب سنہ ۱۳۲۲ یکہزار و سہ صد و بیست و دو یوم یک شنبہ بسن ہفتاد و یکسال انتقال فرمود و در مقبرہ شیخ احمد آسود قمر المشایخ و فخر العارفین تاریخ ست قاضی عزیز الدین خلف و خلیفہ اوست و بر سجادہ ایشان جلوس نمود بتاریخ ۶ ماہ محرم سنہ ۱۳۲۷ انتقال نمودند مریدان و طالبان ایشان در کتاب تحفۂ اشرفیہ مرقوم اند حافظ محی الدین قاری خلف و خلیفہ حافظ نور الدین قاری از پدر بزرگوار خود استفادۂ علوم ظاہری و کسب آداب سلوک نمود و علم قراءت آموخت و در قراءت عشرہ شیخ القرا بود و فقیر از خدمت ایشان دوازدہ سال علم قراءت و رسایل قراءت آموخت و از بزرگان دیگر ہم مثل شاہ محی الدین نوری وغیرہ اخذ فیوضات نمود بتاریخ غرہ جمیدالثانی سنہ ۱۳۲۵ رحلت نمودہ در مقبرہ آبا آسود

تحفۂ نہم در ذکر مرشدی و مولائی جناب شیخ احمد لیسوی

وی فرزند شیخ علی یسوی از اولاد خواجہ احمد یسوی ست خلیفہ قاضی جمال الدین و از بزرگان دیگر ہم استفادہ نمودہ ست بر سجادۂ طریقت جلوس نمودہ طالبان بر حسنہ بہم رسانید و عمر خود در ورع و تقوی و ریاضات و مجاہدات گذرانید از افراد روزگار و صاحب اسرار بود و مرجع خواص و عوام و چند بار حضرت آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم در خواب دیدہ و بزیارت حضرت خضر ہم مشرف شدند صبیۂ میر مرتضی اندرابی زنی بودہ در عقد ایشان داشت و از وی فرزندی تولد نشدہ پس از وفات وی بترک دنیا پرداختہ بطرف ناڑہ و او بخیال گوشہ نشینی تشریف بردند و الدراقم الحروف ہمراہ ایشان بود چند ایام در انجا گذرانیدند پس باشارۂ غیبی از حضرت سید علی ہمدانی و از حضرت میرزا اکمل الدین باز بشہر تشریف آوردند و باصبیۂ میر احمد شاہ قدیری عقد نکاح نمودند اندرین اثنا روزی بزیارت حضرت میرزا اکمل الدین تشریف فرما شدہ انجا در واقعہ دیدند کہ حضرت میرزا فرزندی بکنار مبارک شان انداختند و فرمودند کہ این را عنایت اللہ نام باید کرد پس ہمچنان بظہور آمدہ کہ

اندرین یک سال ایشان را فرزندی تولد شده موجب فرموده حضرت میرزا او را محمد عنایت الله نام نهادند تحفه روزی در موضع برین شب باش بودند و والد راقم الحروف حافظ ولی الله و احمد شاه بچهه همراه ایشان بودند چون وقت تهجد رسید بر کنار ڈل برمشرب برآمدند و نظر ایشان بر آثار شریف افتاد و بطریق آرزو بخدمت پیر بزرگوار عرض نمودند که نماز صبح در آثار شریف میخواهیم فرمودند دست بیارید پس هر دو طالبان دست پیر گرفتند باز فرمودند که چشم به بندید پس چشم بستند چون واکردند در صحن آثار شریف رسیده بودند مدعا که صاحب کرامات و خرق عادات بودند بتاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۴ھ بعد نماز شام بعلت وبائی بیمار افتاده نماز خفتن اندران حالت ادا نمودند و قبل از نماز صبح جان بحق تسلیم فرمودند تاریخ از حسن شاه شعری سه منتسب با خاندان یسوی ✤ شیخ احمد فرد کامل مرد راه ✤ در وبا جام شهادت را کشید ✤ شد جهان در چشم احبابش سیاه ✤ سال فوتش خواست شعری عقل گفت ✤ مقتدای پاکبازی رفت آه ✤ جمعی کثیر از خدمت بابرکت ایشان مستفید گردیده اند منجمله آن میر عبد الاحد اندرابی بن میر جلال الدین اندرابی فرزند کلان میر جمال الدین اندرابی و خواهرزاده شیخ احمد یسوی عمر خود در تقوی گذرانیده و از جد خود هم استفاده نمود بتاریخ دهم رمضان ۱۳۰۲ھ رحلت کرده در مزار اسلاف آسوده و میر ولی الله اندرابی بن میر مرتضی منازل سلوک از پیر بزرگوار خود طی فرموده بعد انتقال شان بتوجه طالبان مشغول شدند و جمعی کثیر را تربیت نمودند راقم الحروف هم از خدمت ایشان مستفید شده است بتاریخ بیست و چهارم ماه شوال ۱۳۱۰ھ رحلت نموده در موضع ناگام ناره واو آسوده دختر ایشان در عقد نکاح میر عبد الغنی یسوی بود و میر قمر الدین فرزند میر کمال الدین اندرابی و میر غلام الدین و میر حسن اندرابی فرزندان میر قمر الدین مذکور و هر سه از مریدان شیخ احمد یسوی بودند در مقبره میر عبد الرشید بیهقی مدفونند و بابا عبد الغنی حسینی بن بابا محمد یحیی بن بابا محمد بزرگ بن احمد درویش از احفاد شیخ محمد حسینی را دهو بعد انتقال مرشد بزرگوار خود بیمار افتاده بتاریخ ۲۹ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ وفات یافت و در مقبره جد خود آسوده و میر قطب الدین اندرابی رنتی پوره و میر عزیز الله اندرابی پوچهل و میر غنی صاحب اندرابی ناگام ناره واو و عبد الرحیم ساکن موضع برین مشهور رحیم بٹ که مردی صاحب کمالات بود عمر خود در صلاح و پرهیزگاری بسر برده بعد انتقال پیر بزرگوار خود در خانه

ایشان جلوس نموده بسیار خدمت پیر خانه نمود و طالبان برجسته بهم ساید آخر در موضع برین آسود وحبیب الله چشتی و رحمان صاحب و محمد شاه چچه بلی از مریدان وی هستند ملا محمد شاه ابن حافظ احمد شاه مرید شیخ احمد لیسوی و از بزرگان دیگر هم استفاده نموده است و پیر مقبول شاه امیر اکدلی او را بخانه دامادی برده بود در جوانی در کوه و بیابان سیاحت می نمود و خلوتهای کشید ایام عمر خود در یاد الٰهی بسر برد آخر عمر بمرض ذات الصدر بیمار افتاده سلخ ماه جمید الاول ۱۳۰۷ه جان بحق تسلیم نمود و در محله سرای بل امیرا کدل متصل مسجد بطرف قبله بر بلندی آسوده است سه فرزند گذاشت یکی واعظ احمد شاه که در صحبت شیخ احمد لیسوی رسیده است و از مولوی نعمت الله کنه کدلی صرف و نحو و فقه و حدیث و تفسیر خوانده ایام عمر خود در وعظ خوانی بسر برد در حسن تقریر و ادای معانی از افراد روزگار بود بتاریخ ۱۷ ذی الحجه ۱۳۲۸ه انتقال نموده در مقبرهٔ والد خود مدفون گردید سه گفت سیفی سالش از حب و داد + در جنان احمد قرین شد بارسول + دوم حاجی محی الدین شاه مؤلف تاریخ کبیر بتاریخ ۸ ذی قعده ۱۳۲۹ه انتقال نمود سوم واعظ عبد الغنی که بتاریخ ۱۶ ذی قعده ۱۳۳۹ه از دنیا وداع نمود و هر سه از مریدان محمد عنایت الله لیسوی بودند

تحفۂ دہم

والد راقم الحروف حافظ ولی الله ابن حافظ احمد الله ابن محمد صدیق الله در خوردی دست انابت بدامن شیخ احمد لیسوی زده بتعلیم و تلقین اذکار و اوراد از انجناب فیضیاب گردید و قریب چهل سال خدمت ایشان بجا آورده و امامت ایشان می نمود و باجازت ایشان از حضرت شیخ احمد تاره بلی در علم قرأت تلمذ نمود و تعلیم علوم معنوی هم از وی گرفت و اوقات خود بدرس قرآن مجید و کتابت آن میگذرانید و در ایام جوانی چله ها می کشید و فرمود که روزی بخدمت پیر بزرگوار عرض نمودم که اجازت قصیدهٔ برده مرا عنایت فرمایند فرمودند حفظ باید کرد فردا بطرف اسلام آباد تشریف بردند فقیر همراه ایشان بود فرمودند قصیده یاد بکنید فقیر در پس ایشان میرفت و از وقت صبح تا وقت عصر قصیده شریفه یاد کردم و بر مقام مقصود رسیده در خدمت ایشان گذرانیدم این از کرامت ایشان است پس در چمن مسجد که قریب خانهٔ ایشان بود نصاب آن دادم پس مرا بنکاح کردن امر فرمودند

وباصبیهٔ مولٰنا حافظ رسول صاحب قاری عقد نکاح من بستند وخود برای فرخواست
این امر در خانه ایشان تشریف بردند وآنزبان حافظ ولی الله مذکور گاهی الفاظ لغو خواه
در وقت تعلیم یا غیر آن بغرض تنبیه فرزندان وشاگردان هرگز جاری نشده بجز تذکرهٔ
اولیای کرام وامرشد خود از زبان ایشان حرفی نشنیده ام در کتمان اسرار طریقه کامل بود
تا آخر عمر بعد از نماز شام وصلوٰة اوابین قراءت قرآن مجید مینمود وبعد از نماز عشا
ختم حسبنا الله که کیمیای اینطایفه ست میخواندند مدعا که عمر خود در صلاح وپرہیزگاری بسر
برد آخر عمر بمرض وبا بیمار افتادند وبتاریخ نوزدہم ماه شوال ۱۳۰۹ھ ہزار وسه صد ونه در
پیش محمد عنایت الله دیسوی استغفار اوراد فتحیه خواندند وچون بر سلامهای آخر رسیدند
در اثناء قراءت جان بحق تسلیم نموده در صحن خانقاه معلی آسودند تاریخ عمر ایشان ولی الخ اهدا
ست که رضوان بگفتا زباب جنان + ولی خدا شد بدار البقا + ایضاً بولی شاه به بخشید الله
وخلفش حافظ محمد شاه که مرید محمد عنایت الله دیسوی بود واز بزرگان دیگر هم مثل مولوی
محمد شاه ترالی ومولٰنا واعظ محمد یحیی وقاضی قمر الدین نارہ بلی وغیره استفاده نموده
در وعظ خوانی وادای معانی وشیرین بیانی ممتاز بود بتاریخ ۲۷ جمید الثانی ۱۳۱۸ھ ہزار و
سه صد ونوزده بعلت وبائی جان بحق تسلیم نمود ست دریغا از جفای آسمان آن حافظ یکتا +
ازین دنیای فانی کرد رحلت جانب عقبی + به بست وہفتم از ماه جمید دوم وشنبه + قبیل عصر
شیرین جان خود بسپرد مولی را + پی تاریخ رفت او نموده جست وجو سیفی + غلام آل واصحاب
محمدؐ بود دل گفتا + در مقبرهٔ میر امیر الدین کنٹ مدفون ست دوم حافظ احسن شاه که خورد تر
از راقم بود ودر عنفوان جوانی از عالم فانی بعالم جاودانی ارتحال نموده جوار برادر خود آسود
سوم محرر سطور ومؤلف این سطور احقر محمد حسن غفر الله تعالیٰ لی ولهم واسعدنا بلقائه یوم الحسرة
والندامة ورزقنا شفاعة نبیه محمد صلی الله علیه وسلم - هذا - والحمد لله الذی بنعمته و
جلاله تتم الصالحات + وهذا اخر ما فصلناه فی هذه الرسالة من ایراد تذکرة
الاولیاء الکرام والمشایخ العظام ومقامات الکاملین المکملین من سلسلة الاکملیة
النوریة الفخام تبصرة لاولی الالباب من الاخوان الکرام والحمد لله الذی هدىنا لهذا
وما کنا لنهتدی لولا ان هدىنا الله + نسأله تعالیٰ ان ینفعنا بحب اولیائه وعباده
الصالحین وان یحشرنا فی زمرتهم وتحت لوائهم امین

مکتوب شریف حضرت مرشد الانام والشیخ الکرام یعنی جناب حضرۃ شیخ احمد تارہ بلی علیہ الرحمہ کہ بجناب مولنا حاجی محمد یحیی صاحب میر واعظ کشمیر نور اللہ مرقدہ تحریر فرمودہ اند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفقک اللہ وایانا لما یحب ویرضی فقیر را کجا لیاقت ست کہ دم از محبت شما زند
ویا از مشورہ وصلاح نیک باشما سخن راند اما چون شما بسوی این گدا التفات می نمائید
خوشوقتی دست می دہد وممنونی حاصل میشود وجرأت در تکلم میبرد وسہ من آنچہ شرط
صلاح ست بر تو دارم عرض + تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال ؛ عزیزا سعادت آثار الازم
بر شما ست کہ بر وضع پدر بزرگوار خود مستقیم واستوار باشید ترک فضول ولایعنی نمودہ قلبا
وقالبا علما وعملا صرف اوقات در عبادات الاہم فالاہم کردہ باشید تحصیل علم نافع بہ نیت
خالص عبادت مستقلہ ست وعمل بموجب آن وسیلۂ نجات از مہلکات وفوز السعادات
عاجلہ وآجلہ ست در حرص بیان وعظ غالی ومولع نباشید کہ باعث سبکی در دلہاست
ونگہداشت آبروی خود برای تاثیر در نصیحت دین وبجہۃ حفظ عزت علم الیقین لازم ست
آنچہ بر مردم مینمایند اول عمل بر وفق آن بر خود لازم گیرید تا در نفوس مستمعان سرایت کنند
وقایل وواعظ بی بہرہ نماند سہ ہرچہ گوئی باید اول آن کنی + ورنہ بر خود گفتگو تاوان کنی
بیان وعظ ونصیحت برای امتثال امر الٰہی کہ بندہ بامر معروف ونہی منکر ماموریست وبہ نیت
خیر خواہی وشفقت بر خلق اللہ باید کہ باشد وعظ در بقعات شریفہ ومساجد متبرکہ وسایر مساجد
محلہ جات در ایام مخصوصہ واوقات معہودہ بشرط صدق خواستگاری صاحبان وساکنان
آن اماکن وعدم موانع ومعارضہ ومقابلۂ اعمام واخوان وسایر اقران وواعظان اگر دست
دہد نیکوست والا در مسجد محلہ خود وگرداگرد محلہ خود برای حصول ملکۂ خود در وعظ وبرای
خیر خواہی واسترضای مسلمین مستمعین اگر عادت شود وباکس معارضہ ومقابلہ نیفتد ودر جمیع امور
توکل بر اللہ ہو نعم الوکیل کردہ شود از ہمہ نیکوست تا انشاء اللہ رفتہ رفتہ کار وقرار واطمینان
ونشینی بجائی رسد کہ مافوق آن نکس ومثل آن بدیگری دست ندہد الاماشاء اللہ واگر در
جای مکان وعظ معہود شما دیگری جلوس بطمع وعظ کند وپیش آید جای خالی دارید وایثار
باو کنید کہ ایثار دیگری بر نفس خود داخل جنان ست وباعث رفع منازعات وسبب

حصول راحات ملک خدا تنگ نیست مقسوم و مقدر حق بهر کس هرچه ہست رسید نیست و در قبول خلق از مکر خالق ہراسان باشید و از حب جاہ خاطر خود گریزان ولرزان دارید قبول خلق سد راہ ہست و حب جاہ آفت جانکاہ قبول اللہ تعالی درکار ہست و حب اہل اللہ موصل الی اللہ خود آرائی و خود نمائی در وعظ بلا ہست و تکلف و تصنع دران داخل ریاست نعوذ باللہ منہا تنبیہات نافعہ ضروریہ تعظیم علمای راسخین و بزرگان دین و متابعت خصال اولیا قدست اسرارہم و ورزش محبت فقرا و مساکین و حسن ظن بحق کافہ مسلمین حصن حصین ہست برای محافظت از خزی دنیا و عذاب عقبی۔ معجزات انبیا علیہم صلوات اللہ و کرامات اولیاء اللہ علیہم رضوان اللہ بعد انتقال شان از دار دنیا ہم باقی و بالغ وجوہ واقعی ہست چنانچہ در دنیا باختیار و بی اختیار از جناب و شان صدور داشت در برزخ و آخرت ہم ظہور دارد و در اظہار آن مجبور و ماذونند۔ سیر و تصرف شان در ملک و ملکوت باذن اللہ و قوتہ لمن شاء اللہ فیما یشاء اللہ بروح و جسد مقدور و فراخ و مبسوط ہست بر مستمدان و مستعینان و مستشفعان و بر زایران قبور شان خاصتہً و بر سایر مومنان عامتہً بعون اللہ تعالی و تائیدہ امداد و اعانت و شفاعت و کفایت حاجات و قضای مہمات از ایشان ہمیشہ درکار ہست و این ہم از جملہ معجزات و کرامات شان ہست کہ در دنیا و عقبی جاری و عیان ہست و آنکہ منکر و شاک دران ہست محروم ازان و در خسران ہست +

معتقدات اہل سنت و جماعت ہمہ حق ہست مطلقا حفظ ادب و رعایت حرمت بحق پاکان و شفقت بر مومنان از دست نباید داد و خود را در ورطۂ ضلالت و بدگمانی در شان ایشان نباید انداخت چنانچہ در مسئلہ عشا بدکہ سہ بیقین ز اہل جنتش مشمار + ایمن از روز آخرتش مگذار + در ضرب المثل بزبان و دل تخصیص نام ہیچ یکی نباید گرفت ہمچنین مثلا در بیت سہ عدل و فضل ہست سوی او منسوب + ظلم باشد ز فعل او مسلوب + کسی از واعظان مگر نام بزرگی گرفتہ گفتہ ہست کہ اگر او را عذاب کنند عدل است۔ حفظ خاطر از اینچنین گمانہا و کف لسان ازین بیان ہا تخصیص در شان پاکان دین لازم و ملزوم باید دانست تا از برکات فیوض شان در دنیا و آخرت محروم نمانیم و فی الحال تہمت و رسوائی بر ما بازنیاید آری نفس خود را با وجود کثرت طاعات ایمن از مکر و عذاب آلہی ندانیم و از روی کثرت معاصی ناامید از مغفرت نمانیم از عدل در خوف و خشیت و از فضل در رجای بخشایش و مغفرت

برحیات سرور کاینات علیه وعلی آله وصحبه افضل الصلوات واکمل التسلیمات وشمول فیض
او بجمیع ذرات خصوصاً وعموماً یقین وباور داشته در خلوات وجلوات صلوات بصیغهٔ
حضور وخطاب ومناجات هم باید خواند وباذکر آل کرام احیاناً بل دواماً در درود ذکر اصحاب
عظام هم باید ایراد نمود اگرچه لفظ آل عام وشامل باصحاب هم هست اکتفا بران نباید نمود
و در ختمات شریفهٔ بزرگان در تلفظ بعبارات شیئاً لله ای لوجه الله استنکاف نباید نمود
وعجز وخلوص دران از دست نباید داد که اولیاء الله را حرکات وسکنات وخطرات و
ارادات همه لوجه الله است وبر امداد دستگاه است وزیارت قبور کبرا وحضور در مشاهد
حجرات اولیا قدس الله اسرارهم غنیمت دانسته باحضور وادب وافتقار وعجز وذل وانکسار
بعد اهدای ثواب کلمات طیبات وآیات بینات ونوافل وقربات بارواح مقدسهٔ
شان در هر مطلبی که داریم توسل باوشان نموده کامیابی از حق بخواهیم وشفاعت وعون و
نصرت را در انجاح مطالب یقیناً از جناب اوشان چشم میداریم چنانچه از ارواح واجساد و
آثار شریفه وقبور پرنور شان فیض طلبی می کنیم همچنین از حجرات شریفه ومعابد ومساجد
متبرکهٔ شان امیدوار برکات وفتوحات ایشان باشیم که همچنانکه جسد مبارک شان بعبادت و
ریاضت ومجاهده صاف وپرنور شده است حجرات ومعابد ومساجد شان هم بکثرت
اکتساب طاعات وورزش عبادات شان در انها معادن سرور وحضور وفیض وفتوح
گردیده است زایران باصدق وصفا آن را دریابند ومنقدان باوفا نیکو شناسند اللهم اجعلنی
منهم در اقسام ریاضات ومجاهدات وانواع عبادات واذکار ومراقبات شان که برخود گرفته اند
ویا بر طالبان حق ارشاد فرموده اند معترض ومنکر نباید بود وبدعت تصور نباید نمود که دیدهای
اوشان بنور متابعت سنت وحفظ شریعت اکتحال یافته وبصر وبصیرت شان بر امراض معلولان
باطنی تیزبین شده دروازه حکمت آلهی بر ایشان مفتوح گشته بحکم وقت ومزاج ملک وشهر و
فصول برای ازالهٔ امراض وعلل کامنه در نفوس بشری طالبان حق علاجها بر بسته اند ومعجونهای
گوناگون آماده فرموده اند فی الحقیقت عبادات ومجاهدات وریاضات شان در رنگ معجزات
شریفه بقیه عبادات وریاضات ومجاهدات نبی متبوع اوشان است صلوات الله وسلامه علیه
وآله وصحبه اگرچه در انوقت باسعادت اقتضای ظهور نبوده ونشده وامر تفصیلی بدان حاصل
نگردیده هیچ نوع کاری از هیچ ولی از امر اجمالی خدا ورسول واجماع امت بیرون نیست دیده

معترض منکر نابیناست دل او تاریک و سیاه - علی رغم انف وهابی ارتیابی و کمالی ضلالی گفته میبرد م که حضرات انبیا بالاصالة وحضرات اولیا بمتابعت صلوات الله تعالی وسلامه علیهم اصالة وتبعیة اجمعین فی نشأتی الدنیا والعقبی منابع بحار رحمت حق و مطالع شموس انوار مطلق اند لازم نیست که مثلا بدریا بگوییم آلودگی من بآب دور کن یا از خدا اذن رفع آلودگی من بخواه و یا بگوییم سبو وظرف من از آب پر کن و یا از خدا اذن پری سبوی من بخواه همچنین مثلا بآفتاب بگوییم تاریکی مرا بنور روشن کن یا از حق دستوری دفع ظلمت من بخواه دریا که برحمت حق روان گشت برای رفع آلودگیها وسیر کردن تشنگان وروان ساختن انهار و جداول وبحار وسبز وسیراب گردانیدن زراعات است وبرای پر کردن ظروف خالیه ارباب حاجات است آفتاب که بنور عطای الهی تابان است برای روشن گردانیدن جهان است منکر بطال و مدعی بی آب اگر بدریا رجوع نکند و آلوده و تهی ظرف و لب تشنه و جگر سوخته بماند کس چه کند و اگر از آفتاب روپوشیده در حجاب ضلالت وارتیاب افتد گو بفتد و من یضلل الله فماله من هاد اعتقاد وایمان ماست که هر آلودگی که در دریا رویم پاک شده برآئیم و هر قدر دهن ظروف خالیه حاجات که سبوی و یا پست کنیم پر شده و مالامال برآریم و با هر ظلمت وتاریکی که محاذات بآفتاب کنیم روشن شویم یهدی الله لنوره من یشاء من یهدی الله فماله من مضل محبت واعتقاد وانقیاد بکار است ونجات در آن است بی نصیب وگمراه است هرکه در شک وانکار است واو همیشه در خسران است اللهم توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین غیر خزایا ولا مفتونین وادخلنا برحمتک فی عبادک الصالحین

حضرت شیخ احمد تاره بلی رح فرزند شیخ محمد نعیم بن شیخ محمد مقیم بن ملا شیخ محمود بن علامه متقی شیخ رحمة الله الکبروی بن ملا محمد مقیم کبیر ابن ملا محمد مومن ابن ملا ابو الحسن ابن مولینا الاجل محمد عاصم گنائی اخ عینی جامع الکمالات حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیری رضوان الله علیهم اجمعین ذکر ایشان در تحفۀ اشرفیه که از تالیف مؤلف است بتفصیل مرقوم است وفات ایشان ۱۳ رجب سنه ۱۲۷۸

شیخ احمد حافظ قرآن و فخر عارفان | سیزده روز از رجب رفته علم زد در جنان
بهر تاریخ وصال و عمر و میلادش سروش | دوش در گوشم بگفتا بشنو ای تاریخ دان
شیخ احمد کبروی میلاد و عمرش عابد است | شیخ احمد قادری سال وصال و بجوان

۱۲۰۱ ۷۷ ۱۲۷۸

تاریخ اختتام کتاب چراغ لطائف از نتائج طبع جناب پیر عزیز اللہ صاحب حقانی

التحیات الزاکیات للہ مجیب الدعوات والصلوات الطیبات علی سید الکائنات وسیلۃ النجاۃ محمد وعترتہ الطاہرات ٭ امابعد شائقین را نوید تازہ ومژدہ بی اندازہ باد کہ درین ولا تاریخ مقامات اولیاء اللہ من تالیفات فہامہ جمیل وعلامہ بیعدیل لیئق فصحای زمن حافظ مولینا غلام حسن ساکن الاصل محلہ گانکہن عصمہ اللہ تعالی فی الدارین حلۂ اتمام پوشیدہ کہ حسن تطبیق وربط تحقیق آن بملاحظۂ این خادم علما گذشت البتہ این تذکرۂ جمہور عرفا کہ در ہر فقراتش صدہا گنج معرفت پنہان واز ہر سطر والفاظش نکات حقیقت نمایان ست سوای تکلف قابل تحسین وموجب آفرین ست بناءً علیہ این چند ابیات را بصداق تصحیح روایاتش ثبت نمودہ گذاشتم

بحمد اللہ این نامہ مشکبو	معتبر شد اندر جہان سو بسو	غلام حسن آنکہ تالیف کرد
بہ تحقیق وترتیب وسعی نکو	برین حسن تالیف وربط فصول	ہزار آفرین باد بر سعی او
دقیقات این سلسلہ گشت حل	نمایان کما حقہ مو بمو	نہ بینی کہ از جہم گر گوتہ ست
کہ بحریست مواج اندر سبو	چو پرسیدم از ہاتفی سال نام	بگفتا چراغ لطائف بگو
		۱۳۳۴ھ

۱۹۱۶ء

فہرست باقی تالیفات مؤلف

تحفۃ الحسن فی الخطب	روضۃ الحسن فی الخطب	نصیحۃ الحسن فی الخطب
اقوی التوسل باسماء سید الرسل	حسن التوسل بزیارۃ سید الرسل	نور العینین فی معرفۃ الثقلین
سبیل النجاۃ بالتوسل بالتبرکات	روضۃ الکبرویۃ فی اسناد اوراد الفتحیہ	چراغ لطایف در تاریخ
تحفۃ المکلیہ در تاریخ	تحفۂ اشرفیہ در تاریخ	فتوحات کبرویہ در تاریخ
تذکرۂ چشتیہ در تاریخ	تائید المذہب الحنفی بصلوۃ النبی	رسالۂ فیما جاء من الادعیۃ بعد المکتوبات

ملنے کا پتہ غلام محمد نور محمد تاجران کتب مہاراج گنج زیر گنجبازار سرینگر کشمیر

خوشخبری - کتاب سلطانی فارسی تصنیف ملا بہاء الدین ... و تحفۂ اشرفیہ از تالیف مؤلف عنقریب طبع شدہ خواہند شد طالبان از مہتمم ... اطلاع ...